

हिन्दुस्तानी एकेडेमी, पुस्तकालय
इलाहाबाद

वर्ग संख्या.....

पुस्तक संख्या.....

क्रम संख्या.....

1176

بسم اللہ الرحمن الرحیم
شہید وفا
پہلا ایکٹ
پہلا سین

صحرایہ قریب بینظرائے

یوسف جوش جنون میں بک رہا ہو۔

یوسف۔ صیفہ! صیفہ! آہ بیان صولین تیری جگہ مجھے کون جواب دے گا؟ تیری نیت
 مجھی کو ستائے گی، کاش کچھ تجھ پر اثر پڑے تو کیوں نہیں کرتی کہ میں تیرا زبردار بنوں؟
 کیا کوئی مجھ سے زیادہ تیرے حق کا قدردان ہے؟ مجھ میں کیا برائی ہے۔ تیری طرح میں
 بھی ایک نامور قاضی کا بیٹا ہوں۔ ہر قسم کی لیاقت بھی مجھ میں موجود ہے۔ تمام علوم میں
 داخل ہے۔ پسگری میں بارہا میرا امتحان ہو چکا ہے کیا کروں کہ تیرا دل تجھ سے میری۔
 سفارش کرے منصور آتا ہے۔ کاش ہی معلوم ہوتا کہ یہ بیٹابی کچھ اثر نہ کوگی۔ مان بان اگر
 تجھ پر نہیں تو اپنے اوپر پورا اختیار ہے۔

مجھے قابو نہیں دل پر تو بے قابو اپنا

آبیاری صیفہ تجھ پر اپنی جان تھا.....

منصور۔ یوسف یہ کیا ہے؟ کیسا جنون سرور سوار ہے؟ ایسے بے صبری اتنی جلدی
 ماراؤس۔ دیکھو جوش میں آؤ۔

یوسف! کون؟

(انگٹھ بٹاکر) منصور یہاں کہاں؟

منصور! تمہاری تلاش میں؟

یوسف! اب میں دوستوں کے کام کا نہیں۔ اب میں عشق کا بندہ ہوں۔ (سجڑ)

میں خبردار کراچی ہوں تم میرے لئے اگلے تہ پہرہ میں تھیں غلین بنادون گاں
 افسردہ دل افسردہ کندہ اچھنے را
 منصور اب اس درجہ بالوس کیوں ہوئے جاتے ہو؟ کوئی تدبیر کرو۔ تمھاری مشوقہ زیادہ
 انکار نہ کرے گی۔ تم بھی ایک بڑے محزون شخص کے بیٹے ہو۔ لائق ہو۔ تدبیر یافتہ ہو جاؤ
 درد کو شفیق کرو۔

یوسف کیا کوشش کروں؟ ناامید ہو گیا ہوں۔ آہ! صغیرہ بید رہے
 منصور نہیں وہ ان کی۔ اسکا خاوند پھر ان لگا۔
 یوسف خاوند سے کیا غرض۔ وہ خود تو نہیں مانتی۔

منصور یہ کرتی ایسا بھی ہے جس کے ذریعہ سے تم صغیرہ تک اپنا پیغام پہنچا سکو
 یوسف زبان سے زینب ہی کے ذریعہ سے تو یہ بھی معلوم ہوا کہ میرے حق میں پیاری
 صغیرہ نگ دل بنے۔

منصور یہ تو زینب ہی کے ذریعہ سے دریافت کر دے کہ وہ کیرن میں ماسی۔ اسکی کوئی شرط
 ہے؟ یا یوں ہی تھیں مشق ناز دکھلاتی ہے؟ کچھ تو معلوم ہو گا
 یوسف ہا کیا فائدہ؟ صغیرہ کو محمد سے زیادہ میری جان بہند ہے۔ وہ اسی کو لے گی دل
 سے چھکی۔ آہ اب جان لے گی۔

منصور کیا سوچا یوں کی سی باتیں کرتے ہو؟ چلو شہر میں چلو۔ عمان زینب کے ذریعہ سے
 سے تمھاری مراحا مل ہو جائے گی۔

(بات کیسے کے)۔ آؤ چلو۔

یوسف مجھے اس صحرا سے نہ چلو بہانہ تو کسی نہ کسی قدر دل بلی جاتا ہے۔ وطن
 میں بہت گھبراؤں گا
 منصور نہیں چلنا ہو گا۔
 ذریعہ سے کھینچ لئے جاتا ہے۔

دوسرا بین

زینب کا مکان مدینہ غلط

منصور اور زینب باتیں کر رہی تھیں

زینب: بیٹی زکیہ۔ جلدی فراغت کر آئی مجھے قاضی ابوبکری کے بہان جانا ہے۔
 زکیہ: اماں جان! میں اب پکا چکی۔ آپ کو دیر نہ ہوگی۔
 زینب: ملا آپ ہی آپ بٹھا جائے کیا ہو گیا ہے کہ اب ہندو ہندو دن گزر جاتے ہیں کہ
 مجھے جانے کی نوبت ہی نہیں آتی یا ایک روز نہ تھا کہ روٹو جا کر قیامتی زکیہ کے والد
 اب گھر میں ٹھہرے ہی نہیں۔ جاؤں تو کس وقت؟ اور لڑکی کو اکیلا چھوڑ جاؤں؟
 دل نہیں آتا۔

زکیہ: اماں جان! اب تو قاضی صاحب کی صاحبزادی بھی بہت دلوں سے نہیں آئیں
 زینب: خود ہی نہیں لاتی۔ ورنہ صبیحہ سے جب کہو چلی آئیں۔ اچھا آج ضرور
 لیتی آؤں۔

یوسف: اماں! میری جان صبیحہ کو ضرور لیتی آتا۔
 زینب: تمہارا نام سن کے آتی بھی ہوں گی تو نہ آئیں گی
 یوسف: شک ہے کہ وہ اپنی کلاہی ترجیح ہے۔
 زینب: ان کو تم سے بڑی شکایت ہے۔ ناحق بیماری کو دھرا دھرا نام کرتے پھرتے
 ہو۔

یوسف: آخر میرے حق میں دیکھو! ایسی سنگدل ہو گئی اور میں بس یہی بتا رہی کہ مجھ
 میں کیا عرابی ہے۔ کبھی زکیہ کی بات سے میں اپنے دل کو تسلی دوں۔
 زینب: تو کیا آپ کو نہیں معلوم کہ اہل عرب عموماً مسلمان لوگ جب تک لڑکی خود بخود منظور کر
 لیتی نہیں کرتے ہیں؟ صبیحہ کھائے کھارے میں آنا پسند نہیں کرتی۔
 یوسف: ہائے! یہی تو پوچھتا ہوں؟ کہ کیوں نہیں پسند کرتی ہے؟ میں شرمین نہیں ہوں
 مالا لائق ہوں۔ بد صورت ہوں؟ کیا نقصان ہے؟ کچھ معلوم تو ہو؟

زینب: کیوں بتائے۔ اس کا جی نہیں چاہتا۔ اس میں بھی کچھ کمی کا اجارہ ہے۔
 یوسف: کی آنکھوں سے بے اختیار آسو جاری ہو جاتے ہیں؟
 (حیرت سے) اماں! میں انہیں اتور دے لے کیوں ہو؟

یوسف: ورنہ صبیحہ سے بھی زیادہ بے درد ہو۔ آہ! کوئی جاتی ہی نہیں کہ گورنمنٹ اسکول
 سے دیکھی ہے اور میری بیٹی پر ترس نہیں آتا۔

سائے عیسائی سوار نظر آئے
 یوسفؑ اب تم سب میں ٹھرو۔ مجھے جانے دو۔ دیکھو کیا تماشا دکھاتا ہوں؟
 عمروؑ اب بھی نرم عشرت سے اٹھ کے آئے ہو۔ ایسی باتیں نہ بناؤ گے
 نعیمؑ یا خراب ہم ایک ساتھ بہاری دکھائیں گے
 یوسف (صفت سے آگے بڑھ کر) میں کو جاتا ہوں۔ اب تمہاری باضابطہ قواعد
 کون انتظار کرے؟

نعیم (باتھ پڑ کے) ٹھرو۔ یہ ان باتوں کا وقت نہیں ہے جو تمہارا افسر حکم دے
 وہی مگر ناچو گے (اپنے سواروں سے) لے اہل غناطہ! لے اپنی آزادی کے بچا
 والو! اور لے اپنے تاج و تخت کے پردانویہ تمہارے دشمن تمہارے دیہاتی بھائیوں
 لوٹ کے اور قتل کر کے ادھر آئے ہیں اور اب چاہتے ہیں کہ تم کو قتل کون اپنے
 یوش و لون سے کام لو۔ اپنی اور اپنے قدیم نیرگوں کی نامور لون اور شجاعوں
 پیش نظر رکھو اور بڑھ کر اپنے مظلوم بھائیوں اپنے بکس دین اپنے دل شکستہ باغی
 بدلیلو!

دو دنوں طرف سے حملہ ہو گیا اور نعیم جو
 رضوان ایک بلند مقام پر ٹھہر کے دو
 فوجوں کو دیکھنے لگا۔ عمروؑ اسی کے پاس
 عمروؑ دیکھتے چائے سوار کیسی شجاعت سے لڑ رہے ہیں۔ اگر دو گھنٹہ یوں ہی اور لڑو
 تو میدان صاف کر دیں گے!

عمروؑ (ایک طرف اشارہ کر کے) دیکھئے وہ سوار لڑتے لڑتے کہاں جا پہنچا
 نعیمؑ کون شخص ہے؟ بڑی جان بازی سے وہ ان تک پہنچا ہے۔ کیپٹل والوں کا جھنڈا تو
 ہی وہ اٹک رہا ہے! پس عرف میں نہیں گزرا خالص ہے۔ تو ادا آگے بڑھ گیا، اس نے
 وہاں تک پہنچنے پہنچنے بہت سے دشمنوں کو قتل کیا ہو گا۔ بڑا بہادر!

اپنے قریب ہی ایک سوار کو گھوڑے سے
 دیکھ کر یہ کہہ کر گرا! بان۔ یہ عیسائی زبان بولتا ہے پاس آ پہنچا جانے کیل کے آ رہا ہے
 عمروؑ دیکھو تمہارا اشارہ کیا۔

عمروؑ ایک ہی تلوار سمجھا اس کا کام تمام کر دیتا۔

جناک اٹھ مار جا اور عیسائیوں کے جھنڈے کی طرف دیکھو۔ ایلو دیکھو وہ ہمارا سواپتی
 کیا۔ یہ کون شخص ہے؟

عمر و غور سے دیکھ کر اناہ ایہ تو وہی ہمارا عاشق مزاج لڑ عمر سپاہی ہے! اس سے اتنا
 عینہ یعنی۔

فیہم یہ حقیقت میں یہ آدمی نہیں فیہم ہے۔ خدا اس کو ان جاننا زیون کی جڑ کے خیر ہے۔
 اب ہمارا ایلو اس ایسے سپاہیوں سے خالی۔ ایہ عیسائی کو بھاگے جانے ہوں الحمد للہ
 یہ ایک سپاہی کوئی سبب نہیں معلوم ہوتا ان معلوم ہوا۔ دیکھو عیسائیوں کے بھاگ جانے
 کے بعد وہ نوزوان میدان میں اکیلا کھڑا ہے۔ اور فیہم پر کس کا سر ہے؟
 عمر و غور ہمارے عیسائیوں کے سردار کا سر ہے اسی سبب سے وہ خاک ہے۔

فیہم گھوڑا دوڑا کے لڑخان کے قریب جانا
 ہے اٹھ خوشی کے خوش میں پیشانی کو برسر دیتا ہے
 فیہم "مرحبا غرناط ہمیشہ تم پر خوش کرے گا۔ تم نے اپنی معشوقہ کا نام بھی آسمان پر پہنچا دیا
 اس ہاکرا میں نازن کا کیا نام ہے؟

یوسف "یہ وہ بتاؤں گا۔ وہ بنام ہوگی۔
 فیہم "وہ بنام! یہ کس نامی ہے۔ کہ جنابی؟
 یوسف "مگر اپنے نزدیک وہ تو بدنامی ہی سمجھتی ہے؟
 فیہم "یہ لڑائی خدائے تمہارے ہی ہاتھ پر فتح کی۔ چلو بادشاہ کو ہمارے بادشاہ اور بیرون
 غرناط سے کہیں کہ وہ تم پر خوش کرے۔"

سب جانتے ہیں

چوتھا بین

غرناط کی ایک لڑکی

"ماخون کا ہاں لکھی اور فیہم بن رضوان باتیر

کر رہے ہیں۔

ماخون بہت سی لڑکیاں جو تھیں۔ اکثر ام غالب ہی رہے مگر جس سے سب سے زیادہ تھیں۔

یہی حکم ہے کہ حکمت ہوگی۔ غناطہ کی درویشی سے بار کی آواز آرہی ہے۔ بالکل بکھر
 میں نہیں آتا کیونکہ خدا جانتے کیا ہو گیا تھا زمانہ کی ہوا بلیٹ گئی آگوا وہ ہم ہی جیتیں
 رہے اخلا و قدر رحم کراۓ

تعمیم: اور ہاں دیکھو رسد کا استقامت ماسے سپرد کیا گیا تھا۔ اس میں ہیں کامیابی ہے اگرچہ
 عیسائیوں نے اکثر کاؤن لوٹ کر تباہ کر دیئے۔ مگر آج تک اوس کی تربت نہیں آئی
 کہ غناطہ میں رسد کا سلسلہ موقوف ہو گیا ہو۔ مگر نہیں معلوم کیا شامت سب کے سر دل پر
 سوار ہو گئی ہے کہ جسکو دیکھئے اُس کے دل میں دشمن کی جھل نکلتی ہے۔
 واضح: یہ قسم یہ روئے کا مقام ہے اقبال اسی کو کہتے ہیں
 عرونی اُمید آتا ہے

کہو عرو و تھاری کیا ملے ہے

تاریخ: لڑائیوں میں تو ہم ناکام نہیں ہوں مگر ناکامی کی دہشت سب کے دلوں میں سما گئی
 ہے۔ تباہی آخر اس کا کیا سبب ہو اور کیا علاج کیا جائے گا
 تعمیم: آؤ قدر علاج ہے۔ کوشش بے سود۔ تدبیر بے فائدہ۔ میں اب خدا کی مرضی کے
 منتظر ہوں۔

تاریخ: جب ہماری جائیں شہر کے کام آرہی ہیں تو ہمیں اس مام بابوسی کے سبب پریشانی
 ہو کر رہنا چاہیے۔ آؤ مام بابو اور میو کے لوگوں کی امیدیں تازہ کر دیں۔
 دوست آتا ہے

آؤ بلوئی عاشق وزارت سپاہی۔ تھاری شجاعت کی غناطہ میں دھوم مچ رہی ہے۔
 یوسف: بلوئی اس کا موقع بھی سرور آپ کا سنا۔ اہل گیشل کی ایک فتح ہماری طرف آ
 رہی ہے۔ عیاں یہاں سے سورج کا حاصرہ کرے گا آئے ہوں۔
 تعمیم: یہ چونکہ کر تو جاننا ہی کا وقت آچکا۔ حاصرے کی تربت ہی کیوں آئے آؤ۔
 چلو باہر نکل کر مقابلہ کریں

یوسف: (خوش ہو کر) میں اسی بات کی درخواست کرتے آیا تھا۔ تو جلدی حکم دیکھئے
 کہ ہمارے سپاہی تیار ہوں۔

ایسا نہ ہو کہ عیسائی سرور آجائیں۔

نعمت میں جانا ہوں کہ فوج جلدی سے آراستہ کر دوں

نعمت جانتا ہے

یوسفؑ آدھی بلندی پر مقام سے دیکھیں کہ غنیم کی فوج اب کہاں سے
تاریخؑ (ایک ٹیلہ سر پر رکھ کر) یہاں سے خوب علوم ہوگا آہا وہ تو اب پہونچائی جاتے ہیں
یوسفؑ (دیکھ کر) تو جتنا کہ غنیم بن رضوان اپنی فوج کو اس کے نگاہیں غنیم ان
ظالموں کو ادھر ہی روکیں

تاریخؑ درجیت سے اکیلے

یوسفؑ ہاں اکیلے اچھا تم یہاں سے سیر دیکھو میں اکیلان یہ جگہ کرتا ہوں
تاریخؑ اب تو سرورِ عظیم ہو چکے دیکھو وہ دینی طرف سے ہمارا نشان نمایاں ہوا
یوسفؑ تو اب میرا بھی ہے کیا بیان کیجئے سیر دیکھا کرو گے؟
تاریخؑ اچھا چلو۔ مگر ساتھ نہ چھوٹے۔ ہمارے تھکے فوجی بڑی ہوں ایک
کوین ماروں تو تمہیں ایک کو قتل کروں
یوسفؑ انشا اللہ الہی ہوا

دونوں گھوڑوں کی گنگناہٹ کر رہے ہیں

نعمتؑ یوسف کو اتنے دیکھ کر چیخا اٹھا (کر) رہا یوسف سر جھکا چار اشریہ رو تو جوان
آپہونچا۔ دیکھو یہ آنا فانا و دشمنوں کی صفین الٹا دیکھا۔ یوسف اسے فتح کے فرشتے
جبرائیلؑ ہاں شجاعت کا امتحان ہاں دلیرانہ ہے اے اہل غزنا! اے ہمارے
جانیاز سپاہیوں! بہادر اور دلیر نوجوان یوسف کا ساتھ دو۔ فتح اسی کے ساتھ
افتح اسی کے قبضے میں ہے

نعمتؑ یوسف کے پاس آتا ہے۔

عجوبہ! اس سردار آج دشمنوں کا شمار بہت زیادہ ہے

نعمتؑ خدائے مہربان! ہمارا یوسف سب کو دیکھ کر دیکھا نہ یوسف
دشمنوں پر پیروز کیا

ہوٹا مگر کچھ اس وقت تاریخؑ بھی کیسے سخت چلے کر رہا ہے اور اسے دیکھے اسے
کی شکل کے نشان بردار کو اس کے گزادیا اور اسے بڑھاتا چلا جاتا ہے

یوسفؑ نے خوش ہو کر اور دیکھو ادھر سوئے ہوئے کو کہ ایک کچھ بٹا گیا
 یہ وہی ہے جس نے سواری دو فون افشردن کے اشارے پر پہلے بین الاقوامی سے کسی نے
 بھی کوئی خبر نہ لی اور وہ بھی ساتھ ہی ٹوٹ پڑے۔ مگر اسی یوسف بڑی دلیری سے لڑتا
 یوسفؑ کا بڑا کھڑا ہوا۔ یہی ٹوٹ پڑا۔ اس کا بھائی شمسؑ بھی ایک پانچویں
 کہ ایک کچھ بٹا ہوا۔ یہی ٹوٹ پڑا۔ اس کا بھائی شمسؑ بھی ایک پانچویں
 بڑا کھڑا ہوا۔ یہی ٹوٹ پڑا۔ اس کا بھائی شمسؑ بھی ایک پانچویں
 چہرہ پر سہانت اور سیدان میں نظر آئی۔ در نہ ماریا ہے۔ اسے جو اعلان کر
 اسے یاد گار ان اندس رہے ہو۔ جرات سے دلیری سے اسٹیشنوں کا استقلال
 عرض ایک وہی ہے۔ اب تک میں نے ایک ہی جگہ ایک جگہ اور ایک جگہ ہی اہان پر
 اللہ اکبر
 جو وہاں (یوسفؑ کے قریب) آئے۔ جرات سے لڑتا ہوا۔ اس کا بھائی شمسؑ بھی ایک پانچویں
 ہی ہے۔ یہی یوسفؑ اور وہ بھی ایک پانچویں۔ اس کا بھائی شمسؑ بھی ایک پانچویں
 یوسفؑ (جوش ہے) رہا۔ اشارے کو بھگا دیا۔ سب نے کٹ گئے۔ چھوڑ کر دوڑے
 میں نے اسے دیکھا۔ ان خدا تعالیٰ کے خیر کے دو پورے صف شاہ جہاں
 مسلمان سوا اور علم کر سکتی
 مگر وہاں یہ وہی ٹوٹ پڑا۔ اس کا بھائی شمسؑ بھی ایک پانچویں
 اسے دیکھ کر ہلاک ہو گیا۔ اس کا بھائی شمسؑ بھی ایک پانچویں
 وہاں وہی ٹوٹ پڑا۔ اس کا بھائی شمسؑ بھی ایک پانچویں
 یوسفؑ کا بھائی شمسؑ بھی ایک پانچویں
 میں وہاں اسے دیکھا۔ اس کا بھائی شمسؑ بھی ایک پانچویں
 سب جاتے ہیں

باب الحاکمین
 غناطہ کا ایک قصہ
 یہ اور یوسفؑ کا بھائی شمسؑ بھی ایک پانچویں

نیچے کیوں یوسف تم بڑے خوش نصیب ہو کتنے بڑے خوش نصیب تھاری مشوقہ
تھار کی بادیان کے نیچے خوش ہوئی ہو گی تری نہیں وہ بھی بڑی خوش نصیب
یوسف کیا ان لڑائیوں کے حالات اس نے سنے؟ نہیں کسی نے کہا ہو گا کہ
بڑی ہے کہ میرے سر فرو بنانے کے لیے یہ حالت اس کے سامنے بیان کر کے کرمان
اگر سے گی تو خوش غور ہو گی ۛ

نیچے کیوں نہیں یہ اسی کے حسن کا کرشمہ ہے یہ تمام راز الیاں یہ تمام سیدان جن میں
تھے چوکی کا سیاہی سے دشمنوں کو بسپا کیا۔ ان سب میں اس کے عالم زیب حسن کا جلوہ
چمک رہا تھا۔

یوسف ۛ ہاں میری آنکھیں تو ان سب سیدان میں اس کی چمکیاں دیکھ ہی تھیں
کیا تم نے بھی دیکھ لیا؟ ۛ

نیچے ۛ اب پھر سے تو ایسی باتیں بدگمانی کی تکرار دوست ہی ثابت ہو گا
یوسف ۛ نہیں تو اب تم اس کے حسن کی زیادہ تعریف نہ کرو میرے دل میں وہ
ہے۔ ذرا میں بدگمان ہو جانا ہوں۔ اب میں اپنے اختیار میں نہیں رہا۔ بات
بات یہ بدگمانی ہوتی ہو جا رہی ہے۔ عشق است وہ ہزار بدگمانی ۛ

نیچے ۛ افسوس تم نے پوچھا۔ اس اپنی مشوقہ کی خدمت کرو گے تم کوئی کام۔ اپنے
اختیار سے نہیں کرتے ہو اس کام کے جو عشق سے جس میں کرو تھار کے اور
کسی کا اختیار نہیں ۛ

یوسف ۛ بیشک بیشک عشق کا میں کچھ ہر وقت سوار رہتا ہے ۛ

نیچے ۛ اچھا کیا۔ ہمارا وہ پہلگری اور جان بازی سے تھاری عرض غزلہ کی حالت
تو کم کم بد زری سے اسلام کا خوش ہے۔ یا اپنی نیاری دہریا کی خوشی ۛ
یوسف ۛ دونوں ہی نہیں بچے یہ نیاری دہریا کی خوشی چاہتا تھا۔ مگر یہ اسلام
کا خوش زیادہ بڑا ہے ۛ

نیچے ۛ خدا تھاری دونوں آرزو میں پوری ہو ۛ
یوسف ۛ مگر کیا کون میری دہریا کو فاقہ ہے۔ اس کے ناز میرے دشمن میں آہ اور
میری آرزو پوری نہ ہونے کے خدا کے دل ۛ

زخمی ۱۱ حضور آپ کو امیر لیساکر موسیٰ بن اسلم انصاری نے طلب فرمایا ہے ۱۱
 فرمایا ہے کہ سرور یوسف کو بھی اپنے ہمراہ لیتے آئیے گا ۱۱
 یوسف ۱۱ مجھے اچھے وہ کیا جانے ۱۱
 نعیم ۱۱ غرناطہ میں قلعہ کی عزت کی دھوم ہو رہی ہے اور انھیں خیر نہ ہوگی ۱۱
 جلوان سے مل آؤ ۱۱
 یوسف ۱۱ گھر و کھو وہاں میرے عشق و غم کا ذکر نہ کرنا ۱۱
 نعیم ۱۱ نہیں اگر مجھے کتنا ہوتا تو جنگ کہہ چکا ہوتا ۱۱
 زخمی ۱۱ حضور آپ درباری لباس پہن لیں - وہ امیر المومنین کے دربار میں
 دین لایا ہے آپ کو امیر المومنین کے سامنے جانا ہوگا ۱۱
 نعیم ۱۱ شاید مگر امیر المومنین کے دربار میں پیش کرنے کے چلو جلدی کر دو ۱۱
 سب بخوش چلے جاتے ہیں

چھٹا سین

دربار

امیر المومنین ابو جلد و دہ سالہ روسی بن اسلم سے باتیں کر رہا ہے -
 شاہ عبداللہ ۱۱ اللہ تم لوگوں نے انتظام کر لیا ہے - مجھے یابی ملتی اور جنگ
 میری کچھ میں نہیں آتا کہ ان بازاری لوگوں سے کیا کام مجھے گا - سب جو دے
 نا تجربہ گاہ بہادر و نکو بھی اپنے ساتھ لیا کہ خراب کرن گے مومنین دیکھتا ہوں
 کا سیاب ہوتے جاتے ہوئی مگر کون میں تمہارے دے چکے ہو ۱۱
 موسیٰ ۱۱ اللہ نے اپنے دین کی مدد کی اور آپ کا اقبال تھا - سلطان بہت سست
 میں مگر موزان میں ایک جوش باقی ہے جو اگر بہادری سے لکھا جاتا ہے - امیر المومنین
 میں جو جان کو لاطف فرمائیں - ایک کم سن مجھ سے بالکل نا تجربہ گاہ میں کے ہم
 کی جنگاں صرف ناز برداری اور بیوقوفوں کے جوہر ہے جو جلد و دہوتی ہے گرتا
 اس جرات اور دیرری سے لڑا ہے کہ جلد ہر توجہ ہوگی دشمنوں کے ہاتھ سے اسکی
 چھوٹ چھوٹ پڑے -

ابو عبد اللہؑ بڑا ہادور ہے اپنی آزادی کا بہت بڑا دوست اس کا اسب سے اعلا
درجہ کا خیر خواہ میں نے طلب کرنے کا حکم دیا تھا۔ ابھی تک نہیں آیا جلدی
موسیٰؑ ایہ المومنین۔ اب آتا ہی ہو گا۔

ابو عبد اللہؑ وہ کیسا نوجوان ہے میں اس کی صورت دیکھنے کا اشتاق ہوں۔
موسیٰؑ حضور نہایت ہی حسین اور تازک بدن والا کا ہے۔

ابو عبد اللہؑ اور ایسا ہادور اور ایسا جانناز۔
موسیٰؑ ایہ المومنین اچھی صورت کیساتھ خدا نے اسے نہایت ہی شریف دل دیا ہے۔
نعیم بن رضوان آتا ہے۔ فوجی قاعدے سے بادشاہ کو سلام کر کے ویر
بن اہل انسانی کے برابر کھڑا ہوتا ہے۔

ابو عبد اللہؑ موسیٰ رسید سانی کا انتظام تھے بہت اچھا کیا۔ اور دراصل قلعہ جاری
ہی کو شمشون سے غزناط ایک محفوظ ہے خیر ورنہ اور کسی میں اتنی ہمت نہیں ہو سکتی تھی
موسیٰؑ ایہ المومنین ہمارے سردار موسیٰ سے زیادہ جان نثار اسلام غزناط میں کم نظر نہ ہو گا۔
موسیٰؑ نعیم سے بامستہ یوسف کو لائے۔
نعیمؑ بامستہ بام کھڑے ہیں۔ جلدی بدولت ہے۔
موسیٰؑ تمام خود جانکے نے آؤ۔

نعیم جاتا ہے

موسیٰؑ اصل یہ ہے کہ سردار موسیٰ نے غزناط کو تباہی سے بچا لیا۔
ابو عبد اللہؑ بیشک۔ بیشک۔ اے اللہ! تو ہم سب کی مدد کرنا۔
موسیٰؑ آمین۔

تمام دربار آمین کہتا ہے۔
ابو عبد اللہؑ اب ایک فوج بھیج کر ہستانی گاؤں کی حفاظت ہو سنا گیا ہے دشمنوں
نے وہاں لوٹ چرائی ہے اور کوشش کر کہ غزناط میں رسد برابر ہو چکی ہے
موسیٰؑ کل اس کا انتقام ہو گا۔

نعیم یوسف کو لے آتا ہے۔

ابو عبد اللہؑ یوسف کو دیکھو گے یہ کون سا جوان ہے؟ یہ اسکو بھی نہیں دیکھا۔

صاف کہہ دے گا کہ بترقی و رکنا دولت اسلامیہ کو روز بروز تنزل ہوتا جا تا ہے
ایک زخمی انا ہے اور عمر ظہیر کے آگے گڑبڑا ہے

بچہ ظہیر کیوں؟ کیا ہوا؟ تم کون ہو؟
شخص کا معلوم ابیکس انگلہ زدہ پنجائان بر باد اور کون صورت بہین عالم پرس
بچہ ظہیر کا آخر کچھ معلوم تو ہو کس نے ستایا؟ کس نے ظلم کیا؟

شخص کا مسلمان پر سو ظالم اور بدین اہل کیشل کے اور بھی کوئی ظلم کر گیا؟ میں اسے
قریب ہی ایک گاؤں میں رہتا تھا ابھی شاہ کیشل کی فوج کا ایک بڑا گروہ آیا۔
اور سارا گاؤں لوٹ لے گیا میرے میاں کی عورتیں سب ان ظالموں کے ہاتھ میں
گرنار ہو گئیں میں ان کے نزدیک تو وہ تھا مگر قسمت سے پادین سے آپ تک نہ پہنچا ہوا
بچہ ظہیر کا کب؟

شخص کا ابھی ابھی؟
بچہ ظہیر میاں سے وہ لوگ کہاں گئے؟
شخص کا یہ تو نہیں معلوم مگر ایک دن اشارہ کر کے اور گئے ہیں۔ غالباً اس

گاؤں میں ہوں گے۔ جو میاں سے عین چار میل پر ہے۔ ستہ آہا بچے زندگی کی
ایرہین سزیم کاری لے میں؟
یوسف کا افسوس اس بیچارے پر بڑا ظلم ہو گیا۔ دیکھئے بچہ یا نہیں! کا
قریب جا کے؟ اسے شخص عین محمد کرتا ہوں کہ ظالموں سے تیرا بدلہ نوٹکا کاش
تو خود ساتھ ہوتا کہ ہم تیرا بدلہ ترے سامنے لیتے؟

شخص کا میں نہیں بھونگا اوقت آہو یا! کھڑیاں بھلی ہیں موت میرے آنکھوں
کے سامنے پھر رہی ہے۔ ہاں اگر تھا اسات نام تو اتنا خیال کرتا کہ ان ظالموں نے
بتوں کی جان لی ہے۔ بتوں کو خامان بر باد کیا ہے؟
یوسف کا اگر خدا نے چاہا تو ایک کونہ چھوڑوں گا؟
شخص کا (تاتوان آؤتے سے) جاؤ خدا تعین کامیاب کرے؟

اوانہ نے نفی ہے اور دم توڑ کے رہا نا؟
یوسف کا افسوس! آہ اسکی زندگی کا بیانہ لبریز ہو گیا تھا بچہ یا نہیں جانے ہو؟

یہی اسی وقت اجوسانے آئیگا۔ اسے اسی غلام کے پاس پہونچا دیں گے میر
تو یہ تو جنت میں گی۔ ان لوگوں کو انہم کی میر کر لو گا۔
محمد ظہیرؑ بیشک اس غلام کے رنے سے ہم سب کا خون چکر کھانے لگا اور تیز چلو
بھاگ رہے ہیں۔

سب لوگ اور تیز چلنے لگے۔
محمد ظہیرؑ وہ سانسے گویا کسی نظر آتی ہے۔
یوسفؑ وہی غلام اہل گیشل ہیں۔ مجھے تو اس کو پہونچا دے گا وہی میری ہوتا نظر آتی ہے۔
محمد ظہیرؑ ایک سوار سے) جلتی ہوئی لاؤ۔

سوار گھوڑا اور دھڑا تا ہوا جاتا ہے۔
ان غلاموں نے بڑی لوٹ پجادی۔ کہیں۔ کاش جو چلے کے ایسے دو تین غلامی
ہوں غلامین ہوتے تو انہیں اپنے غلاموں کا بدلہ لیتا اپنی طرح لے جاتا۔
یوسفؑ ہم غلاموں کا انتظام لینے کو کیا کریں۔ دیکھو چل کے دکھا دیں گے۔
سوار آتا ہے۔

سوارؑ اہل کیشل القطیفہ پر تاخت و تاراج کر رہے ہیں۔
یوسفؑ لوہیں دیکھ گئے وہ خود ہماری طرف بڑھے آتے ہیں۔ بلکہ آپہنچے۔
محمد ظہیرؑ اپنے سواروں سے) اسے اہل اسلام بھارے سلسلے آگیا اور
کے انکادیکر کر دیا۔ بھارے بہا کیوں کو بیت نقصان پہونچا پکیریں۔ بجا بڑا لیتا خدا
نے بھارے سپر کیا ہے باور پانی صفیں نصرت اور مضبوط کر۔ کانہم نہیں معصیت
شام تم جا کر رہنے پر ظہیرؑ اور دوا اور بھی بن سعید تم بجزہ دلوں کی نگہداشت
کر دے اگر رہے اسعد احمد بن سعد اکمان ہوا آؤ تم سب میرے پاس رہو اگر تھا
سوارؑ اہل اجاسے تو تم ہی لوگوں میں سے کسی کو قوی سیڑھی کرنا چاہیے۔
یوسفؑ اس سے یوسفؑ تم نے لڑائی میں اپنی فوج کا ساتھ چھوڑ دیا کرتے ہو۔ دوسرے شہری
کے لیے بیان جنتے ہیں ان سب سے زیادہ تم ہی موزوں ہو۔ تو دوسرے کے بہتر
محمدؑ یہ نشان و حرکت بتا ہے۔
یوسفؑ (فوج سے) اے دلاوران غلام! اے عاشقان! اس چرکی خلافت بچو

حکومت

نقد پر اثر نہ کر جائے۔“

دیتے ہیں دیکھ کر کیا انجام !!

دو ٹون پاورنگ کے آہٹیا

یوں کو جگائے دیتا ہے۔

حسب الامر و كبره

ہوشیاری سے۔ اور تم خود پتھر کا رہو گے

محمد ظہیرؑ نے اسے سردار دیکھ کر اب ہمارے سواروں کی لڑائی اور رنگ پر ہے پہلے سمت تھے اور اب نہایت پیری سے لڑتے ہیں۔

مسعودؑ اگر دو تین گھنٹہ یونانی لڑائی ہی اور ہمارے سولاسی جرات سے کام کرتے رہتے تو میں و عوی کرتا ہوں کہ اہل کیٹیل نہ بھاگے تو سب کے سب قتل ہو جائیں گے محمد ظہیرؑ ہمیشہ ہماری فوج میں حضرت یوسف ایک ایسا شخص ہے کہ اکیلا وہی ان تمام دشمنوں پر غالب ہے۔

عکرمہؑ دیکھئے اہل کیٹیل و افون نے میسرہ والوں کی طرف پوریش کی مگر وہی میں مسعودؑ اس وقت لڑا کام کر رہے ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح اپنی حرکات و سکنات سے اپنے سواروں کو جوش دلا رہے ہیں۔ اور کس پیری سے اپنے دھوکے بکرا رہے ہیں کبھی ادھر ہوتے ہیں اور کبھی اُدھر اصل میں افون نے اس مویش پر پیری تہہ ہی سے اپنا کام سر انجام دیا۔

محمد ظہیرؑ تم دیکھ لینا چند ہی ساعت میں یوسف اور ہر سویر بجا گیا مگر وقت لڑائی شروع ہوئی ہے اس وقت سے اب تک اس نے ایک مقام پر قیام نہیں کیا کبھی ادھر ہوتا ہے اور کبھی اُدھر۔ لو دیکھو اب میسرہ والوں کے آگے ہے اور دشمنوں کی صفیں مڑ رہی ہیں۔ ہم کر رہا ہے کلش ایسے اور سوار ہوتے۔

عکرمہؑ اب تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری ہی فتح ہے عیسائی دل ہار چکے ہیں۔ محمد ظہیرؑ اس سے اور مایوسی ہو گئی کہ یوسف نے عینا اور میسرہ دونوں جانب ان کی کوششوں کو بیکار کر دیا۔ اور کوئی انتہا ہے۔ اب نصف سے زیادہ لوگ مار کر گر گئے ہیں جب یہ بھاگیں گے اس وقت دیکھنا تو رامیدان کو صاف ہونے دو جان تک ترنگام کر گئی۔ لاشیں ہی لاشیں دکھائی دینگی۔ بہت مارے چاہیے۔

مسعودؑ اور لاظم فرمائیے مجھے یہ عین جا کے اہل کیٹیل کو اور سست کر دیا وہ عینہ سے بھاگ کے قلب اور میسرہ والوں میں ال گئے اور مجھ بھی اپنے سواروں کے ساتھ قلب ہی کی طرف آ رہے ہیں۔ دیکھ شکست لوگو یا ہم نے انکو

عکرمہ لاجی پوری شکست دی اور کچھ اہل کیٹیل بھاگ کھڑے ہوئے۔

محمد ظہیرؒ کیا ہوا یہ آپ سے آپؒ

عکرمہؒ یوسف نے ان کے سردار کا کام تمام کر دیا۔

سب جوش سرور میں زور سے بکیر کتے ہیں

محمد ظہیرؒ الحمد للہ

عکرمہؒ خدا نے بڑی بھاری فتح دی اور یہ فتح بھی خاص یوسف کے ہاتھ پر ہوئی

یوسف نے اول سے آخر تک جوان مروی دکھائی۔

یوسف خون میں نہلیا ہوا آتا ہے اور سب

جوش مسرت سے جھلک رہے ہیں۔

محمد ظہیرؒ یوسف اپنے بڑا کا کیا بین اول سے آخر تک بھاری بھاری دیکھتا رہا۔

ہماری مدد کے لیے خدا نے ہمیں کسی فرشتے کے خون میں بھیجا ہے کہ وہ تم کو ہمیں آگیا۔

یوسفؒ آپ یہ نہ پوچھیں۔ سر سے پاؤں تک انہی انہی میں سلا بدین چور چور

ہو رہا ہے گھر گھر پر وہ ہمیں مدد و غرض حاصل کر دے جس کے لیے یہ قیمتی خون بہایا گیا ہے

محمد ظہیرؒ اب چلو غرناطہ میں واپس چلیں۔ جو کچھ غلام اور سامان ہاتھ آتا ہے

عکرمہؒ اتنے اپنی حفاظت میں تم غرناطہ پہنچاؤ۔

سب جاتے ہیں

اٹھوان سین

قصہ حمیرا

امیر المومنین ابو عبد اللہ نقشبندی تحت پر مٹیا ہے وزیر ابوالقاسم درویش

ارکین دولت دست بستہ کھڑے ہیں۔

ابوالقاسمؒ امیر المومنین اب تو ہماری امیدیں توں ہو گئیں۔ انشا اللہ ہم کامیاب ہونگے

ابو عبد اللہؒ کیا اور کوئی خوشخبری ہے

ابوالقاسمؒ کل ہوشیارہ سردار کو ہشتانی قہوں کی حفاظت کے لئے غرناطہ کی تھی

میں بھی گئے تھے انھوں نے بہت بڑی فتح حاصل کی اور تمام اہل کیٹیل کو خاک میں مودیا

ابو عبد اللہؒ اب مدد خدا اپنے ہاتھ بندوں کی مدد کر رہا۔ اس سرزمین میں کون زیادہ نیک نام ہے

ابو القاسمؒ نے وہی نوجوان یوسفؑ - جو اس روز حاضر در بازار ہوا تھا - اس نے
دشمنوں کے سرگرد کو مار ڈالا۔ اول سے آخر تک اہل کیٹیل کی صفیں دوڑ رہی تھیں
کرتار ہا جو لوگ بڑائی میں موجود تھے حتیٰ کہ خود محمد ظہیر بن عطار بے ہمتا تعریف
کرتا ہے۔ بلکہ اسکی شجاعت پر حیرت کرتا ہے۔
ابو عبد اللہؒ ابھی حکم بھی کہ سوتلی اس نو عمر شیر کو ایک حاضر ہوا ایسے لوگ ماری سلطنت کے
ابو القاسمؒ حضور غرناطہ کو ان پر ناز ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

سوتلی کے پاس آدمی جاتا ہے
ابو القاسمؒ اگر شاہ کیٹیل کو اس دفعہ شکست ہوگی تو پھر دو تون ہسکو اور حرات
نہ ہوگی۔ اہل افریقہ ہمیشہ سے ہمارے دشمن ہیں مگر خدا کے فضل و کرم سے ہماری
فوجوں نے انھیں ہمیشہ ذلیل و خوار کیا ہے۔
ابو القاسمؒ امیر المومنینؒ ہماری راحت طلبیوں نے انکے حوصلے بہ نسبت مبلق کے
اب بڑھاپے و درم افین حرات ہرگز نہ ہوسکتی تھی کہ خاص غرناطہ کی دیواروں کے
نیچے اپنی فوجوں کو پہنچا دیں۔

سوتلی نے یوسفؑ کے حاضر ہونا ہے۔ اور لوہاں شہابی بجالا کے دونوں
دست بستہ کر کے ہوجاتے ہیں۔

ابو عبد اللہؒ بہادر نوجوان یوسفؑ - تم مجھے بہادر ہو بیڑی میری تھاری شجاعت
اور دلیری پھر غرناطہ کو لگے زمانہ کی شجاعتیں یاد دلادی ہیں۔ کئی فوجیں صرف تھاری
حملہ اور یوں سے ہو چکی ہیں اور شاہ کیٹیل کی فوج بھی تھاری ہی خلد شکست نوار کے ذریعہ حاصل ہوگی
یوسفؑ (روایت ہے) صرف امیر المومنینؒ کا اقبال ہے ورنہ میں غرناطہ کا ایک ناچیز تیرہ کار لوکا ہوں
ابو عبد اللہؒ غم و سخت کے جان نشانہ قوم پر روح نڈا کرتا ہے وطن کی آلودگی کے صلی ہو
تھارا نام ہر دل پر کہہ جایاگا۔ ہر گھر میں گورین تھارا تر کہ بھی تم رنگی۔ اور لوکیان تھارے
نام کے گیت گائیں گے۔

یوسفؑ اگر ایسا ہو تو صرف اسوجہ سے ہوگا کہ امیر المومنینؒ نے مجھے ذلت و سہرت
دی اور باوقعت بنا دیا۔
ابو عبد اللہؒ اچھا تیرہ دہے بن تھیں سوتلی کے ماتحت کل فوج کا آخر تیرہ کر۔ یوں۔

یوسفؑ کو دہ سے سلام کر کے امیر المومنین میں ایک دلی اسپاہی ہو بی میں
سچ پہنچ کر تباہوں کہ افسری کی مجھ میں با بکل صلاحیت نہیں۔ اگر حضور مجھے اس خدمت
پر نامور فرمائیں گے تو میں وہ تمام خدمات بجا لانے سے محروم ہو جاؤ گا۔ جسکو ایک جریدہ
سیاہی کی حیثیت سے ادا کرتا ہوں۔

ابو عبد اللہؑ! انہیں ہمیں یہ عہدہ قبول کرنا چاہئے اگر ایسا ہو تو قطاری لکھو
کے ساتھ سلطنت کی بدلتی ہو گئی۔

ابو القاسمؑ! (انکے سے یوسف کی طرف اشارہ کر کے) اب امیر المومنین نے جو عزت
دی ہے اسے روانہ کرنا چاہئے۔

موسیٰؑ! ہاں! ہاں! ادیکھو یوسفؑ یہ گستاخی اور بے ادبی ہے۔
یوسفؑ! (حق کے سامنے دست بستہ) امیر المومنین اگرچہ میں اپنے آپ کو اس
عزت کا مستحق نہیں پاتا مگر قبیل حکم شاہی میں مجھے ذرا غزا نہیں ہو سکتا۔

خلعت طلب کیا جاتا ہے۔
ابو عبد اللہؑ! یوسفؑ آج سے تم ایک سلطنت کے رکن ہو۔ یہ بلا میں جھنوں نے
تمہارے وطن کو گھیر لیا ہے۔ اٹھو ہر شاہک ہو سکے کوشش کر کے فتح کرو خدا
جی تمہیں بہت اجر دے گا کیونکہ یہ جہاد ہے۔

یوسفؑ! (سینہ پر ہاتھ رکھ کر) امیر المومنین۔ اگر یہ جان سخت شاہی اور وطن
پر قربان ہو جائے تو اس سے زیادہ میرے لیے کوئی فخر نہیں ہو سکتا۔
یوسفؑ کو خلعت دیا جاتا ہے۔

(آداب شاہی بجالائے) یہ عزت میرے ہی لیے نہیں میرے تمام خاندان کے لیے
ملے ناز ہو گئی۔

ابو عبد اللہؑ! سب کی طرف خطاب کر کے) اب ہندو مقابلہ کی نسبت تم سب کوئی کلمہ
موسیٰؑ! میرا ارادہ ہے کہ کل یوسف کو توہران شہر کی حفاظت کے لیے چھوڑ جاؤں
اور خود ایک بہت بڑی فوج سے جاکے اہل کیدیل پر حملہ کر دینا تاکہ کروڑوں ایک
بڑی شکست ان لوگوں کو ہوگی تو اسے بہت ہو جائے۔ اور پھر ان سے سوا
اسکے اور کوئی تیسری نہیں ہے کہ انہی ملتا، مذہب فوج کو لیکے تیکے سے بھاگ جائیں۔

ابو عبد اللہؑ میں نے جو ارادہ کیا تھا۔ اس پر آج تک قائم ہوں۔ تمہیں ان تمام باتوں کا اختیار ہے ملک کی حفاظت اب تمہیں لوگوں کے ہاتھ ہے نہ موسیٰؑ (سلام کر کے) اس اختیار پر مجھے خرچے اب میں نے توفیق دے کر لیا کہ کل ترکہ کے مقابلہ کو جاؤں گا۔ نقد پر چورنگ دکھائے گا
ابو عبد اللہؑ جاؤ۔ خدا تمہیں کامیاب کرے
موسیٰ جاتا ہے اور پر وہ گرتا ہے۔

دوسرا لکھٹ

یہ ہلاکین

غناظ کی ایک شہر

یوسف آپ ہی آپ لکھا ہے

یوسفؑ (خود بخود) شرم بشرم بغریٰ ابے آبروئی! تمام خوشیاں برپا کر
ایسے دین خاک میں باگلی عزت پر لونی نامودی سب پر پانی پھر گیا! دین بزرگ نام اسلام۔
وہیل! پووا بادشاہ ایسا بود! ابے بہت اہل دین قوت سی نہیں! ساری قوم کا
جوش دیا ویا ایک ہی لڑائی میں دل ہار دیا! لاول ولاقوۃ! کیا مسلمانوں کو کوئی اور
بادشاہ نہیں ملتا یہ اب تک تخت پر کیوں ہے! وہابی جاتا ہے! اسماعیلیاں صلیح اس طرح
ذلت سے درخواست کر کے! شکست کھا کے صلیح! بغیر کیا ہوگی! اہمیت کہاں گئی! رہا مانا
کیون نہیں بدست کرتا وہیں ایسے بادشاہ کا خلعت لیکے کیا کر دھکا (خلعت)
جو پہنے ہے۔ اسکی طرف اشارہ کر کے! یہ ذلت کا لباس میں کیوں پہنے ہو؟
بہتر! ابو القاسم سے کہو دھڑلے! کاہن نام لیکے جاتا ہے۔ وہی یہ خلعت پہن کے جائے
خلعت! انہیں مسلمان ذلت! الفت کا لوق!
راہ سرد دھڑلے! یہ کہ پیاری عقیقہ میں ابو عبد اللہؑ کا خلعت لیکے کہاؤں گا! مجھے تیری
رضائے کی کا خلعت چاہیے۔ میں نے حرف تیرا قول پورا کرنے کے لیے یہ جاننا ہی نہ

کی تھی انیسویں دن چاہے اپنی جان بھی دیدار تو نہیں آکر زون میں کاہلیا نہ ہو کر
 سلام بر باد ہو چکا۔ دین مخفی ہو گیا۔ دلوں میں وہ خوشی نہیں برپا ہو سکی !
 یہی غلط فہمی تو ہی ایک ہے۔ بیماری صغیہ کی آثار تو میں بودی کر سنے میں صرف تھی
 یہ کہ وہ کار ہو سکتا ہے۔ مگر کیا کیا جائے آہ زمانہ بلی کی ہر غلط کار آخری وہ اسلام
 کی حالت نہ ہوئی اسباب کی تو میں بمقابلہ کا اندام اسب باتیں چھو چا تھی ہیں۔
 آہ میں نے بڑی کوشش کی مگر تقدیر خلاف تھی اصفیہ کی امید نہ بلی اہر غلط
 کی شکست آید یہ ہو کر صغیہ کو کیا نہ دکھاؤں امین اسکے شوہر ہونے قابل ہی کب
 ثابت ہوا ایچھی تو کیا کہو گا وہ قسمت نے ناگام رکھا اب کی کروں ہا کہان جاؤں
 عزیز زون میں جیسے ہی قابل نہیں۔ غلط کی بر باد ہی نہ دیکھی جالیگی نریب اور عشق
 و دلوں تلخ و دایہ خوش شہر اب رہنے کے قابل نہیں۔ صحر اور جنگ میں ہر جنون خیز
 دلوں کے لیے مناسب ہیں۔ انھیں میں خوب گزرے گی۔ آزادی بھی اور تہائی بھی
 (شہر کی حالت دیکھ کے) غلط مجھے نصرت اپنی بیماری صغیہ! تجھ سے بھی نصرت چلو
 جلدی چلو کوئی دیکھ نہ سے۔ ہاں شاید مرزا مہم ہو۔ نہیں غلط کی آخری تقدیر تجھ سے
 نہ دیکھی ہو گی کہی نہ دیکھوں گا تو مہم کی بے تھی۔ تمام مسلمانوں کی بے ابر ہوئی۔
 عورتوں کا نصرت ہوا اٹھ سو برس کے روجہ احکام شریعت کا اندام۔

کوئی عورت! کہان ایوسف کا نام ۹۷

ایوسف! (رے اور ہو سکے) کہیں نہیں۔ یہاں قسمت یہاں ہے

عورت! کیا ہو گیا ہوا

ایوسف! کہیں جو قسمت میں تھا

عورت! (دل میں) کیا بشری ہو گیا ہے آخر تو میں عقل ٹھکانے نہیں ہی! انیسویں

آواز سے آخر کہہ سلیو تو ہے قسمت میں کیا تھا

ایوسف! گزشتہ تھی۔ بر باد ہی۔ عزیز ہی۔ خندہ خالی سب ہو گیا تجھے زیادہ تیار

قسمت نہیں جاو۔ غلط میں جس سے چاہو۔ پوچھو۔ روئے نکلتا ہے

عورت! میں امین ایوسف ایوسف ابر غلط تو دیکھو مجھے چھو یا بھی

ایوسف! یہی ہے کہی غلطی کوئی کسی کا نہیں یہاں تھا۔ کوئی سیکانہ

عجرت ۷۷ امیر المومنین کے خلعت نے ایسا مغرور کر دیا کہ کبھی ان کا لہو ٹھکانے نہ
یوسف ۷۸ (بھلا کر خلعت یا شرم کا لباس) بے غرق کا جامہ امین کیا کرونگا؟
کچھ فرقت نہیں انے خلعت میرے جسم سے نکلے

خلعت کو ہارنے لگتا ہے ۷۹
عجرت ۷۸ (اپنے دل سے) امین! ایسا وحشی! کپڑے پہانے لگا! باا بکل محبون ۷۹
بڑھ کے ہاتھ پکڑ لیتی ہے

ریاواں ۷۹ دیکھو یوسف سنبھلو۔ کیا کرتے ہو؟ تمہیں کیا ہو گیا؟ ۷۹
یوسف ۷۹ (دیکھ کر) میں نہیں ہیانتا اسے عورت تو کون ہے؟ کیوں میرا ہاتھ رکھتی ہو؟
عجرت ۷۹ حیرت سے) مجھے بھول گیا۔ اتنا جلد! ۷۹

یوسف ۷۹ ہاں۔ ہاں۔ میں نے سچا نا۔ برقع الٹ کہ کچھ ہوا توں ۷۹
عجرت ۷۹ کیا آپ توصیفہ کے بھی لاز و مند ہیں؟ ۷۹

یوسف ۷۹ (آہ سرد بھر کر) پیاری صفیہ! وہ میرے دل کی آرزو! وہ ہر وقت میرے
دل میں رہتی ہے۔ انوس میں سے ننہ دیکھانے کے قابل نہیں رہا۔ اسکی آرزو نہیں
پوری ہوئی۔ میں کچھ نہ کر سکا۔ تقدیر نے دشمنی کی۔ اسلام کو شکست۔ غرناطہ کو وال
سب آنتین سر پر تازاں ہو گئیں میں اپنی پیاری صفیہ سے نادام ہوں۔ آہ۔
عجرت ۷۹ مجھے ہیلتا ہوا ۷۹

برقع الٹ دیتی ہے۔

یوسف ۷۹ اہا۔ ازینب! میری رفیق! امین نے باا بکل نہیں سچا نا۔ آہ۔ ازینب
میں پیاری صفیہ سے نادام ہوں۔ اُس سے کہو کہ یوسف بھاری شہزادہ پوری کر سکا ۷۹
ازینب ۷۹ یوسف تم تو بڑے برادر ثابت ہوے۔ جان لڑادی گھر کو واپس نہ ہو گئی ۷۹
سلا غرناطہ بھاری نام کا عاشق ہو گیا۔ اب اس سے زیادہ کیا شرط پوری کرے ۷۹
یوسف ۷۹ اگر نتیجہ کیا ہوا یہی کہ کل سے غرناطہ پر عسائیوں کی حکومت ہو گئی۔ سلطان
ذلت سے ادھر اُدھر جان بڑاتے پھر نیلے بادشاہ بودا ہو تو کوئی کیا کر سکا کر رہے
دب کے شکست کھا کے۔ انے تمام حقوق اپنی ساری عزت اسلام کی وقعت۔
کہو کے آہ میں نے کیا خاک صفیہ کی شرط پوری کی ۷۹

زنوب یہ تقدیری معاملات ہیں۔ اس میں تمھاری کیا خطا! تم نے اپنا ہر روز
 کو زیادہ صغیفہ تم سے خوش ہے۔ وہ تم سے زیادہ کر رہی ہے تمھارے دیکھنے میں مشتاق ہے
 یوسفؑ زرشاںش ہو کر اس اوجھیں تم تجھے بدلتی ہو۔ صغیفہ کا میں نے کیا دل پورا
 کیا جو وہ مجھ سے خوش ہوگی ۛ

زنوب ۛ تم جب تک جہاد کرتے رہو وہ روز روز تمھاری خبریں دریافت کرتی رہی
 اسے ہر روز کی خبر ہو چکی جہاں کی تمھاری بہادریاں اسے خوش ہو کر اور تجھے ہو ہو
 کے سنیں مجھ سے کوئی وقت نہ کہیں چکی ہے یوسفؑ کو اپنے گھر میں لاسکے مجھے ایک نظر دکھا دو۔
 بندہ بیس روز سے میں تمھیں تلاش کر رہی ہوں۔ چلو اسی وقت میرے گھر چلو ۛ
 یوسفؑ ۛ اس ناکامی کے ساتھ میں اپنی پیاری صغیفہ کو کیا سمجھ دکھاؤں اپنے
 نزدیک تو میں اُسکے شے کے قابل ہی نہیں۔

زنوب ۛ نہیں ہر طرح تم ایسے ثابت ہووے کہ صغیفہ تم پر ناز کرے۔ چلو اب بازار
 میں زیادہ ٹھہرنا ہے عورتی ہے چلو جلدی چلو ۛ
 یوسفؑ ۛ کیا چلوں بادشاہ کے ہودے میں نے بنا بنایا کیل بگاڑ دیا مجھے ہر وقت
 وہاں کی فکر لگی رہتی ہے۔ دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے ۛ
 زنوب جو خدا کو منظور ہو گا وہی ہو گا اب تمھیں اس غم میں مبتلا رہنے سے کیا فائدہ
 چلو تمھیں اُسکا بھی خیال نہیں کہ صغیفہ تنہا ہو گی ۛ (دونوں جاتے ہیں)

دوسرا سہن

زنوب کا مکان

صغیفہ صغیفہ زنیب کا انتظار کر رہی ہے

صغیفہ ۛ (آپ ہی آپ) زنیب آج کہاں گئیں کہ اتنی دیر ہوئی اب تک تم نہیں آہ
 تو میں اتنی دیر نہیں ٹھہرتی تمھیں میرے ہاں اگر وہ بہت دیر چلی میں گمراہی دیر
 آج تک کبھی میرے ہاں ہی نہیں بچیں آج تو مجھے وہ گھر میں آتی ہوئی گئیں
 خاں کے کہاں جاسکے ۛ یہاں ایسی جگہ جانا تھا تو مجھے نام نہ لایا کہ مجھے میں نہیں
 وہ تو میں زیادہ ٹھہرتی ہی نہیں۔ میرا یوسفؑ نہ ملے گا میں وہ کہاں وہ تو میدان۔

جنگ میں بہادری دکھا رہا ہوگا۔ یا شکر و فضل سے دشمنوں پر حملے میں معروف ہوگا۔ آہ وہ کیسا شریف اور کیسا عمدہ ہے میں چاہے میں نے ایک ڈار اشارہ کیا تھا وہ جان ہی دیتے یہ تیار ہو گیا۔ ایک ذرا سی جہیم جاتی ہے تو انسا نکو گھر لو جلیں۔ نہیں پڑتا۔ مگر میرا یوسف روزِ خدا جانے کتنے زخم کھایا کرتا ہے اور لڑائی سے شہ نہیں موڑتا۔ میں نے صرت اتنا دریا غصہ کر کے لیے اسکا اتخان لیا تھا کہ دیکھوں اسکی بہت اور اسکا حوصلہ کیسا ہے میں یہ بھی دیکھتا یا متی تھی کہ اسکے دلیں ملن اور دین کی محبت ہے یا نہیں۔ مگر وہ اتخان میں ایسا تاب ہوا کہ آج غرناطہ میں کوئی اسکا جوب دینے والا نہیں ہے حقیقت میں اب تو اگر تین اسکی بیوی بنوں تو اسکے لیے باعث عار ہوگا وہ قدیم فیالات اسکے دل میں باقی رہے ہوں گے وہ نہیں معلوم بھی مجھے چاہتا ہے یا نہیں۔ میرا اب کمان ایسا مرتبہ کہ اسکا سا شریف نوجوان مجھے اپنا کف بنائے مگر نہیں میری محبت سے دست بردار نہ ہوا ہوگا۔ اسکے کہ وہ ایک شہنشاہ اور قول کا پورا ہے۔ وہ اب بھی میرا عاشق ہوگا۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ غلاب مجھے چلے وہ میری عاشقی کر چکا۔ اب میں اسے عشق کا دم بھرون۔ مگر آہ! عشق۔ بہت دشوار چیز ہے اسکی صحبتیں جیلنے کے لیے یوسف ہی کا ایسا شریف اور تحمل انسان چاہئے۔ میں اسکا سادل۔ اسکی سی بہت۔ اسکا سا جوش کمان لاؤنگی ۛ

مگر جو کچھ ہوا تو میں اسکی عاشق ہوں اختیار کی چیز نہیں ہے۔ آہ! اب تو مجھ سے اسکے فراق کی مصیبت نہیں برداشت کی جاتی۔ ہزار روکتی ہوں۔ ہزار ضبط کرتی ہوں۔ مگر یہ دل خواہ خواہ مبتاب ہی کئے دیتا ہے خدا کرے زینب کو میرا یوسف مل گیا ہو ۛ

کسی کے پاؤں کی چاپ سی جاتی ہے۔

(چونک کر) وہ کیا زینب میرے یوسف کرے آئی ۛ

نہ کہہ آتی ہے

نہ کہہ تمھاری زبان جان کمان گلیکن اتنی دیر ہو چکی اتناک نہیں آئیں۔ انتظار

میں میں کب تک بیٹھی رہوں؟

نہ کہہ دے خدا جانے کمان گلی۔ اتنی دیر تو انھیں کبھی نہیں ہوتی تھی ۛ

صفیقہ ۲۲ تو اب میں جاتی ہوں۔ وہ آئین تو کہ دنیا کہ صفیقہ آئی تھی دیکھ انتظار
 کرنی رہی آخر کتنا کے چل گئی ۱۱
 زکیمہ ۲۲ ابلی ٹھیکے۔ اب آئی ہی ہوگی ۱۱
 صفیقہ ۲۲ نہیں میں جاؤنگی ۱۱

صفیقہ برقع اوڑھ کے جاتی ہے
 زکیمہ ۲۲ (خود بخود) دیکھو آج خدائے کتنے دنوں کے بعد صفیقہ ابلی تھیں۔ گرامان جان
 ایسی جا کے بیٹھ رہیں کہ خود چلی گئیں۔ آج ہی انہیں بھی بیٹھ رہنا تھا۔ میں کئی دفعہ اُسے
 کہہ چکی تھی کہ صفیقہ کو کس روز لے آئے آج وہ آئین تو یہ ۱۱
 صفیقہ ناز و اداسے پھرتی کے ساتھ بھاڑ جاتی ہے ۱۱

صفیقہ ۲۲ زکیمہ زنیب آتی ہے ۱۱ اور اُسکے ساتھ مرلیا ریوسف بھی ہے میں اودھ کے
 کمرے میں جا کے چھپ رہی ہوں۔ تم خبردار نہ بتانا۔ شاید مجھے آتے دیکھ لیا پورا دم
 پوچھیں تو اپنا نام سے دینا کہ میں کہیں جاتی تھی میں تو برقع اوڑھ رہے ہوں صلی۔ کچھ
 مجھے پہچانا تو ڈرا ہی ہوگا۔ اچھا دیکھو بتاؤ دنیا ۱۱

صفیقہ درڑ کے دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہے اور زکیمہ مسکراتے لگتی ہے
 زکیمہ ۲۲ (خود بخود) میں کیوں بتائے گی۔ چاہے صفیقہ شام کو بھی میں گرامان کو
 کو دس گرامان لگے سنتی ہوں کہ وہ رات دن لڑائی میں مشغول رہتے ہیں ۱۱
 ریوسف اور زنیب دونوں آتی ہیں زنیب برقع اتار کے ٹھونڈ پر لٹکا دیتی ہے ۱۱
 زنیب ۲۲ زکیمہ کیا تم کہیں جاتی تھیں ۱۱

زکیمہ ۲۲ نہیں میں تو کہیں نہیں جاتی تھی گرامان آپ کو آنے میں ایسی دیر ہوتی کہ کئی
 دفعہ گھر گھر کے میں باہر گئی۔ اور دیکھا کہ آپ آتی ہیں یا نہیں۔ ابھی ابھی میری دھمکی تھی
 کہ میں نے تو انکو نہیں دیکھا۔ کیا آپ نے مجھے دور سے دیکھ لیا تھا ۱۱

زنیب ۲۲ تو کہ برقع اوڑھ کے گئی تھیں؟ میں تو بچی کہ اکیلا چھوڑ کے تم کس کام کو جاتی ہو
 زکیمہ ۲۲ نہیں جاتی کہ ان؟ ہاں برقع اوڑھ لیا تھا۔ کیونکہ میں باہر جاتے شہر آتی ہے
 زنیب ۲۲ ریوسف بہتہ لڑا کیا اودھ ہے؟ کیا آخر تک لڑائی میں مصروف رہو گے؟
 ان جو حکم کا نو کو چھوڑ دو۔ خود نہ کرے کہیں دشمنوں نے ایک چرکا لیا تو۔

ساری آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔ جس غرض کے لیے تم نے میلان جنگ میں قیم
رکھا تھا وہ حاصل ہو گئی تمہاری صفیہ تمہارے لیے بیتاب تھا را خیال ہر وقت
اسکے دل میں رہتا ہے بے تمہیں یا دیکھے چین نہیں پڑا پہلے تم اس کے بھرتی جعفر
بیتاب تھے وہ اب اس سے زیادہ تمہارے لیے بیتاب ہے ۛ

یوسف ۛ آہ سرد بھر کے زینب! انیسویں میں اپنی جان صفیہ کی شرط تو پوری
ہی نہیں کر سکا اسے کیا منہ دکھاؤں جس کام کے لیے اس نے مجھے بھیجا تھا۔ آہ میں
اسے بالکل بگڑا ہوا چھوڑا یا ہوں اہل کیٹل غالب آگئے سلطان کی سکت ہو گئی
زینب ۛ اب اس ملک میں کیا ارادہ ہے ۛ

یوسف در صلح۔ دیکھتے نہیں۔ ایتنا ملک عسائیوں کی سپرد کر کے اب دیکھنا تم
سب کو اپنے وطن میں رہنا دشوار ہو جایا کرتا
زینب ۛ کیا تمام مسلمانوں نے جو غلام کی قوت بازو تھی بہت ہادی اس بجزت گوارا کر لیا
یوسف ۛ سب نے گوارا کر لی کسی میں غیبت نہیں ۛ

زینب ۛ اچھا تعریف کی اس میں کیا خطا ہے تم نے اس کی محبت کیوں چھوڑ دی؟ ۛ
یوسف ۛ پیاری صفیہ کی محبت! ابلا وہ میرے دل سے نکل سکتی ہو؟ کبھی نہیں
اس کی محبت جان کے ساتھ ہے ۛ

زینب ۛ تو میں اسے بلا ہوں؟ وہ مشتاق ہے ۛ
(زکیمہ سے) ۛ زکیمہ۔ صفیہ نہیں آئی؟ نہیں؟ انھوں نے آج انے کا وعدہ کیا تھا ۛ
زکیمہ امان جان آج تو نہیں آئیں اور وہ بہت دنوں سے نہیں آئیں۔

زینب ۛ مگر آج انھوں نے وعدہ کیا تھا۔ اچھا تم جاؤ۔ انھیں چپکے سے بیان پڑاؤ۔
یوسف ۛ مگر مجھے انکا سامنا کرتے شرم آتی ہے ۛ

زینب ۛ اب زیادہ باتیں نہ بناؤ۔ ساری شرم جانی پہنکی کیا اس شرم کی وجہ اس
بیچاری کو پران کر دے؟ تمہیں اس کے ساتھ ایسا سلوک مگر لایا ہے۔ اسے دغا داری
سے تمہارا خیال رکھا۔ خیال ہے تو عرف تمہاری بیٹیوں کو دیکھ کے دین سپرد
ہوا تھا۔ لیکن اب اسی پر تم کرنے لگے وہ اب کیسے وقت تمہارا خیال بھرتی نہیں ۛ
یوسف ۛ انیسویں ابچہ سے اس سے چار لکھیں کوئی لگا۔ اور زینب اب تو میں اپنی زندگی سے

بہتر آدمیوں۔ سوال اسکے کہ شہر غناطہ کے چٹاگ سے مکمل کے دشمنوں پر حملہ کروں
اور اپنے وطن اپنی جان دیدون اور کچھ نہیں سوچتا۔
زینبؑ زکیہؑ تم تو جاؤ۔ میں انھیں سمجھا کون گی۔
زکیہ جانے کا سامان کرتی ہے۔

یوسفؑ مگر اب مجھے جانے دو۔ زینبؑ تم مجھے ذلیل کر گئی۔ سچ کہتا ہوں میں عائشہ
مستحقہ سمفیعہ پر دل دجاں سے قربان ہوں۔ اس کی ہر آواز پر جان دیتا ہوں
اصل میں اسکا عاشق ہونے کے قابل نہیں ہوں۔
زینبؑ یہاں افسوس ایہ تھیں کیا ہو گیا۔ ہر کس نے تمھارا دل بھردیا۔
یوسف جانے کیلئے اُٹھتا ہے۔

زینبؑ دو آخرب بیان سے کہاں جاؤ گے؟ کچھ معلوم تو ہو۔
لو متفق ہو کہ تو دیا کہ اپنی بیاری نازنین صقیہ کے محل۔ اپنے وطن غناطہ کی مغلط
اور اپنے مذہب کی آزادی پاسے پر اپنی جان دیدو گا۔ انوکھائی نہونگے یا میں ہی نہونگا
صقیہ دوسرے کرتے سے نکلی اتی ہو۔
صقیہؑ (گہرائی ہوئی آواز) دیکھو زینبؑ غصہ میں جانے نہوینا۔ اور اگر یہ حقیقت ہو
یہاں پہن تو کوئی ہے۔ یہ ساتھ ساتھ جاتے ہیں۔

یوسف دم خوردہ جاتا ہے۔

زینبؑ صقیہؑ اہم بہانہ بھی ہوئی انھیں ایک سے بھی گھبراہٹ۔

صقیہؑ بڑی دیر سے بھی ہوں۔ تمھاری سب باتیں سن رہی تھی۔ جب مجھ سے
نہ نہ ہو سکا تو نکل آئی۔ شرم سے مجھے کسی طرح جرات نہ ہوئی تھی کہ اُنکے سامنے
کوئی لفظ زبان سے نکالوں یہ آخری وقت تھا جتنے بعد میں کسی طرح زندہ نہیں
رہ سکتی۔ آخر وقت کا ساتھ دیتے ہیں جواب یہ کہ میں ہرگز نہیں بگاڑ سکتا آہ
اگر یہ نہ نامزدی کی موت ہوگی مگر میں اسے دو سال ہی بچھونگی میں اب نہ تھیں جو تو
زینبؑ یہ خود بخود آہستہ اب تو صقیہؑ فرآگئی وہ آپ بھی ایک میرے سامنے دوڑو گلو
جواب میں ہے ذرا میں بیان سے ٹل جاؤں۔ تو دونوں اپنے دل کا جوش نکالنا لیں۔
زینبؑ زکیہؑ فرلاؤ ہر حال۔ کچھ تم سے کہتا ہے۔



زینبہ اور یوسف کی بانی ہے اور دیر تک یوسف اور صفیہ ایک دوسرے کی

یوسفؑ کی یاد دہانی ہے۔ میں کہن انگھون سے تمھاری صورت دیکھوں یا
یہ انگھیں وہ سلمان دیکھ آئی ہیں جو قیامت تک تمھاری آرزو نہ پوری ہونے دیکھایا
صفیہؑ (شرم سے) نہیں یہ نہ کہوئے

یوسفؑ میں سچ کہتا ہوں

صفیہؑ (روبی زبان سے) خدا نہ کرے۔ کیوں؟ میری آرزو کیوں نہ پوری
ہوگی؟ اب اس سے زیادہ کیا آرزو پوری نہ ہوگی کہ تم انگھوں کے سامنے بیٹھو
یوسفؑ تمھاری وہ آرزو جس کے پورا کرنے کے لیے میں اپنی جان نہیں پر لے سکے گی تھا
صفیہؑ وہ کوئی آرزو ہے؟

یوسفؑ غناطہ کی طرح کافروں کی شکست

صفیہؑ نہیں۔ نہیں۔ اب میں یہ نہیں چاہی

یوسفؑ حیرت سے تم نہیں چاہتیں کہ غناطہ و سمنوں کے ہاتھ سے محفوظ رہے؟

صفیہؑ (شرم کے بجائے) میں چاہتی ہوں مگر

یوسفؑ مگر کیا؟

صفیہؑ (روبی زبان سے) تمہیں اس کے نہیں

یوسفؑ تمہیں نہیں معلوم کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ ہر ایک کی بے عرقی۔ تمام شریفوں کی

بے عرقی دین کی نوہن۔ مسلمانوں کی حقیر شریفوں کی خرابی۔ رسیوں کی خانہ بدوشی

یہ سب باتیں تمہیں گوارا میں؟ اس وقت میں تم مجھے تو کیا ہوا؟ کچھ نہیں سیاری صفیہؑ تم

مشتوقہ ہو تمھاری ادا میں دلستان ہیں۔ یہ دونوں کی قربانی چاہنا چاہئے کیا ہے

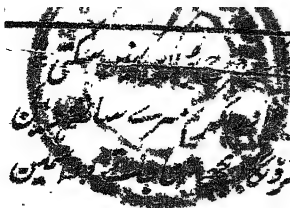
نہیں سنا کہ عالمگیر حسن پور کر عشاق قربان ہو جایا کرتے ہیں؟ اس طرح مجھے اجازت دو

اپنی جان پر فدا کروں۔ اس وقت سے نہیں جس طرح بعض نادان عشاق خدا کرتے

ہیں۔ بلکہ اس طرح کہ میں غناطہ کی حمایت کیے غنیم کی فوج پر حملہ کروں اور لڑتے لڑتے

کافروں سے یا غناطہ کی کو آؤ اور کالوں اور یامیں خود ان مصائب سے نجات

صفیہؑ (آبدرد ہو کر) یوسفؑ اگر تم نے یہی دل میں ٹھان لی ہے تو مجھے



لے جیو کہ میں تمہارے خیال کو اپنے دل سے
یوسفؑ نے (میر سے) تم میدان جنگ میں جیو گے
تو میں تھکادی صورت دیکھوں گا یا کافور کا مقابلہ کروں گا
میری اور تمہاری دو تو بکی ناموری ہو گئی

صفیہؑ نہیں ایسی ناموری سے باز آئی۔ خدا کے لیے یوسفؑ مجھے زیادہ ایسے کر دیا
صفیہ یوسف سے لپٹ کر دینے لگتی ہے
یوسفؑ نے اچھا تم دو موقوف کرو میں اب وعدہ کرتا ہوں کہ نہ جاؤں گا نہ گھر نہ بیٹا نہ لگا
افسوس تھکادی محبت نے مجھے بودا دیا خود میرا ولی اب میدان جنگ میں جانے سے
اپس واپس کرتا ہے۔ مگر افسوس میں نے تو اپنے دل میں ٹھکان لی تھی کہ جہاد کے میدان
میں اپنی جان دوں گا

صفیہؑ میں تھیں روکتی ہوں گھر مان آتا کہتی ہوں کہ جو تمہارا خیال ہو گا وہی میرا
خیال ہو گا۔ اگر اب زندگی سے تم تنگ آ گے ہو تو میں بھی تنگ آ گئی ہوں
یوسفؑ نے نہیں میں اپنے ارادے سے باز آ گیا۔ اب یہ زندگی تمہاری تندر ہے۔
سیاری صفیہ۔ اسے تمہاری ناز بہ اور میں عرض کر دے گا پھر وہیں میں اب رو ناموقوف
کرو دیکھو تمہاری بستیابی دیکھ کے سیرا دل قابو سے نکلا جاتا ہے
یوسف صفیہ کے آنسو پونچھتا ہے اور صفیہ کچھ آہٹ پکارتی ہے
ہٹ کے بیٹھ جاتی ہے

یوسفؑ نے گھر پہادی زندگی اب بڑی ذلت کی حالت میں گذریگی۔ اچھا تم دو
وہن چھوڑ کے ملک مرغہ میں چلے چلیں یہ زندگی وہاں شاید کچھ اطمینان سے گذریا
میرا تو اب اسلام پر او بار طاری

زینب آجاتی ہے

زینبؑ یوسفؑ کو اب کیا ارادہ ہے؟
یوسفؑ۔ اپنے ارادہ پر کہہ دوں کہ میں قائم رہ سکتا تھا جب کہ پہلی صفیہ خلاف
تو میں کہہ گا تاں ہوں جو انکی رائے ہو وہ میری رائے ہے۔

زنہیب یہ تو اچھا۔ اب جو میں تباؤن اُسپر غل کر دوں اور ایک دوسرے سے
فراق میں اتھتا سے زیادہ تباؤن دے لیں اور ہوگا۔

یوسفؑ یہ بیتابی کا حال تو خدا کو خوب معلوم ہے جب کہ شہتہ زیادہ فرات کو اوکڑا کر
ہو رہا ہے تو بچے حیرت ہو جاتا ہے کہ اتنی مدت کیوں گزر گئی۔ اور اتنی سی حیران نصیب
کیجیے یا تو دل میں پیدائی کہ جان دینے کا کہ زندہ رہے سے آسان معلوم ہو جاتا ہے
حقیقہؑ (دلی زبان سے) ہاں زنہیب تم کیا کہتی تھیں۔

زنہیبؑ میرے نزدیک تو جہانگیر جہد ہو سکتا ہے اب تھکنا کھانچ ہو جائے کوئی دن
سعید کر دین اس روز قاضی صاحب کو اور ان کے دو چار دوستوں کو بلاؤنگی وہ ان کے
کھانچ بڑھ دینگے اور کسی کو کاغذوں کا ان خبر بھی منوگی۔

یوسفؑ میرے یہ تو اس سے زیادہ کس بات میں خوشی ہو سکتی ہے کہ وہ تباہی
ہوگئی جس سے بڑھ کر میرے گھر میں کبھی کوئی ایسی فتنہ نہیں آئی نہیں خدا کرے
میری دلربا صغیم بھی منظور کرے۔

زنہیبؑ کیوں صغیم۔ تم راضی ہو نہ ہو۔
صغیمؑ دیکھو کہ جھکا کے اور مشہم سے کیا تم جاتی ہو کہ میرا دل اس خوش قسمتی کی بات
مجھے انکار کرے نہ لگا۔ لیکن اگر باجان کو اطلاع کر کے ایسا ہوتا تو زیادہ اچھا تھا۔
زنہیبؑ وہ ہرگز منظور نہ کرے گی۔

صغیمؑ وہ یوسف کو بڑا سچے میں بنائیں میرے یوسف سے زیادہ لائق اور
شریف سارے غرض میں تو کوئی ہے نہیں زنہیب وہ کبھی نہ انکار کرے گی بلکہ ان کے
قرابت پیدا کرنا باعث افتخار ہوگا۔

زنہیبؑ نہیں میں یہ نہیں کہتی کہ ان سے نکاح کرنا پسند نہ کرے بلکہ میرا مطلب یہ ہے
کہ لڑائی نے کل اہل اسلام کو اس درجہ پریشان کر دیا ہے کہ آج کل اس قسم کی کاروائیوں
کو کوئی نہ پسند کرے گا۔

صغیمؑ اچھا تو تمہیں اختیار ہے میں جو تم سے کہو گی اسکے خلاف نہ کرے گی۔
زنہیبؑ تو اچھا۔ آج کون دن ہے۔ منگل۔ بدھ۔ جمرات جمعہ۔ بس جمعہ کے
روز نکاح ہو جائے میں یہاں سب مسلمان کر لوں گی تم ضرور آجانا۔ یوسف دیکھو۔

ایسا نہ ہو کہ تم غائب ہو جاؤ۔ ان دنوں تمہارے مزاج میں وحشت زیادہ طبعی جاتی تو
یوسفؑ میں اپنے ساتھ دشمنی کو لگا کر یہ سیری تو یہ عین کامیابی ہے ضرور اوگلا بلکہ

یہاں سے میں بیان موجود رہوں گا۔
ترغیبؑ تو سب اب اسے ہو گیا۔ اگر کچھ عذر ہو تو اسی وقت کہہ دوں گا۔

یوسفؑ کچھ عذر نہیں دے گا۔
ترغیبؑ نہ غم اب تمہارے گھر میں بکھارا انتظار ہو رہا ہو گا۔ سب تم اب جاؤ اور دیکھو
اس روز کوئی مقبول بہانہ کر کے آنا۔ کیونکہ خواہ مخواہ دیر تک بکھرا رہو گا۔
صفیہؑ و سرشارؑ اگرچہ اب میں جاتی ہوں۔
صفیہؑ چلی جاتی ہے۔

یوسفؑ وہ اب میں ہی جاتا ہوں۔

ترغیبؑ کمان جاؤ گے۔

یوسفؑ ذرا میں سرور موسیٰ بن ایل کے پاس جاؤں گا دیکھوں کیا فیصلہ ہو گا۔
سب جانتے ہیں۔

تیسرا سین

غزات کے قریب ایک گاؤں یوسفؑ کا

یوسفؑ اپنے مکان کے دروازے سے نکل کے ٹرک پر جا رہا ہے۔

یوسفؑ (آپ ہی آپ) کیا ناریمانہ ہے۔ اب دیکھو بد قسمتی ہی نظر آتی ہے اوالد
اور والدہ دونوں نے جواب دیدیا! ان سے ایسی امید تھی۔ مگر میرے دل کی بینائی کا
حالیٰ بین بین معلوم۔ ورنہ اس صفائی سے انکار نہ کرتے۔ خیر اوہرے تو جواب مل گیا
اب روپیہ کا انتظام کمان سے ہو۔ میرے پاس تو ایک کوڑی بھی نہیں۔ پر سون ہی
نکل رہے۔ مہر کار روپیہ کیونکر لگاؤں گا کچھ ادھر بھی خرچ ہو گا۔ شاہی خزانہ سے

کچھ منے کی امید نہیں۔ وہاں ابکل روزانہ مصارف اور مخارج میں بھی لگی ہوئی
ہے کیا کوئی ایک شریف آدمی سے تو چوری بھی نہیں ہو سکتی ورنہ ہی کرتا۔ کسی
ایسے شخص سے بھی ملاقات نہیں جس سے کچھ قرض نہ سکون اور ہوتا تو وہ بھی

آج کل کچھ نرتا۔ ان دنوں تو سب کی بے اعتنائی ہو گئی ہے کیسکو کیسکا اعتبار نہیں رہا
یوں اگر تو سپہ کا کچھ انتظام نہ ہو سکا تو کیا کرونگا۔ مجھ سے تو سنہ نہ دیکھایا جائیگا۔ سال
جاؤنگا۔ مگر یہ کوئی اور معاملہ نہیں ہے۔ میری سیاری صیفیہ وہاں اسے مجھے نہ پائیگی
تو اسکے دل میں خدا جانے کیا کیا خیال آئینگے یہ بہت اچھا فیصلہ تھا کہ اسکے عشق میں
اپنی جان دیدیتا۔ اور عزت سے۔ مگر انوس خود اسکو گوارا نہ ہوا میری معشوقہ
وفا دار ہے لوگ معشوقوں کا دل سخت مکتے ہیں مگر اسکا دل تو بیت نرم ہے کس طرح
اسپر نہ رافنی ہوئی کہ اسپر قربان ہو جاؤں لیکن اب تو میں عجب بلا میں پھنس گیا
کچھ نہیں سمجھ رہا۔ کہ کیا کروں ۛ

مسلمہ ۛ آغاہ! یوسف! کس سوچ میں ہوا دھوکھو۔ السلام علیک
یوسف ۛ آدھو دیکھ کے (علیک السلام۔ سلامان سے آتے ہو ۛ
مسلمہ ۛ گھری سے آتا ہوں تم نے تو بڑا نام پیدا کیا! دنیا بھر میں دھوم ہو رہی ہے ۛ
یوسف ۛ کیا خاک پیدا کیا غزنہ کی قسمت ڈبوتے کیا ڈبوا ۛ
مسلمہ ۛ کیوں ہ کیا ہوا ۛ
یوسف ۛ سالتے تو بے تکلفی ہے اسوقت میں ایک اور فکر میں ہوں پھر ملاقات
ہوگی تو تمام حالات بیان کرو دنگا۔ لیکن خدا کے لیے اسوقت مجھے تنہا ہی چھوڑ دو ۛ
مسلمہ ۛ آخر تباؤ تو کہ تم پر کیا فکر سوار ہے شاید میں بھی کچھ رے دلیسکون ۛ
یوسف ۛ نہیں تم سے کہنے کے قابل بات نہیں ہے شاید کسی اور کے کان تک پہنچ
جائے تو پھر غضب ہو جائے ۛ

مسلمہ ۛ یوسف! استغفر اللہ! تم مجھے ایسا غور سمجھتے تھے تو مجھ سے ملاقات کیوں
رکھی ۛ مجھے اس قابل بھی نہ سمجھا کہ دوستوں کا راز دار بنوں ۛ
یوسف ۛ خفا ہونے کی بات نہیں ہے۔ یہ بڑا راز کا معاملہ ہے۔ اور تم بیان
سیرے گھر سے قریب ہی رہتے ہو۔ کہیں اتفاقاً تمہاری زبان سے کھل جائے اور وہاں تک
پہنچ جائے تو مجھ سے سوال کے کہ زمین کی سے ہاتھ دھوؤں اور کوئی ترکیب نہ بنے گی ۛ
مسلمہ ۛ اب تک بھی کہے جاتے ہو کہ تمہارا راز اسکا ذکر دنگا ۛ

یوسف نہیں ہیں جسے نہیں ورتا ہوں مسلمہ مجھے تمھاری نسبت بے اعتباری نہیں ہے
 اگر میں ورتا ہوں تو زمانہ سے اتفاق زمانہ ایسی چیز ہیں کہ انسان ہزار احتیاط سے کام لے
 مگر ترک اختیار ہی جاتا ہے ان دنوں میں دیکھتا ہوں کہ زمانہ میرے دشمن
 مسلمہ آخر تم اس دریم یا یوس کیوں ہو کے جاتے ہو؟

یوسف میں اپنے سناپ تم اصراری کرتے ہو تو میں صاف صاف بیان کے دیتا
 ہوں ایک بری حال دیشیم ہوگی اور کوئی نیر دل چھین لیا گیا کیوں کہ اسکی نگاہ ناز
 مجھ پر کر رہی تھی بیابان روز بروز ترقی کرتی گئیں۔ آخر اس حور و رش نے
 حاکم یا کرتا کے کافروں سے مقابلہ کر و اور غنا کو دشمنان دین کے دست ظلم
 سے بچاؤ اسکا اشارہ پاتے ہی میں نے جہاد شروع کیا جسکا حال سننے بھی سننا ہوگا۔

غنا فہ کی ہرادی اور شکست منے مجھے اس درجہ پریشان کر دیا تھا کہ میں نے یوس
 یوس کے قصد کیا کہ کافروں سے لڑ کے اپنی جان و بدن گریمری و غنا دار و سراپا ہری
 نسبت ایسی محبت ظاہر کرتی ہے کہ مجھے سوا اسکی نار بہرادی شکر و گریہ کی اور کچھ نہیں
 بن آتا۔ وہ مجھ پر کرتی ہے جھوٹا جھوٹا ہوسکے اس سے نکلت کر کوئی تاریخ معین ہو گئی
 یوسون عقد ہو گا ہر وہ میں روپہ کی جو کچھ کی ہوگی اسے میں کسان سے ہم خیال و گاہ
 شیعہ انکار کر دیا والدی تصور کرتے ہیں اور نہ والد ہی باقی ہیں کیا کوئی اندیشہ خیال میں نہیں آتی
 مسلمہ مجھے تمھاری شادی کا حال سننے بڑی خوشی ہوئی گسراؤں روپہ کا بندہ و نسبت
 ہونا آجکل دشوار ہے

یوسف یہ تم ذرا دشوار کہتے ہو میرے نزدیک تو ہوی نہیں سکتا
 مسلمہ یہ نہیں ایک تدبیر ہے اب کوئی تم سولی آوی نہیں ہو غنا دار کی شخص کو تمھارے
 ساتھ یہ جلدی ہوگی اگر تم وہاں جاؤ اور وہاں کے شیوخ اور کما سے کچھ نہ مانگوں
 تو ممکن نہیں کہ وہ لوگ تمھاری اعانت نہ کریں

یوسف یہ سچ ہے مگر اس زمانے میں کسی کو کسی سے ہمدردی نہیں ساری قوم پھر کا
 اعتبار جاتا ہے۔ اور اب او بارطاری ہو گیا ہے اور بار کے زمانے میں نا اتفاق کے
 اعتباری سب ہی قسم کی خرابیاں پیدا ہو جایا کرتی ہیں اور تم دیکھ لیا روز بروز پیدا ہوتی جاسکتی
 مسلمہ مگر ان لوگوں میں نہیں ہو۔ جن پر اعتماد نہ کیا جائے سوا موسیٰ و خور مجھاری

فروراعانت کرنیکے۔ تم جاؤ دیکھو تقدیر کیا رنگ دکھاتی ہے ۛ
 یوسفؑ کو بھڑکے کھن سے چلا جاؤں مگر مجھے امید نہیں ۛ
 مسلمہؑ فرور جاؤ ۛ

یوسفؑ نے اچھا میں اس وقت جاتا ہوں۔ لیکن تم اس راز کو کسی سامنے نہ بیان کرنا
 مسلمہؑ یہ چھوڑ کے جاتے ہو اب تحقیق میرا بالکل اعتبار نہیں رہا ۛ
 یوسفؑ اچھا خراب جاتا ہوں ۛ
 (جانتے ہو) السلام علیکم ۛ
 مسلمہؑ درود علیکم السلام ۛ

دونوں ادھر ادھر چلے جاتے ہیں

چوتھا مین

غلام علیؑ ایک شخص

یوسفؑ سے ملتا ہے

یوسفؑ آپ ہی آپ بیان چلا تو آیا مگر مٹی سے کچھ امید ہو سکتی ہے ۛ کسی سے
 نہیں یہ وقت مدد کا ہے ۛ مسلمہؑ سے میں نے ہزار کما کر اسکو سیڑجھن میں آتا
 اسی نے مجھے مجبور کر کے غلام میں لایا۔ آہ یوسفؑ عاشق کی مینا بیوہ ترس
 کھانیوے دنیا میں بہت کم ہو کسی اور کو بھی یہی لڑی صغیم کا عشق ہو تو وہ جانے کہ میری
 بیکاری جان کر ہے یا نا جان کر۔ مگر میں خدا نکرے کہ کوئی اسکا عاشق ہو تو وہ یار قریب
 ہی تو ہو گا اگر میری زندگی کا امن صغیم بچھے سے ترجیح نہ لگی۔ اچھا بھڑک کر ان جلون
 وہ نام ہو تو میری غلامی میں جاننا تو ان کو اتنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔
 کیا انہیں سے کوئی میرا اعتبار نہ کرے گا۔ مجھے تو یہی نہیں معلوم کہ لڑائی کا کیا حشر ہوا
 صبح کس پہلو پہ ہوئی شہر میں روز روز جو کہیں اڑا کرتی تھیں انکا کیا اعتبار افوس
 اب تو عبد اللہ شاء غلام کو بھی کوئی امید نہیں رہی کہ میری بابت یوسفؑ کے عملہ میں بچر
 کچھ دے اچھا لیں۔ تنیب سے چل کے اس بارہ میں کچھ شورہ کروں حرف وی اس میں
 میں میری مدد کر سکتی ہے اور مجھے بندوبست نہ ہو سکا تو اس سے ۛ

کہہ دینا کہ میں نے پھر وہی راے اختیار کر لی۔ اور عیسائیوں سے مقابلہ کر کے جاؤنگا
 افسوس۔ عشاق کی قسمت کیسی بڑی ہوتی ہے، اب پیاری معشوقہ دفا وار اور
 محبت کی قدردان ہے تو قسمت نے عداوت پر کمر باندھی، ہاے میں کس مایوسی
 سے جان دوں گا۔ اور اگر الیا ہو تو اس کے نازک دل پر کتنا بڑا صدمہ ہو گا۔
 عکرمہ آتا ہے

عکرمہ: (رجوش سے) اباہ یوسف کہاں تھے؟

یوسف: (پڑھ کر دنگی میں اپنے گھر چلا گیا تھا)

عکرمہ: (مایوسی سے) بیان کا حال تو سن ہی چکے ہونگے

یوسف: (متوجہ ہو کر) ہاں کیا ہوا۔ میں نے کچھ نہیں سنا

عکرمہ: (رجوش سے) کچھ نہیں عجیب۔ آہ۔ بیان تو قیامت ہی لگی۔ یوسف ہم تم

ایک دوسرے کو اس عورت اور دولت کی حالت میں دیکھ چکے ساری عزت کھل

شرافت تشریف لے گئی آبدیدہ ہو کر اب تو غلامی ہے رس عزت کہاں

افسوس امیر المومنین اور سب نے دل پار دیا۔

یوسف: یہ سب تو میرے سامنے ہو چکا تھا۔ بلکہ زیر البوا القاسم عہد نامہ کی گیل کر

گئے تھے اسکے بعد سے ہمیں معلوم کہ کیا شرا بیٹے ہوئے اور وہاں سے وہ کیا جواب دیا

عکرمہ: وہ تو اس بڑے سانحہ کی خبری نہیں جو غرناطہ میں ہو گیا البوا القاسم سے

آئیے بعد امیر المومنین نے قصر حرامین دربار کا کل شیوخ اور قاضی جمع ہوئے اسکے

سامنے البوا القاسم سے عہد نامہ پڑھ کر سنایا تھا۔ یوسف ایسی شرطیں بتھیں کہ تم اگر

تو تحقیق زندگی سے نفرت ہو جاؤ گے۔ امیر المومنین اور تمام رعایاے شاہ کیٹیل کو اپنا

بادشاہ تسلیم کریں قاضی اور قضا اس نعرانی بادشاہ کے حکم سے عین کیے جاویں

غرض اس قسم کی اور باتیں بتھیں جن کا مطلب قصر غرناطہ میں یہ تھا کہ اسلامی حکومت

نہ رہی اور پوری پوری شاہ کیٹیل کی حکومت ہو جائے یہ عہد نامہ سنایا گیا تو سب

اہل دربار زار و قطار رونے لگے اس وقت سردار موسیٰ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگا

اس روز سے تو اچھا ہے کہ ہم سب بڑی عزت افدنا موسیٰ کے ساتھ میدان جنگ

بہادریان و کھاکے اپنی جانیں دیدیں اللہ شہید کا کیا اعتبار آؤادی تشریف یہی لگی اسلا

بیکردنی ہوئی خود توں کی بے رحمی ہوئی ۱۱ اور ہم سب ہمیشہ کی غلامی میں مبتلا ہو جائیں گے علامہ
 برین ہم سب لوگوں کی موت سر کر ہوئی ہے تو ہم ناموری بس ادنیٰ ہی سے ۱۲
 کیونکہ نہ جان دین یہ اچھا ہو کہ تم لوگ آئندہ دلتوں کو اپنی آنکھ سے دیکھو انہیں ہوئی
 نے سب طرح اُبارا اگر ایک کو جرات نہ ہوئی کہ ذرا شجاعت سے کام لے۔ آخر موسیٰ نے
 یہی کہہ دیا کہ یہ سب ذلتیں وہی دیکھ گئے۔ جو اس وقت اس عزت کی موت سے بھا کر رہا ہے
 اور میں اس وعدہ لاشعریک کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ چاہو تم لوگ ان صیبتوں کو
 دیکھو میں نہ دیکھوں گا۔ اس پر بھی کسی اتنا نہ کیا کہ سر اٹھا کے سو سے سے چار
 انگلیں کی ہوں۔

علامہ

یوسف ۱۱ (مریت سے) کسی نے ساتھ دینی حافی نہ بھری آؤ ایہ ہمارے سلمان لوگو کیا ہو گئے ۱۲
 حکمرمہ ۱۱ جب خدا قوم کا فرشتہ ہے امین ایسی ہی اہل بیت ہیں ایسا ہی جین پیدا ہوتا ہی
 یوسف ۱۱ (مریت سے) ہمارے سو سے کے دیر اس وقت کیا گزری ہوگی دل ٹوٹ گیا ہوگا
 حکمرمہ ۱۱ دل ٹوٹنا کیسا ابھی آگے تو سنو۔ لوگوں کے یہ بو سے پن کی لاجوئی دیکھ کر مار
 سو سے ایسے شکستہ دل ہوئے کہ امیر المؤمنین سے اجازت ہی نہ لی۔ اور دوبارہ سختی
 چلے آئے حکمرمہ جاکے سامان جنگ سے آرام نہ ہوئے شہر سے نکلے چلے گئے اور خدا جانے
 کہاں گئے مشہور ہے کہ عیسا یونہی پر جاتی ٹوٹ پڑے بیت سے سوار ڈکوا کر شہید ہو گئے ۱۳
 یوسف کے شو جاری ہو جاتے ہیں

یوسف ۱۱ (نہایت خوری جوش سے) شہید ہو گئے۔
 حکمرمہ ۱۱ آہ! شہید ہو گئے! جب ایسا شخص غرناطہ میں نہیں رہا تو اب اسکی اہل بیت
 کوں بھلائی کی کیا امید کر سکتا ہے ۱۴

دونوں روتے ہیں ۱۵
 یوسف ۱۱ مرن ایک بہادر تھا جس نے اتنے دنوں غرناطہ کی اور اسے شہنشاہ کے
 حملوں سے محفوظ رکھا۔ آہ وہ بھی نہیں رہا ۱۶
 حکمرمہ ۱۱ مجھے جب یہ خیال آتا ہے کہ اب ہماری زندگی کمر گزرتی تو موسیٰ کی موت کا
 صدمہ بھی بھول جاتا ہے
 یوسف ۱۱ بیشک موسیٰ کے بعد جو زندہ رہا وہ فلت ہی میں زندگی بسر کرے گا اب ہم لوگ

کیون زندہ ہیں؟ کیا سامان ذات دیکھنے کو کیا ہماری آنکھیں انہی قوم کی تباہی
بربادی دیکھنے کے شائق ہیں؟ آہ ہرگز نہیں ہو کر جانا رہے۔ ان موت کیوں ہو
یہاں جب سوار ہوئی تھی یہ تقریر کی تھی چاہے کوئی حالی نہ پتہ نہ گزرتا ہو مگر اس قدر
دینے پر فوراً آمادہ ہو جاتا۔ اور کیا اب اس کے پاس ہو کر نہیں ہو سکتا ہوں؟ اچھا
موسیٰ۔ اگر وہ نہیں ہیں ابھی تمہارے پاس آیا۔ دیکھو اتنا ہونے لگا۔

عکرمہ نے یوسف کیا تجھیں جنوں ہو گیا ہے کیسی ہلکی ہلکی باتیں کر رہے ہو؟
یوسف نے جنوں ہو گیا ہے؟ ہاں۔ مگر اچھا جنوں ہے جو عزت و اہمیت کو ہوتا
جاتا ہے۔ نہیں اب میں نے بھی اپنے دل میں ہی ٹھکان لی ہے۔

عکرمہ نے یوسف ہوش کی دعا کرتے ہوئے اکیلے اکیلے سر کے تو کیا تپہ ہو گا یا
یوسف نے (روز سے آہ کھینچ کر) اس اسی خیال نے غناظ کو تباہ کیا اسی خیال نے
موسے کا ساتھ دینے کی جرات کشی دل میں نہ پیدا ہونے دی۔ آہ تم ہی وہ لوگ ہو
جو اپنی جان کو اس وقت بچا دیتے ہو جب اس کے حرف کرنا وقت ہو یا یہ غناظ والوں کے
یہ یہ جان کا پینکا وقت؟ نہیں ہماری جان بچا اچھا تو یہ سلطنت کا بچا اچھا ہے؟
(عکرمہ نادام ہنس کے چلا جاتا ہے)

وہ سارے لوگ بڑے دل میں تو ہلکی حرکت نہیں۔ دین کی الفت نہیں ایسی ہی
اور سب کو ٹکڑی بستی پر حملہ بنا دیا کرتے ہیں۔ آہ ہلکی عکرمہ کل بول رہا تھا اور آج یوں جان
پڑا پھر تباہی! ایسے لوگوں میں ایک سوار ہوئی تھا۔ یہ صرف اسکا جوش اور اسکا فز
اشفاق ہی تھی کہ ان لوگوں سے حمایت غناظ کا کام نکالنا تھا ورنہ یہ بھلا بھری بھڑکی میدان
بگ میں مہم سکتے تھے۔ اور مجھے تو یوں بھی زندگی سے عاجز آچکا ہوں جاتا ہوں۔

دوسرا شخص ہو گا جو موسیٰ کی طرح اہل کشتی پر حملہ کر کے اپنی جان دوں گا یا
مگر یہ کیا ہو گیا ہے کہ اب میں جو میدان جنگ کا ارادہ کرتا ہوں تو جیسے کوئی اسے
میرا دامن پکڑ لیتا ہے یہ کون ہے آہ میری پیاری دلیر باصفیہ کے سوا اور کس کو
جرات کب ہو سکتی ہے اس کے عشق نے بوجہ بنا دیا۔ مگر کچھ جواب تو میں جاتا ہوں
سب سے رخصت! اسے دلیر باصفیہ اگر میں تیرے پاس رخصت ہونے کو آؤنگا
تو مجھے کبھی نہ آنے دیگی! ایسے نہیں سے رخصت۔ اگرچہ کچھ صدمہ ہو گا یا

گمراہ کیا کروں۔ مجبوری ہے۔ یہ زندگی تو بے چائی کی ہے ۛ
دوڑ کے چلا جاتا ہے ۛ

پانچواں سین

زینب کا مکان

زینب اور صفیہ بی بی

زینب ۛ صفیہ ۛ اسوقت کہ ان آئین ۛ آج کل بے ضرورت گھڑی گھڑی گھر سے
نہ نکلا کر تھیں شوق نے خود کو دیا ہے تھیں معلوم نہیں کہ شہر کی آج کل کیا حالت
ہو رہی ہے ہر جگہ بے انی اور بے منتظانی۔ دن و ہاڑے لوگ لٹ جاتے ہیں ہر طرف
برابر اور برتری اور بے حرمتی ہو جاتی ہے۔ بی بی اب میں جب تک تھیں خود نشہ آؤں
تم ہرگز نہ آنا ۛ

صفیہ ۛ کیا کہوں۔ گھر میں تو کجست دل لگتا ہی نہیں۔ اور خصوصاً دو تین روز سے
گھر میں ایسا تنگہ بڑھ چکا ہے کہ جیب دیکھو ماتم ہوتا ہے سرواڑی سے ابان جان
بڑی ملاقات تھی۔ اور اب سب کے ذہن نشین ہو گیا کہ موسیٰ کے بوردنگ کالو ۛ
حالی دودھ گار نہوگا۔ اس خیال سے سب لوگ رات دن موسیٰ کا ماتم ہی کیا کرتے ہیں ۛ
زینب ۛ ہاں بی بی۔ موسیٰ کا ماتم گھر گھر پھرتا ہے غناظہرین کون گھر ہے حسین سے
آہ و زاری کی آواز نہیں اہی ہے سو سے ہر جگہ کچھ کو گفت تھی پنا اسکی بات
کسی نے نہ مانی۔ اسکی جان جانا در کنا اب سب اسی ملک میں چرکے بار بار دیر سے
دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ہوتا کیا ہے۔ مجھے تو آئندہ او بدتر حالت نظر آتی ہے۔
اسی کو میں چاہتی ہوں کہ جھڑپ بن پڑے جنی تختاری شادی ہو جائے ۛ
صفیہ ۛ (حسرت کے لمحے میں) آہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے تو موسیٰ کی بات سے دنا
پیٹنا پڑا ہے لہذا یہ تو مجھے نوک کیا کہیں گے اور سب تو اپنی فکر میں پڑے ہیں
اسمیں کون شریک ہوگا اور کہیں خود بخود استمابا جان یہ فرشتہ یا شیطان تو ہر جگہ
لے لے سیری صورت سے یہ زار ہو جائیں گے مگر میری زینب میں تو ہی پناشی ہو رہا ہو ۛ
ہو چاہے کچھ ہو جائے بیوقوفی نہ کرونگی اور ہونگی اور وہ اپنے جان۔

زینب ۛ (رک رک کے) مگر تھلادی امان جان مچی سے نفرت میں ڈرتی ۛ
 صقیفہ ۛ رک کے نہیں زینب تم کیوں ڈرتی ہو۔ تم ڈرین اور بچھیر قیامت آگ
 میں کیوں کی نہ رہوں گی۔ آہ اب بھرمین صبر کی تاب نہیں میرے پیارے یوسف
 سے مجھے جلدی ملاوہ۔

خود بخود شرم جاتی ہے ۛ
 (حرات کر کے) بان بان میں اسکے لئے پیرا اور بے شرم نہیا کو نگلی اپنے یوسف کیا
 (آپ ہی آپ) ۛ آہ اب کیا ہو گیا۔ اب تو میری زینب بھی خلاف ہو گئیں کیا تقدیر
 میں زیادہ بے شرمی کھلی ہے ساری شرم اسیدوہ سے ہے کہ زینب کو شرم
 گدی ہیں انھوں نے بھی ساتھ چور گواہ کیا ہو گا ۛ
 آنکھوں میں آنسو بھر آ رہیں ۛ

زینب ۛ صقیفہ گھر اور نہیں میں تھا اس لئے مجھ پر دو رنگی میں نے اب تھلادی رلو پلو
 کر نکا عمد کر لیا ہے۔ لڑائی بیتاب ہو لو میں وعدہ کرتی ہوں کسی بات میں عذر
 نہیں چھو کر نیکو وجود ہوں۔ خدا کی طرف نظر رکھو وہ ظار کار ساز ہے ۛ
 صقیفہ ۛ یہ عمد کے لئے میں تو انھیں بلا لاؤ۔ مجھے یہ صحبت نہ براست کیا ایگی
 زینب ۛ کہنے بلا لاؤں یا یوسف کو بہ ہنسکر وہ اسوقت کہاں۔ ۛ

صقیفہ ۛ نہ ازلت کیساتھ میں کیسی بے شرم ہو گئی۔ ایا جان یہ باتیں سن لیں
 کیا ہو گا کانپ کر ان کا خون جوش کہا جائے غرت کے دریا میں ڈوب جائیں۔ ۛ
 بلا لاؤں کو تابی نہ کریں۔ گمراہ کجبت ہی پہنچی کس طرح مار پی ڈالیں یہ بھی دیکھ لیں
 زینب ۛ صقیفہ ۛ کھیو تم اب ہلکی باتیں کرتے گی ہو۔ اپنے دلو کو سمجھا لو ۛ

صقیفہ ۛ (جھنجھلا کر) یہ دل میرے سمجھتا ہے سمجھتا گا۔ آہ میں تو بیان صرف اسکی
 کے لیے آئی تھی۔ میری زینب جاؤ ڈھونڈو لاؤ ۛ

زینب ۛ کہاں سے ڈھونڈ لاؤں میں تو جاتی ہوں یوسف آج غافل میں بھی ہونگا
 لڑائی میں شکست ہو جائے اسے ایسی بے انتقامی ہو جائے کہ کشت و کشت ہو جائے
 بھرتے میں شہر آج میں کل میں عیسا کیوں کا قہقہہ ہو جائیگا یوسف ہمارا اسی سے ہوس
 سرنگی خبر سن کے خدا جانے اسکا کیا حال ہوا ہو گا۔ اصل تو یہ ہے کہ ہوس کے نرنے سے

ان لوگوں کی آنکھوں میں دیشا اندھیر ہو گئی ہے۔ جو بہادر ہیں اور مسلمان ہوں کو
تجربہ نہیں جو یوسف دل شکستہ ہو گئے اپنے مکان میں چلا گیا ہو گا
صغیمہ نہ حیرت سے عیسائی لوگ تو شہر کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں
وہ گئے کیونکر ہونگے گا

زینب وہ تو کسی ترکیب سے چلے جایا کرتے ہیں۔ مجھ سے خود کہتے تھے۔ شاید
کسی طرف دشمنوں کی فوج نہیں ہے گا

صغیمہ پھر کیا کروں زینب جو تھکے گی یہی سب گھر میں بھی کہتے ہیں۔ آجکل ٹھکے
کوئی باہر آنے ہی نہیں دیتا۔ تمھارے یہاں چھپ کے آئی ہوں۔ میں خود ٹھنکی
مٹی بھلا امان جان سن کر تین اور چلی آئی۔ صرف اسکا جوش کھینچ لیا ہے ہر وقت
مرے دل میں لڑتا ہے۔ اور جسکی جدائی رہ رہ کے گلے میں چٹکتیاں لیا کرتی ہے
زینب تمھاری بے صبری سے کچھ بن نہیں پڑتا اور نہ بننا سب تو یہ تھا کہ بیہ
بتا ہتی اور بے امنی کا زمانہ نکلی آتا تو تمھاری شادی ہوتی گا

صغیمہ نہ شرم کے بچے میں کیا تم جانتی ہو کہ مجھے بے اپنے یوسف سے ملے صبر لگے گا
آہ اب مجھ سے صبر نہ ہوگا۔ زینب ان باتوں سے یراول کو تیار ہے خدا کے لیے ایسا کہو
زینب نہ صغیمہ۔ تم گھر اور نہیں وہی ہوگا جو تم چاہتی ہو گھر میں نہیں اسے دی تھی
تمھیں نہیں منظور ہے نہ سہی گا

صغیمہ نہ گھر ایسی رائے نہ دینا
زینب اب تم اپنے گھر جاؤ۔ وہاں سب بیٹھے گھر لڑتے ہوئے چلو میں پہنچاؤنگی
اکیلے جاؤ گی تو میرا دل لگا رہے گا

صغیمہ نہ میں اکیلے جاؤنگی روز ہی آیا جایا کرتی ہوں۔
زینب نہ روز کی اور بات ہے اور ج کی اور حالت ہے نہیں اکیلے نہ جاؤ میں
ساتھ چلتی ہوں۔ اٹھو۔ دونوں برقع اوڑھ کے چلی جاتی ہیں۔

چھٹا باب

یوسف جا رہا ہے

یوسف یہ خود بخود اب کیا رہا کچھ نہیں عزت کا قاتلہ ازادی نصرت۔

میں کیوں زندہ رہوں۔ سر جانا چاہئے موسیٰ آہ موسیٰ طرح کے مر گیا۔ عزت سے جان
 دیدی غنا طم کو ذلیل چھوڑ گیا۔ غلام کی ذلتیں اور سب کے گوارا کر لی۔ مگر مجھے کیوں
 گوارا ہونے لگی اسوقت عزت مند کو کیا کرن چاہئے بس وہی باتیں۔ یا موسیٰ کے
 خون کا بدلہ سیانوت کی عزت کی موت۔ وہی جو موسیٰ کو نصیب ہوئی نہیں موت
 نہیں جنت خدا کی رضامندی عزت اتنا ہی نہیں۔ ناموری بھی۔ جو قیامت تک یاد رہے
 بڑی عزت کے سامان۔ خدا سب کو نصیب کرے چلو چلو۔ یہ عزت ہم بھی حاصل کریں
 دلو کے مر جائیں۔ بہادری دکھانے کی جان دیدیں کچھ پروا نہیں زندگی سیکار
 بالکل مقبول ہے ۛ

دور کی آواز سے یوسف کہاں۔ کس دہس میں ہو ۛ
 یوسف یہ کس نے پکارا کسی جان پہچان شخص کی آواز تھی مگر مجھے تو اب میرا ملازم
 نہیں کوئی مرے کو اور جان دیے کو جاتا ہوں۔ چند ساعت کے بعد دروں میں شمار
 کیا دنیا سے اسوقت کیوں بے تعلق ہو جاؤں۔ نہیں میں کسی کی نہ سونگا۔ لیکن اس
 آواز سے ایک انس اور لفت ظاہر ہوتی تھی وہ محبت کیسی کہو لگا ۛ
 آواز ۛ کیا نہیں مٹنا ۛ

یوسف عزت سے وہی خود بخود بیشک نہیں سنا سنے کیا کروں گا۔ سننے کا زمانہ ہی
 نہیں رہا۔ ہمارے وقت کسی نے کبھی یہی ہے عزت اور موسیٰ کے خون نے کان بہرے کر دیے
 ہیں نہیں کان ہی نہیں انگوٹوں سے بھی سیانوت کے کچھ نہیں
 آواز ۛ کیسے زینب یوسف کیا مجھے بھول گیا پہچانتا ہی نہیں۔ ایسا بخود ۛ
 یوسف ۛ نہیں میں کیوں نہیں پہچانتا ۛ اب پہچان کے کیا کروں گا ۛ
 بس اب جنت میں ملاقات ہوگی بیان میں کسی سے نہ ہوں ۛ
 کوئی عورت برقعہ اوڑھے ہوئے آتی ہے

عورت۔ سب ہی شرم میں کوئی اپنا نہیں۔

یوسف۔ یوسف اب یہ دیکھ تو کسی کی کوئی خبر نہیں ہوں ۛ

عورت ہڑہ کے ہاتھ پکڑتی ہے

عورت۔ اب یہ دیکھ میں ہی کبھی ہمدستی۔

یوسف چونکہ گمراہ ازنیب میں نے سنا پوچھا کہ کروں کیا ؟ جاؤ تم اپنا کام کرو
ان لوگوں سے بھردی نہ کرو جو اپنی جان سے بیزار ہو رہے ہیں ۛ
ازنیب ۛ معلوم ہوتا ہے کہ انھیں جنون ہو گیا ہے رہ رہ کر انھیں جوش آتا ہے
اور جان دینے پر آمادہ ہو جاتے ہو ۛ

یوسف ۛ ازنیب تنہا بچھڑا ہے احسانات کے ہیں کہ جو تم کو کی شوق سے سن لوگا
لیکن میری نظر میں غرناطہ تھے اب وہ غرناطہ کہتے جتنے لوگ غیرت والے اور سب
کے سب جان دین۔ یہ شہر اب ان لوگوں سے خالی ہو جاتا ہے انھیں اسکی بہت
میں بھی تمھارا ساتھ دینے کو موجود ہوں ۛ

یوسف ۛ وہاں ازنیب۔ کیا تم نے موسیٰ کا حال نہیں سنا ؟
ازنیب ۛ وہ سب سن چکی ہوں۔ سن ہی نہیں رو بھی چکی ہوں ہر گھر میں موسیٰ کا نام
ہو رہا ہے۔

یوسف ۛ اب انھیں انصاف کرو کہ جب محمود توں اور لوگوں کا یہ حال ہے
تو مردوں کو اس غم میں کیا کرنا چاہئے۔ اگر غیرت والے ہیں تو چاہئے بیڑی کا ماتہ
دیکھنے سے پہلے اپنی جان دیں۔ ازنیب ۛ نہیں یوسف کا ناخبرہ بہ کاروں بہادریوں
اور غیرت مند و مظلیم کام ہے کہ عمدہ ترکیب سے انکے دفر کر ہی کوشش کریں اور اس وقت
بہادری دیکھا میں جب کسی نتیجہ اور کامیابی کی امید ہو اور خالی جان کہے کیا فائدہ
یوسف ۛ کس طول ال میں بھینسا کی ہو تو ان کا انتظام نہ دیکھا جائے گا۔
میں جاتا ہوں ابھی قسمت کا فیصلہ کروں گا۔ بس اب میرا فیصلہ ہی ہے یہ آیا موت
امو سیٰ کے خون کا بدلہ۔ ازنیب۔ تو اب تم جان دینے پر آمادہ ہوا۔

یوسف ۛ بے شک ۛ

ازنیب ۛ اور صفیہ کو کس پر چھوڑ جاؤ گے ؟ یہ گوارا کر لیا کہ وہ غریب ان غلامی
نیری کی ذمتوں کے علاوہ تمھارے خزان میں بھی جان کہو گے ۛ
یوسف ۛ ازنیب تنہا بڑا ظلم کیا پھر اسی کو یاد دلایا جسکا خیال ہر موقع پر میرا ہون
پڑ گیا۔ کہتا ہے اسی نے مجھے بہادر بنایا تھا۔ وہ اب وحی مجھے بودا بنائی ہے آہ کیا کروں
صفیہ کی اچھا ہوتا کہ تو اب مجھے بالکل اپنے دل سے علاقی ہے ۛ

زینبؓ نے تم نے اسکو اپنا بنایا اسکا دل اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اب اسے کیا وصو کا رہیے ہو
 یوسفؑ یہ وصو کا نہیں ہے میں بے شک تم سے یوفانی کرتا ہوں مگر اس کے عشق
 میں جان دیتا ہوں۔ اس سے کہتا کہ ہمارے عربی اور اسلامی رسوم کے بل کو جب
 غناظہ کے کسی اور شریف کے لڑکے سے نکاح کرے صفیہؓ آہ میں تجھے کس دل سے اس بات
 کی اجازت دیتا ہوں مگر مجبور ہوں مونسے کا خون مجھے بے اختیار کیے دیتا ہے ۱۱
 زینبؓ دے افسوس تم نے اسے بے موت مارا۔ خدا جانے اسکا کیا حال ہوتا ہے تم بھی
 جانتے ہو اور میں جانتی ہوں کہ صفیہؓ تمہارے غم میں بہت جلد اپنی جان دیدیگی ۱۲
 یوسفؑ وہ افیمہ باتیں میرا حوصلہ پست کیے دیتی۔ اب تو زیادہ نہ سونگا۔ بس
 رخصت زینبؓ اب تم جاؤ میری صفیہؓ کو میری طرف سے پوچھ دینا۔ میں جاؤں
 جانے لگے مجھے پڑتا ہے اور زینبؓ ہاتھ پکڑی جو ۱۳
 زینبؓ تم اسوقت اپنے ہوش میں نہیں ہو میں تین ہویں ہرگز نہ جانے دوں گی ۱۴
 یوسفؑ (ہاتھ جھٹک کر) نہیں جانے دو میں اب نہ پھروں گا ۱۵
 زینبؓ وہ صفیہؓ کو ایک نظر اپنی صورت دکھائے ہو ورنہ وہ میری جان کھا جائیگی ۱۶
 یوسفؑ (خوشاد سے) بس اب مجبور نہ کرو اسکی صورت دیکھ کر پھر مجھے نہ جایا حال کا
 زینبؓ نہیں یوں تو میں نہ جانے دوں گی ۱۷
 یوسفؑ (ہاتھ چھڑا کر) میں تو اب نہ پھروں گا۔ مونسے کے بعد بیانی کی زندگی ہے
 یوسفؑ چلا جاتا ہے اور زینبؓ مسئلے میں کھڑی رہتی ہی
 زینبؓ (خود بخود) بڑا غصہ ہوا اب کیا کیا جائے۔ یوسفؑ ہاتھ سے نکلا۔ اب یہ
 سچ کہ اس نے دشمنوں کی فوج پر حملہ کر کے اپنی جان دیدی وہ بھی ہاتھ سے نکلی
 اس نے نہیں جان دی صفیہؓ نے اپنی جان دی اس عشق کا کیا انجام ہونا ہے
 کیا یہ دونوں دوسرے۔ ملی محبت تھے کیا شرین فریاد کی برحسرت واقف کہ یہ دونوں
 از سر نو یاد لائینگے! اے خدا تو انکے پاک و صاف دونوں پر رحم کر یہ مظلوم ہیں قسمت
 وطن اور انکے دل یہ سب ان دونوں پر ظلم کر رہے ہیں آہ یہ خبر سن کر صفیہؓ کیا کر گئی
 شاید اسے تنگی حیا کا برقع اتار ڈالنا پڑے گا۔ شاید وہ بستر راج تنگ
 و ناسوس کو خیر باد کہی شاید آج یہ راز عشق آشہ ہوگا۔ اور شاید آج

ہی بلکہ اس وقت پر کمال بھولی جان کے ساتھ یہ عشق کی کسائی ناتمام ہو جائیگی چلو
اب کچھ مین چلون۔ صغیم میرے گھری مین تو بچھی ہے۔ ابھی تک غنیمت ہے یوسف
ابھی قریب ہے شہر نہاہ سے نکل گیا ہوگا تو پھر ہاتھ نہ آئے گا یہ خبر لیکر جلدی چل کے
صغیم کو سنا دون اسے جو کچھ کرنا ہو کرے ورنہ یہ شکایت کرتے کرتے صغیم جان
دیدگی۔ زرب نے مجھ سے چھپایا۔ آہ یہ خبر سنکر اس کے باعفت اور سادے دل
میرے گزرجائیں گی کاش اس خبر کے لیے کوئی اور قاصد ہوتا! معصوم لڑکے کا دل دکھایا
میری تقدیر مین تھا۔ کیسی معصوم؟ جسکے دل مین بے عصمتی کا خیال نہیں گذرایا

صغیم راستہ مین ملتی ہے
صغیم زرب کہان سے آتی ہو۔ مین تھارے راہ دیکھتے دیکھتے اکٹا کے پانی اٹی
کب تک بیٹھتی کو کچھ خبر معلوم ہوئی میرے یوسف کی خبر
زرب (دور کی آواز سے) صغیم فیصلہ ہو گیا۔ اب میرے کچھ زور نہیں آہ میرا اختیار
نہیں! مین نے بہت کوشش کی جہاں تک مجھے ہو سکا کوئی بات اٹھائیں رکھی مگر تقدیر تو
مجھ مین تاب نہیں لے لے

زرب زرب یہاں سے کیونکر کون! صغیم تھارا دل مجھ سے نہیں دکھایا جاتا نہیں اپنی
زبان سے نہ کہونگی۔ بس اتنا ہی کافی ہے جو کچھ ہونا تھا ہو چکا کیا تم تقدیر سے لڑو گی
صغیم وہ بس اب زیادہ نہ حیران کرو میری بدقسمتی کی خبر مجھے جلدی سنا دو۔
بتاؤ کیا ہوا یوسف اچھا تو ہے

زرب ہاں اچھا ہے
صغیم مگر کیا جو کچھ کہنا ہو کہ والو۔ میرا حال ایسی تیزی کے انتظار کا تحمل نہیں ہے۔
زرب وہ کیا کون؟ صغیم۔ مجھے یقین نہیں کہ یوسف زندہ ہو اگر ابھی تک زندہ
یعنی ہو گا تو ہاے گھری بھر مین نہ ہو گا

صغیم یہاں سے یہ کیوں؟ یقین کیونکر معلوم ہوا؟ کس نے کہا؟
زار و قطار دھن گنتی ہے
زرب یہ اسی لیے مجھ کہنے کی حرات نہیں ہوئی آہ وہ معنی ہو گیا۔ بیٹی اسے تمھارا

قیال دل سے بھلا دیا۔ غرت نے اسے سڑی بنادیا۔ موسیٰ کی موت نے اسے سب باتیں
بھلا دیں وہ اسکے خون کا بدلہ لینے گیا ہے اور گھر گیا ہے کہ مر جاؤ گلا اور یا موسیٰ کے
خون کا بدلہ لوں گا ۛ

صفیقہ ۛ بڑھ کر میری زینب۔ یہ کب کا ڈاکر ہے ہاں یوسف کب گیا ہوا کتنی دیر ہوئی ۛ
زینب ۛ ابھی ابھی شہر نہ آیا تک نہ ہو گیا ہوگا اور کیا کہوں کہ بس بے سہارا مانی سے
گیا ہے نہ ٹھوڑا ہے نہ اسلمیہ سے کچھ ایسا آراستہ ہے۔ بس بالکل جیسے کوئی دیوانہ
کسی کام کی دھن میں نکل کھڑا ہو ۛ
صفیقہ ۛ اور تم نے روکا بھی نہیں۔

زینب ۛ روکا۔ جب سمجھنے سے کسی طرح نہ مانا تو میں نے زبردستی ہاتھ پکڑ لیا
مگر اسکا جوش اسیر کچی فرو نہ ہوا۔ میرا ہاتھ چڑا کے جلا گیا وہ اسوقت کچھ اپنے بندوش
میں نہیں ہے بالکل دیوانہ ہی بنا ہوا ہے۔ بڑی نصیت سے تو مجھے بچانا۔ کیوں
بچا نہ پایا نہیں تھا ۛ

صفیقہ ۛ (جوش الم سے) آہ زینب اب کیا کروں میری زینب تمہیں کوئی تیر تیراؤ
اگر کچھ بن نہ پڑے تو جان ہی دینے کو کہہ دو مگر جو کچھ کہتا ہو کہہ دو۔ افسوس میں نکاح
سے بچے ہی بیوہ ہوئی جاتی ہوں ۛ
زینب ۛ ہاں ہاں اور تمہارے بارے میں بڑے آرزوگی کے ساتھ کہہ گیا ہے کہ غرناطہ
کے کسی اور شریف لڑکے سے نکاح کر لیا ۛ

صفیقہ ۛ (خفصہ آلود شرم سے) مجھے ایسا بیوفا سمجھا کہ یہ اول صبح کتا تھا کہ یوسف
میری وفاداری کا امتحان لے گا۔ ہائے اُسے بڑا سخت امتحان دینا ۛ
لگا بناؤ اب کیا کروں۔ زینب سولے صبر کے اور کیا کر سکتی ہوں ۛ
صفیقہ ۛ صبر اچھا۔ تم جاؤ۔ میں اب اسی وقت اپنے گھر جاتی ہوں ۛ
زینب ۛ وہاں نہ جاؤ گی۔ اسکی بتائیاں تمہیں بدنام کر دیں گی ۛ

صفیقہ ۛ اتنے دنوں جو بدنامی کو ڈرتی رہی اس سے بہت بڑا فائدہ ہوا ہے جواب
بدنامی کو ڈر دنگی اب زیادہ باتیں نہ کرو اب کچھ جانتے ہی دو ۛ
زینب ۛ نہیں اسوقت تم میرے گھر واپس جاؤ تو دنگی میرے بعد چل جانا ۛ

صفیہ ۲ نہیں۔ میں گھر ہی جاؤنگی۔ تم جاؤ ۱۱

زینب ۲ تو چلو۔ تمہیں گھر تک پہنچاؤں ۱۱

صفیہ ۲ اسوقت تم بھی میرے ساتھ چلو مجھے تنہا ہی جانے دو۔

زینب ۲ یہ تو مجھ سے نہ ہوگا۔ ان دنوں شہر کی حالت اچھی نہیں ہے۔

صفیہ ۲ (ہاتھ جوڑ کے) خدا کے لیے۔ زینب۔ اب مجھے نہ سناؤ۔ تمہیں میری جان کی

قسم بتائیں سے تم اپنے گھر واپس جاؤ۔ مجھے کوئی شایگہ؟ میں خود ہی سہم نہ سکتی ہوں

زینب ۲ اچھا تمہیں ناگوار ہو تو جاتی ہوں ۱۱

زینب جاتی ہے اور صفیہ آ کے پڑھتی ہے ۱۱

صفیہ ۲ (دل میں) کیوں۔ اب کیا کروں؟ اگر تیز چلون تو کیا مجھے یوسف راستے

میں ہلچائیگا مگر میں اسے کہاں پاسکتی ہوں۔ وہ کل گیا ہوگا۔ پھر اب کیا۔ موت نہیں

شہادت عاشق کی موت کو شہادت ہی کہنا چاہیے۔ مگر کیوں جان دوں؟ حرام موت

مرا تو مسلمان کی شان کے خلاف ہو جوتے گا کیا کہے گا۔ بیشک اس میں بڑی رسوائی

ہے۔ ہاں خوب یاد آیا۔ مگر میں میرے ہی کمرے میں ابا جان کی تلوار رکھی ہی ہے

چھپا کے لے آؤں۔ اور میں بھی میدان جنگ میں چلون۔ اگر میرا یوسف زندہ ملا

تو اسے پھر لاؤنگی۔ ورنہ جہان وہ گیا ہو وہیں پہنچ کے مجھے بھی خوار آئے گا بس

یہی ٹھیک ہو خوب ہو زینب جلی گئی۔ وہ تو کبھی نہ جانے دیتی اچھا تو اب ذرا

قدم اٹھا کے چلون۔ شاید یوسف راستے ہی میں مجھے ملے۔ ہاں۔ ہاں جلدی چلون

ہر بہادر موت کی تلاش میں جاتا ہے اور جس طرح میرا یوسف گیا ہے ۱۱

تیز تیز جاتے جاتے غائب ہو جاتی ہو ۱۱

ساتواں سین

غزاط کے باہر ایک ماڑی۔ عیسائیوں کے کیمپ کے سامنے

یوسف غضب آلود نظر سے عیسائیوں کے خیموں کی طرف دیکھ رہا ہے۔

یوسف۔ طیش میں، یہی میں! بخت میں جو بے حیست میں۔ انھیں نے موسیٰ کو قتل

کیا ہوگا۔ یہی ظالم ہیں۔ ان بختوں نے مجھے مادرِ کھابہ میری صفیہ کا دل کھایا۔ اگلے

آؤ زوروری نہ ہونے پائی۔ میں بھی ناکام رہا۔ اب میرا صدمہ اس بھولی بھولی لڑکی کے نازک دل کو بھی انہیں ظالموں کے ہاتھ سے پہنچ گیا۔ مگر میں اسے خوش کر کے مرزا نگاہنوں کی جان لیکے۔ کیا یہ مجھے بس بونہیں آسانی سے مار لینگے! دیکھو کتنوں کو خون میں نہلاتا ہوں۔ یا تو میں پیاری صفیہ کے ہاتھوں کو مہندی سے رنگتا یا انہیں خون کے خانی رنگ میں غوطے دوں گا! ایک دو کو نہیں ہرٹ سے کافروں کو میں انہی حرات کا استحان لے چکا ہوں اور یہ بھی میرا تلوار کا ذرہ چمکے چمکے ہیں تھوڑی دیر میں اب خشتِ سیاہ ہو گا جیسے تو جب کبھی مقابلہ ہوا میں تنہا نہ تھا۔ لیکن اس وقت تنہا ہوں آج انہیں معلوم ہو گا کہ مسلمان کیسے ہمارے ہوتے ہیں۔ بس اب انتظار کس بات کا؟ ہاں مرنے جاتا ہوں تو ایک بار اپنی پیاری صفیہ کو اور یاد کروں یہ زندگی کا آخری حصہ ہی عشقِ بہین پر تمام ہو جائیگا۔ اسے میرے پیارے دلی مالک صفیہ! کاش تو یہاں موجود نہ ہوتی۔ اپنی آنکھوں سے دیکھتی کہ تیرا عاشق کس جو غمزدی سے جان دیتا ہی آہ! مجھے اتنا بھی موقع نہ ملا کہ تجھ سے رخصت ہو لیتا۔ خبر۔ اب تجھ سے نہیں تو تیرے خیال سے رخصت۔ پیاری صفیہ! تیرا عاشق اب ہمیشہ کے لیے دنیا سے جاتا ہے۔

مازنین اور حور دش صفیہ ۱۱

صفیہ آئی ہے اور دؤر کے لپٹ جاتی ہو

صفیہ ۱۲ (بیقرار ہو کے) یوسف! آہ! کیا مجھے وغا دے جاؤ گے؟ خوب زور سے لپٹ کر نہیں یہ نہیں ہو گا۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ اب تو ساتھ دے چکی تو یوسف ۱۳ (دیر تک بیچر رہنے کے بعد) صفیہ! مجھے یہ نہیں معلوم تھا۔ کہ تمہارے دل میں میری اس قدر محبت ہو مجھے میرا دل دھوکہ دیتا ہو کہ تمہارے عشق میں میں ناکام رہتا ہوں۔ مگر اب اپنے عشق کے اثر کا قائل ہو گیا صفیہ خوش ہو کر تمہارا عاشق اب ٹری خوشی سے اطمینان سے جان دے گا۔

صفیہ ۱۴ بلکہ اور زیادہ خوش ہو ۱۵

یوسف ۱۶ کیوں ۱۷

صفیہ ۱۸ اس لیے کہ تمہاری صفیہ بھی تمہارے برابر ہی جان دیگی۔

یوسف ۱۹ (حیرت سے) کیوں نہ؟ ۲۰

صفیہ ”جس طرح تم“

یوسف ”میں تو ان (اشارہ کر کے کافرون کے ہجوم میں لڑتے لڑتے مر جاؤں گا تم وہاں تک کیونکر پہنچو گی“

صفیہ ”(ردا کے اندر سے تلوار نکال کے دکھا کر) دیکھو یہ مجھے تمھارے پاس پہنچا دیگی یہ بت اچھے وقت کام آئی اسی سے میری مراد چل ہی ہو گی۔ یہی مجھے شرمندگی سے پیارے یوسف سے کھڑے نہ دیکھی۔ جان وہ جائیگا“ وہاں مجھے بھی آسانی سے پہنچا دیگی یہی ثابت کر دے گی کہ میرا یوسف تو حقیقت میں یوسف تھا۔ مگر میں صفیہ نہیں بلکہ واقعی“

یوسف ”(افسردگی کے ساتھ) پیاری صفیہ۔ تم اس خیال سے باز آؤ۔ تمھارا کام تو ہے کہ لوگ تم پر یمن نہ کر (کافی کر) ات۔ تم جان دو۔

صفیہ ”یوسف اگر آٹو عجیب کچھ ترس تا ہو گا، یا میری زندگی جانتے ہو تو یمن سے بھر چلو۔ ابھی کچھ نہیں کیا ہے۔ اگر تم واپس نہ چلو گے تو یمن جاؤ کہ کھانے بعد جو خون آلود لاش زمین پر گرے گی وہ میری ہو گی یا“

یوسف ”پیری صفیہ۔ اپنے لفظ زبان سے نہ نکالو۔ میرا وصلیت ہوا جاتا ہے کیا تمھیں یہ نہیں منظور ہے کہ تمھارا غاشق حوض کوثر پر تم سے ملے“

صفیہ ”ہاں۔ ہاں۔ اگر تمھیں یہ منظور ہے تو مجھے بھی یہی منظور ہے“

یوسف ”آہ! صفیہ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے تم شہادت کے اکھارے میں نہ اترتے دو گی کیا کروں۔ تمھاری صورت دیکھ کے مجھے موت سے ڈر معلوم ہونے لگا ابھی موت۔ نہیں پیاری صفیہ تمھاری“

صفیہ ”ہاں۔ ہاں۔ کہنے کیوں نہیں میری ہو یا“

یوسف ”(دشمنہ بند کر کے) نہیں یہ لفظ زبان سے نہ نکالو۔

ایک عیسائی سوار قریب آتا ہے اور دونوں کو دیکھ کے آگے بڑھتا ہے (ادم دیکھ کر) دیکھو یہ کجٹ کیشل والا آ رہا ہے“ صفیہ ”تم اپنا منہ خجیا تو بڑھ اور مر لو۔ تمھارے دل پر با اہد پیارے چہرے کی زیارت اسے نہ نصیب ہو جائے“

صفیہ بڑھنے لگتی ہے اور وہ لٹ کے ادرہ لٹتی ہے

(تیش کھا کے)۔ اسی ظالم کے ہمراہ یوں نے موسیٰ کی جان لی ہوگی گنجت کا ہوا
 نہیں ظالم ہی میں۔ برے ظالم۔ ہماری عزت کے تباہ کرنے والے ہمارے دین کے
 عیسائی سوار قریب آگے صفیہ کی طرف ہاتھ بڑھا رہا ہے
 یوسف: (غضب سے) لا دیکھ ظالم! ادھر ہاتھ نہ بڑھا تاہم یہ جان لینا کہ
 میری سرسوار ہے تجھ کو قضا آئی ہے! اہن مان نہیں اتنا بڑھ کر کے
 میری گستاخی کا صلہ ہے۔

ایک ہی تلوار میں مار ڈالتا ہے
 صفیہ: خوشی کے جوش میں واہ! ایک ہی وار میں! اب اسے پور ہاتھ
 اب اسے عیسائی سوار قبضہ کرینگے۔ آہ! اب کیا ہوگا۔ لودیکھو وہ سا
 فوج کی فوج اڑھی آتی ہے۔ میرے یوسف جاگ چلو۔
 یوسف: (جوش کے لمحے میں) وہ اسے ہونگے تو کیا کر لینگے تمہارا عاشق اور
 جاگ جائے! انھیں یہ ہوگا۔ یا تو اپنے بہت سے ساتھیوں کو ٹریتا چھوڑ
 جاگیں گے یا وہی بیان زمین بڑھتا ہوگا۔

یوسف بھل کے ادھر تلوار کھینچ کے کھڑا ہوجا
 صفیہ: (سہمے) ہاں اب کیا ہوگا! آخر وہی ہوتا ہے جو قدر میں تھا! آہ!
 نامرادی ہی بدامنی تھی! اب کیا موت!

صفیہ پھرتا ہے ہونے ہاتھ سے تلوار کھینچ لیتی ہے اور کانپتے
 جاتی ہے یوسف مقابلہ کو آگے بڑھتا ہے۔

(جلا کے) میرے یوسف۔ آگے نہ بڑھو۔ میں کھڑے رہوں۔ جلدی کا ہے کی
 وہ تو اب ہی رہے ہیں۔ خدا کے لیے ہیں اسی درخت کے نیچے لڑنا اچھا اگر چاہے
 ہو تو ضرور میں بھی دین آتی ہوں۔ مجھے آ لینے دو آہ۔ اب کیا ہوگا۔
 دشمن سر پر آگئے ارے! اکیلے ایک پرانے بھون کا زخم! پاک ہوگا
 میرے یوسف کا مددگار تو ہی ایک ہے (خوش ہو کر) میرا یوسف
 کیا ہمارے کس پھرتی سے سب کو جواب دے رہا ہے وہ کو مارا
 اتنی جلدی! لا تیسرا گرا۔ آہ! میرے یوسف پر یہ تلوار بڑی پڑی

شانہ مست ہو گیا۔ مگر شکر بایان شانہ ہے۔
 (خود کر کے) "یوسف! یوسف! دیکھو یہ سوار تیار ہے کچھ آگیا۔ دیکھو بیکو۔ تلوار
 چھوڑا ہی چاہتا ہے (بشاست سے) خوب خالی دی لا رہا ہا ہا اور اس ظالم کو بھی
 مار ڈالا۔ بیسی جاوری تو اب غرناطہ میں کوئی نہیں دکھا سکتا۔ واہ! اجاخر دی ایسی
 جواخر دی اور راتوں کے مقابلہ میں! واہ! واہ! اچھی لوگ غرناطہ کو فتح کرنے آئے ہیں
 ایک ہی شخص کے مقابلہ میں سب نے دل پار دیا! کو وہ تو ہار گئے جاتے ہیں کیا خوب
 بھگا دیا ہو آہ! یوسف! ایسا یوسف! پھر جھے کہاں لے گا؟ وہ قوم پر جان
 دے دینگا اور میں اسپر جان دوں گی۔"

یوسف خون میں تربیر آتا ہے۔
 دھکے میں ہاتھ ڈال کر بلا میرے یوسف! اب گھر پلٹ چلو میں اب ہو چکا ایک موسیٰ کے
 عوض! اس وقت تم نے کئی ایک کو بارڈر ڈالا۔ اب گھر چلو ایسے بہادر کو جان بوجھ کر نہ جان
 دیدینا چاہیے۔ اگر بیان کی دولت نہ دیکھی جائے تو مراغہ میں جل کے از سر نو حسین
 آراستہ کرنا اور ان سے بدلہ لینا۔"

یوسف: "صفیہ تم کتنی توجہ ہو۔ مگر کیا کہوں؟ بوقت موسیٰ کا خیال آتا ہے میرا خون
 جھڑکھانے لگتا ہے۔ ہاں! اور تو ان مسلمانوں کے حال پر جنھوں نے دیدہ و دیدہ
 موسیٰ کو اپنے ہاتھ سے کھو دیا۔ اچھا تم اب مجھ سے الگ ہٹ کے کھڑی ہو۔
 تمھارے کپڑوں میں یہ ناپاک خون پھرنے لگا۔"
 صفیہ: "یہ خون تو پھرنا۔ اور اس لیے تو میں بیان آئی تھی خدا کرے تم اب وہیں
 چلو کیون چلو گے؟"

یوسف: "کس ل سے چلنے کا نام لون؟ مگر کیا کہوں؟ تمھاری اور میں مجبور کیے دیتی ہیں۔
 صفیہ: "تو جلد ہی چلو۔ نہیں تو عیسائیوں کے اور سوار آ جائیں گے۔"
 یوسف: "کیا وہ لوگ پھر آئیں گے؟ تو ابھی انتظار ہی کرنا چاہیے آنے دو دیکھو کبھی میری جوتی
 صفیہ: "گھبرا کے" یوسف میں دیکھتی ہوں اب تم خود گھر چلو گے اور نہ مجھے جانے دو گے
 خیر تمھاری مرضی ہی ہے تو یہی ہی۔ اس فہم میں کھڑی ہوئی سیر نہ دیکھوں گی بلکہ
 تمھاری طرح میں بھی اس کیل پر طرہ کر دوں گی۔"

یوسف دینین بیاری صفیہ اتم ایسا غضب نہ کرنا۔ اگر ایسا ہوا تو میرے دل کا
حوصلہ نہ بچے گا۔ اور ظالموں کے ہاتھ سے فوراً مار ڈالا جاؤنگا۔ اس وقت میں تجھیں
سکاؤنگا کہ اپنی خیر مانونگا۔

صفیہ نے جو کچھ ہو۔ لو اب ہوشیار ہو جاؤ۔ دیکھو عیسائیوں کا بہت بڑا کردہ آیا ہوچکا
یوسف نے تم ٹھہرو۔ بیاری صفیہ۔ ایک گھری میرا انتظار کرو پھر جوجی چاہے کرنا
دیکھو آٹا فانا مین انھیں بھی بھگائے دیتا ہوں انھیں میں تھوڑا ہی بھگاتا ہوں تھا
عشق انھیں بھگائے دیتا ہے۔ میری ساری بہادری تمھارے عالم افز حسن کی بدولت
یوسف حملہ کرتا ہے

صفیہ: ڈر ڈر کے آہ! اتنے ایک میرا یوسف کس کس سے لڑے گا؟ مقابلہ ہو گیا۔
واہ! یوسف نے یہ خوب کیا کہ پہلے سوار کو مار کے اس کے گھوڑے پر خود سوار ہو لیا۔ آ
خوب مقابلہ ہوگا۔ یوسف نہیں بڑا بہادر نہیں بھلی بھلی! دیکھو! کبھی چمک کے ادا
آتا ہے اور کبھی تڑپ کے اُدھر جاتا ہے۔ یہ اسکی تلوار چمک رہی ہے! اس کے گھوڑے چر-
کی صو ہوگی۔ تلوار میں یہ بات کہان! انہیں تلوار چمک رہی ہے۔ وہ دیکھو اب خون میں
آلودہ ہو کے کسی باند بڑ گئی! اسکا چہرہ ہوتا تو یوں ماند پڑ جاتا کہ اس سوار دیا
کم نہ ہونگے! اشا باش! اس بارہ کو تو جہنم میں ہو چکا چکا۔ واہ! یہ کیا ہیں! اہم
دیکھو کتنوں کو دوزخ میں بھجنا ہے۔ آہ! اس یورش پر میرا یوسف فرد زخمی ہوا
ہاے اس دفعہ تو میں اسکی لڑائی کا تماشا دیکھتی تھی اب کی تو وہ نگاہ سے غائب
ہو ہو جاتا ہو! تو بتائیں۔ کدھر ہو! کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ کیا آہ مارا گیا! میرا بھ
وقت آگیا چلوں! ان ہاں اب چلنا چاہیے مجھے بھی لو! اس کے پاس چاہا ہو۔ تلوار بھج
اؤ تلوار۔ دیکھو تو میری ایسی مدد کرتی ہے! ابھی میں ان کا فردن کے ہاتھ میں زندہ
گرفتار نہیں۔ نہیں۔ تو یہ میرا دل کیسا بدگمان ہے۔ میرا یوسف تو ابھی بہادری
نہ رہا ہوا دھردہ دہی عیسائیوں پر حملہ کر رہا ہے۔ بڑا بہادری عیسائیوں کو دور ہر
بھگا دیا آفہ! لاشیں کتنی بڑی ہیں۔ مجھے درمعلوم ہوتا ہے انہیں بہت سے زندہ
ہیں۔ تو میرے یوسف نے بھگا دیا۔ اے پروردگار تیرا ہزار شکر ہے

یوسف ایک سوار کے گھوڑے کو پکڑ رہا ہے

صفیہؑ واہ! خوب ہنگا دیا مجھے تو ایک دفعہ بڑا ڈھوکا ہوا تھا۔ تلو ا ر نکال کی بھی آنے ہی کو تھی۔ تمھاری صورت نہ نظر آجائے تو میں بھی گود ڈروں۔“ یوسفؑ غصہ ہوا کہ تم نے قدم نہ بڑھایا۔ ورنہ غصہ ہی ہو جاتا۔ اس کو گئے پر سوار اور ہم دونوں چلے چلین۔“ صفیہؑ بہت کوشش ہو گیا ہوں۔ ران پر کسی کی تلوار بڑی کاری پڑ گئی۔ اب چلو زینب کے وہاں چل کر دکھاؤں گا۔“ صفیہؑ اب تو تم نے اپنا حوصلہ پورا کر لیا ہو گا۔ یوسفؑ ”حوصلہ! میں تو ان لوگوں میں کٹ مرنے کے لیے آیا تھا۔ آہ پیاری صفیہ! تم لیے جلتی ہو ورنہ میں بیان سے بھر کے چلتا!“ صفیہؑ جو کچھ ہوا اب جلدی چلو! دونوں شہر غرناطہ کی طرف واپس جاتے ہیں۔“

تیسرا ایکٹ

پہلا سین

مدینہ غرناطہ۔ زینب کا گھر۔ قاضی ابو یحییٰ اور زینب بائیں کر رہے ہیں۔ ابو یحییٰ ”زینب! آہ! بیدار نہ کرو سچ کچھ نہیں معلوم؟ ہاے ابھی کسے معلوم ہو گا ہاے میری بیٹی! وہ تمھارے سوا اور کسین جاتی ہی نہ تھی۔ آج بھی نہ تھی کہ زینب کے وہاں جاتی ہوں۔ آخر کہاں چلی گئی۔ اُس کا تو چال چلن بھی مجھ پر ایسا غراب نہ تھا نہ مجھے آج تک اُس پر دگمائی تھیں ہوتی۔ آہ! اب کہاں جانے کے دھونڈ دن اور کس سے پوچھوں۔“ زینب ”قاضی صاحب! میں نے ان سے تو دیر ہوئی وہ یہ کہہ کے چلی آئی تھی کہ اب گھر جاتی ہوں گھر پر نہیں گئی تو پھر کہاں گئی ہوئی۔“

ابو بکریؓ کو کیا وہ مجھے بدنام کرنے لگی ہے۔ زینبؓ خدا کے لیے عمر تباؤ اسکی
راز دار ہو میں نے تو اسے آجک کہیں کسی بات سے نہیں روکا۔ پھر کیا بات اس کے
خلاف ہوئی جو کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہو گا۔

زینبؓ قاضی صاحب۔ آپ خفائون تو بیان کروں۔ مصفیہ کی سی بھولی اور
یا کیا لڑکی اس وقت غناط میں نہیں ہے۔ مگر چند روز سے لکھ رہی ہے اُسے کیا
منا رکھا ہے کہ وہ دیوانی ہوتی جاتی ہے۔ اب تمام باتوں کا خصلہ ہو گیا ہو گا اگر
اجازت دیجئے تو صاف صاف بیان کروں حقیقت میں آپ کو مصفیہ کی سچو
کرتا جا رہے میرے پاس سے وہ اتنی دل شکستہ ہو کے گئی کہ مجھے اتنی جان کا
اندیشہ ہے میں اس لیے کہتی ہوں کہ اس وقت آخری تدبیر جو آپ سے بن رہی ہے
ابو بکریؓ (ہمہ تن کوئی ہو کر) کیا ہوا؟ زینبؓ جلدی بیان کرو۔ میری مصفیہ کے
دلوں کا صلہ ہو گیا آہ اگر خدا بخواتی نہ ملی تو میری زندگی برباد ہو جائیگی۔ آہ!
اگر وہ زندہ نہ ہوئی تو کیا کروں گا؟

زینبؓ اب آپ بتا ہی میں تو میں بیان کرتی ہوں۔ آپ نے اس زوجہ
کا نام نہ منا ہو گا جو غناط کی حمایت میں کفار سے لڑ رہا تھا؟
ابو بکریؓ ہاں۔ ہاں۔ خوب جانتا ہوں۔ میرے سامنے ہی موسیٰ نے اُسے اہل کفر
کے دربار میں پیش کیا تھا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ وہ کسی لڑکی پر عاشق تھا اس لڑکی
ہی نے اُسے جہاد پر آمادہ کیا بلکہ شرط کر لی کہ جب تک تم جہاد میں ناموری
نہ پیدا کرو گے نکاح نہ کروں گی۔

زینبؓ جرت سے قاضی ابو بکریؓ کی صورت دیکھنے لگتی ہے
ہاں زینبؓ پھر اس زوجہ ان سے کیا تعلق ہے؟

زینبؓ اب کو سب کچھ معلوم ہے۔ اور پھر اب ناواقف ہیں کچھ بھی معلوم ہے
کہ وہ لڑکی کون ہے جسے یوسف کو لڑائی کے میدان میں بھیجا ہے؟
ابو بکریؓ میں کیا جانوں یوسف سے میں کبھی کسی ایسے موقع پر نہیں ملا کہ اس
لڑکی کا حال دریافت کرتا ہے
زینبؓ اچھا تو مجھ سے سنئے وہ لڑکی مصفیہ ہی ہے۔

ابو یحییٰ: صفیہ ہی ہے۔ یہی میری صفیہ!ؑ

قاضی صاحب دیر تک دم بخود رہتے ہیں۔

زینب: تو اب آپ خاموش کیوں ہیں؟ کوئی ترکیب کیجیے۔ آہ! دونوں کی زندگی کا اعتبار نہیں۔

ابو یحییٰ: کیوں؟ ہوتا کیا! زینب خدا کے لئے جو کہنا ہو جلدی کہو۔ اب یہ وقت پریشان کرنے کا نہیں ہے۔

زینب: صفیہ بریلے یوسف ایسا عاشق تھا کہ جنگوں میں جا جا کے رہا کرتا تھا بالکل وحشی ہو گیا تھا جب اس کی طرف سے زیادہ اصرار ہوا تو صفیہ سے کچھ نہ بن سکا۔

تھا صفیہ کے دل میں بھی محبت تھی۔ مگر وہ چھپاے ہوئے تھی۔ ماننے کے لیے اس نے یہ شرط کر دی کہ یوسف فوراً جہاد پر مستعد ہو گیا اور جہاد میں ایسی ناموری پیدا کر لی کہ پھر اس کا شہرہ ہو گیا۔ اب معاملہ بالکل دگرگون ہو گیا یعنی صفیہ کی محبت تو

عشق کے درجے کو پہنچ گئی۔ اسے بے یوسف کے دیکھنے کسی جاں پر حزن نہیں ہوتا اور یوسف کو مسلمانوں کی شکست اور موسیٰ کے لڑکے مرنے سے بچا کر ایسا پیار

آگیا اور دشمنوں کی ایسی عداوت دل میں پیدا ہو گئی کہ کسی طرح نہیں مانتا ہی کہتا ہو کہ موسیٰ کی طرح میں بھی لڑکے جان دید دنگا۔ میں صفیہ کی شرط نہ پوری

کر سکا۔ اس لیے کہ شکست مسلمانوں ہی کو ہوئی اور مائیدہ جو مسلمانوں کو غلامی نصیب ہوئی میں اس کے دیکھنے کا تحمل نہیں ہو سکتا۔ ہزار سچا یا کسی طرح نہ مانا۔

آخر آج جوش میں آ کے چلا گیا اور شہر سے نکل گیا کہ جاتا ہوں لڑکے مر جاؤں۔ یہ خبر صفیہ کو معلوم ہوئی تو اس کے حواس نہیں بگاڑے۔ میں نے بہت چاہا کہ

میرے ساتھ یہاں چلی آئے مگر نہ مانا کہنے لگی اس وقت میں گھر ہی جاؤں گی اب آپ سے معلوم ہوا کہ کہ میں نہیں ہے۔ آہ! کہیں وہیں نہ چلی گئی ہو۔

ابو یحییٰ: کہاں؟
زینب: ہاں! کہو کیا ہو گیا۔ میدان جنگ میں شہر کے باہر یوسف کے پاس اور کمان

قاضی ابو یحییٰ نے اسے میں آجاتے ہیں
ابو یحییٰ: تعجب سے زینب! کیا اب میں اپنی بیٹی کو نہ دیکھوں گا؟ آہ صفیہ میری

بیٹی بے زبان لڑکی! تو نے مجھے چھوڑ دیا! ۱۱
 زینب: قاضی صاحب! اب آپ جان بھر لے، قوری ہو رہی ہیں آج دو گئی اور بس ابھی آئی
 ابو بخاری: کہاں! یہ تو بتاؤ کہ صغیرہ کجاں لے گئی۔ افسوس میرے دل سے آ
 محبت کا نقش نہیں مٹ سکتا۔ میری لڑکی کو تم خوب جانتی ہو کہ فقط حسن جمال
 ہی اس کا وصف نہیں ہے۔ بلکہ علم و فضل اور تمام انسانی کمالات اس میں جم
 ہیں۔ ان باتوں کے علاوہ بالکل بھولی اور سادی لڑکی ہے۔ زینب تلکوسب غا
 سے کوئی بات چھی نہیں ۱۱

زینب: (خدا کر) ہاں۔ ہاں۔ میں سب جانتی ہوں۔ اب میں جاتی ہو ر
 جب تک میں نہ آؤں آپ یہیں تشریف رکھیں۔ میں ابھی ابھی آ جاؤنگی ۱۱
 ابو بخاری: جاؤ جلدی آنا ۱۱

زینب: (دل میں) قاضی صاحب کی توقع نہیں ٹھکانے رہی۔ اولاد کے غم و
 نے بالکل گھرا دیا میں چل کے دیکھوں کہ دونوں کا کیا انجام ہوا۔ خدا کرے زند
 ملجا میں مگر انھیں گئے ہوئے دیر ہوئی اب تک کیوں زندہ رہنے لگے تھے۔ یوسف
 تنہا دشمنوں پر حملہ کر دیا ہوگا۔ اور آہ مارا گیا ہوگا۔ اور یہ ممکن نہیں کہ اُس
 لاش دیکھ کے صغیرہ زندہ بھی ہو۔ ہاں سے دونوں نے جان دیدی اور آہ! جوا
 بی بی میں۔ چلنا بیکار ہے مگر نہیں۔ کچھ نہیں تو انکی لاش ہی شاید نظر آ جا
 ان غریب مظلوموں کی لاش جہاں تک مجھ سے بنیکا، ضرور اٹھوا لاؤنگی۔
 خدا کرے زندہ ہی مل جائیں ۱۱

سانس سے یوسف اور صغیرہ خون میں اتھڑے ہوئے آسمان پر
 صغیرہ: بیٹا! عجالت سے زینب تم کجاں؟ خوب ملین! دیکھو میں انھیں لڑائی سے پھرا
 زینب: یہ تو میں نے یوسف سے کہنا تھا کہ اگر صغیرہ جاتی تو تم دشمنوں تک پہ
 دو پہنچ سکتے تھے خدا کا ہزار ہزار شکر کہ تم وقت پر پہنچ گئیں! یوسف سے ا
 کہ فون میں کیسے لکھ لے ہوئے ہو، کیا کسی اور سے ملو اور چل گئی ۱۱
 آئی، اور کس سے مقابلہ ہوتا۔ وہی سچی جو ہماری عزت اور ہماری شہرت کے ل
 نہیں گئے ان سے بڑی لڑائی ہوئی اور میں نے بتوں کو خاک میں ملا دیا ۱۱

ترنیب: ”پھر تم وہاں سے واپس کیوں نہ آئے؟ عیسائیوں کے پورے لشکر سے مقابلہ ہوا اور سنبالچ کے نکل آئے کیا کچھ اور مسلمان سپاہی بھی پہنچ گئے تھے؟“

صفیہ: ”خوشی کے لمحے میں، ہمیں ترنیب یہ بری بہادری سے لڑے۔ اکیلے سب سے مقابلہ کیا اور سب کو بھگا دیا۔ بس وہی تو پڑے رہے جو مارے گئے اور زخمی ہوئے گرے باقی سب بھاگ نڑے ہوئے۔ میں تو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی ان کی شجاعت کی تعریف سنا کرتی تھی۔ اب آنکھوں سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حقیقت میں دشمنوں سے مقابلہ کرتے وقت انکو اپنی جان کا کچھ خیال ہی نہیں تھا۔“

ترنیب: ”حیرت سے“ سمجھا رہی تھی کہ کام تھا کہ اکیلے ان سب سے لڑے اور بھگا گئے۔“

یوسف: ”زخمی کیوں نہ ہوتا۔ یہ کہو کہ زندگی تھی بچ گیا۔ در نہ مجھے در نہ مجھے تو اسکی بھی امید نہ تھی کہ بھڑکے تم سے ملو گا۔ اور ترنیب میں بچ کتنا ہوں میرے دل میں اب تک وہی جوش ہے مجھے اسی بات کا یقین کہ ان ظالموں نصائے کے ہاتھ سے مارا جاؤ گا یہ صرف پناہی صفیہ کا حکم تھا۔ جو مجھے وہاں سے پھیر لایا خراب اپنے گھر میں جلدی چلو۔ میرے جسم سے بہت خون نکل گیا اور ناتوان ہوتا جاتا ہوں دو تین زخم شاید میں۔ انکو باندھ دو شاید ان کا فردن سے پھر مقابلہ کر سکوں۔“

صفیہ: ”مگر میری ایک بات سن لو۔ اب میں تمھارے لیے بدنام تو ہو گئی اگر ایسا ارادہ ہو تو مجھ سے ضرور کہہ دنا۔ میں بھی تمھارے ساتھ چلوں گی۔ میں نہیں کہتی کہ ان ظالموں سے نہ لڑو۔ مگر ان اگر مجھ سے چھپ کے جاؤ گے تو میں بے موت مر جاؤں گی۔“

یوسف: ”نہیں۔ اب میں بے تمھاری اجازت کے نہ جاؤں گا۔ مگر ان کے لڑنے کا ترنیب جلدی چلو۔ میں بہت ناتوان ہو گیا شاید تمھارے وہاں ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے“

صفیہ: ”ہاں اپنے اپنے شوق کے جوش میں مجھے انکا خیال ہی نہیں رہا۔“

ترنیب: ”نہیں۔“

یوسف: ”ترنیب میرے پاس ہی رہو جیسا اندک گر پڑو۔“

ترنیب: ”رہا تو میرے ذرا دل مضبوط ہے۔ اب خدا سے چاہا تو جلد صحت

ہو جائیگی سب چلے جاتے ہیں۔

دوسرا سین

زینب کا مکان

قاضی ابو بکھی ” (جوش غم کے لمحے میں) ابھی تک نہیں آئی۔ اب زینب کیوں آنے لگی
 تھی وہ تو بتا رہا ہے! افسوس میری بیٹی میرے ہاتھ سے گئی۔ مجھے اسکا صدمہ بڑا ہی
 شکایت نہیں کہ اس نے یوسف کو کیوں دل دیا۔ افسوس وہ دنیا سے گئی! میرے
 دل کو داغ دے گئی! میرے جگر کو پاش پاش کر گئی! ادھر خیریت داکھتی ہے یوسف
 کے ساتھ جان دیدی۔ ہمارے کسی گھر کی! افسوس صفیہ خوش نصیب تھی کہ غنا ط
 کی قسمت ہم سے بخاؤن کے ہاتھ میں دیکھ کے اس سے رہا نہ لگا۔
 اس لیے ملو آ رہا تھا میں نے کے اپنا فیصلہ کر لیا۔ ایک ہم میں کر جانے کا وقت ہو گا
 اور جیتے ہیں۔ آہ! زینب کو کہاں دیر ہوئی کیا وہ میری صفیہ کو لے کے آئی
 ہو گی یا نہیں اسی صحت کہاں افسوس! صفیہ کی ماں کو جبر ہو گی۔ تو اسکا کیا
 حال ہو گا۔ اسکی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو جائیگی۔
 ناگمان زینب آ جاتی ہے۔“

زینب کو کیا خبر ہے! میری صفیہ کا یہ لگا۔!
 زینب: ” (رہستہ سے) قاضی صاحب! الحمد للہ کہ دونوں صحیح و سالم مل گئے اور
 میں انکو لے آئی ہوں۔ آپ ذرا ادھر کے کرے میں چلے جائے۔ آپ کے سامنے
 دونوں کو آتے شرم آگئی۔ میں پھر آپ سے سارا حال بیان کر دوں گی۔ مگر
 اسوقت ذرا ادھر چلے جائے۔“

قاضی ابو بکھی: ”دست آمیز شوق میں کہاں ہے؟ خیریت سے ہیں؟
 زینب: ”میں سب عرض کر دوں گی۔ مگر اسوقت آپ ذرا جلد سے آئیے یوسف
 بہت فرحانی ہے اس میں دروازے پر کھڑے ہونے کی تاب نہیں۔ میں بہانہ کر کے
 انکو تین دروازے پر کھڑا آئی ہوں۔ پس اب آپ چلیے یا

قاضی بیکلی: جاتا ہوں مگر کچھ حال تو بیان کر دو کہ دل کو ذرا تسلی ہو۔
 زینب: ہاتھ جوڑ کے قاضی صاحب۔ عقد اسوقت مجھ پر اور انکے حال پر
 رحم کھا کے ٹھہری پھر کو خاموش رہیے۔

قاضی صاحب اٹھکے چلے جاتے ہیں۔
 زینب: (پکار کے) بیٹی صفیہ! آؤ۔

صفیہ اور یوسف آتے ہی بیگ برگر ٹکڑے
 صفیہ: زینب۔ اس وقت تمہارے ہاں کون آیا ہے۔ آج تک تم نے کبھی سمجھو
 دروازے پر نہیں پھرایا۔

زینب: بیٹی۔ یوسف کا تنہا کھانا ہوتا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا۔ اور بیان
 شیخ حسن کی بیوی آئی ہوئی تھیں۔ انکے ساتھ یوسف کو کیونکر بلا لیتی۔ اور
 تنہا صرف یوسف کے لیے چھوڑ دیا۔

صفیہ: پھر وہ کہاں گئیں؟
 زینب: اپنے گھر۔ اور صبح کے دروازے سے میں نے انہیں نکال دیا۔

یوسف: زینب میرا زخم باندھ دو کاری زخم لگا ہے۔ امید ہے کی نہیں؟
 زینب: یوسف اتنے بڑے باور ہو کے نام نہ بنے جاتے ہو یا ایسے ایسے زخم
 مردان کے روز ہی آیا کرتے ہیں۔ مگر تمہاری طرح کہ نبی دل نہیں مار دیتا ہے
 اور تم زیادہ گھبرائے ہو تو تو میں باندھے دیتی ہوں۔

زینب صفیہ کی اعانت سے یوسف کے زخم باندھتی ہے
 یوسف: آہ! سخت تکلیف ہے۔ اب باندھنے سے درد بڑھ گیا مجھے کسی طرح انی رست کی امید
 نہیں جو خدا ہی پر حوصلہ جاؤں۔ اتنا ابھی تک بڑھتی جاتی ہے کہ غش آجائے کا خوف آ رہا
 زینب اور صفیہ خود سے یوسف کی طرف دیکھنے لگی ہیں اور یوسف کو غش آ رہا ہے۔

صفیہ: (گھبرا کر) ہائے زینب! اب تمہارا اس سے تو یہی اچھا فکرا سیدان جنگ
 میں میرا اور میرے یوسف کا قاتل ہو جاتا۔ آہ! میں سخت اچھین پھر کیوں لانی؟
 صفیہ رونے لگتی ہے۔

زینب: (اسی کے بچے میں بیٹی۔ کوئی گھبرائے کی بات نہیں ہر دم ہوش یوسف کو

ہوش آ جائیگا۔ نا طاقتی میں اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔ تم رو دھو نہیں۔ بھاری
سیراری یوسف کا مرض اور بڑھ جائیگا۔

صفیہ: ”(رد کر) ہائے کیا کروں! اب تو میں نا امید ہوئی جاتی ہوں آہ!
دل کی آس ٹوٹی جاتی ہے۔“

زینب: ”اچھا بھلا کر اسے یہ تم تو میرے بھی ہاتھ پاؤں پھلاے دیتی ہو۔“
صفیہ: ”تم کو میرے دل کا حال نہیں معلوم۔“

زینب: ”کب جانتی ہوں۔ مگر اسوقت انکا علاج کرنا چاہیے رونے دھونے
سے کیا فائدہ اچھا بھئی۔ ایک بات سنو۔ اب تمہارے اما جان کو بھی یہ حال

معلوم ہو گیا تمہارے جانے کے بعد میرے پاس آئے تھے۔ اور تمہارے لیے بڑی
دیر تک روتے رہے انھوں نے تمکو اجازت دیدی کہ یوسف سے اپنا عقد کر لو۔“

وہ تمہاری اس محبت کا حال سن کے ناراض نہیں ہوئے۔ بلکہ خوش ہوئے
کہ یوسف کے ایسے نوجوان کو تم نے اپنا ہم عزت بنانے کے لیے سچو کر لیا۔“

صفیہ: ”گھبر کر تو کیا انھیں معلوم ہو گیا۔ خدا جانے کس نے کہا۔ اب کیا ہوگا
زینب: ”ہونا کیا؟ کچھ نہ ہوگا۔ کتنی تو جاتی ہوں کہ وہ سن کے خفا نہیں ہوئے
بلکہ اور خوش ہوئے۔“

صفیہ: ”اسوقت میرے مرنے کے رنج میں گھبرا کے انھوں نے اپنی رضامندی
ظاہر کر دی ہوگی۔ مگر اب تو میرے خون کے پیاسے ہونگے۔ زینب: ”غضب ہوا

آہ! زینب اب کیا کروں۔ کہیں ایسا نہ ہو تم سے میرا حال پوچھنے کیلئے بیان چلیے
زینب: ”(ذرا بھی خفا ہوں تو میاؤں) تم مسطش رہو میں انکو بیان بلانے لاتی ہوں وہ

آگے نئے علاج کا کچھ بندوبست کریں گے۔ اور ہم دونوں سو گھبرانے کے اور کیا کر سکتے
صفیہ: ”نہیں کہیں ایسا غضب نہ کرنا۔ زینب اس غم میں تم مجھے اور بدحواس کیے ہو

ہو خدا کے لیے اب اس ذکر کو جانے دو جس حکیم کو کہو میں خود جانے بلا لاؤں۔“
زینب: ”کیون سڑی ہوئی ہو وہ آگے اچھا خاصہ انتظام کروں گے۔ اور وہ میں

انکو ہوش آ جائیگا جس حکیم کو جانے گے بلائیے اور تمہارے بلانے سے تو کوئی ایسا حکیم
صفیہ: ”اچھا نا اگر وہ خفا بھی نہ ہونگے۔ مگر مجھ سے انکی موجودگی میں نہ ہوگا کہ یوسف

کے سامنے بھی رہوں ۱۱

زینب ۲۰ اچھا ایک کام کرو میں یقین ایک کمرے میں چھپا کے بٹھائے دیتی ہوں
صفیہ ۲۱ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ مگر یوسف کو اس عالم میں کیونکر چھوڑ دوں
خدا جانے انھوں نے میرے عشق کا حال سن کے اپنے دل میں کیا کیا ہو گا
زینب ۲۲ صفیہ۔ حقوڑی دیر کے لیے تم الگ چھپ کے بیٹھ رہو۔ یہ محبت کا وقت
نہیں ہر اس وقت تو یوسف کی وادہ دش کرنا چاہیے اور یوں محبت کے لیے عمر بھر پری ہو
صفیہ ۲۳ (بھٹک کر) ہاے کتنی تو ہوں کہ اچھا ہٹ جاؤ نکلی ۱۱

زینب ۲۴ تو چلو ۱۱

صفیہ ۲۵ چلی جاؤں گی پہلے تم انھیں بلاؤ تو لاؤ ۱۱

زینب ۲۶ انھیں نہیں معلوم میں انھیں بلا چلی ہوں۔ اور وہ میرے دروازے پر کھڑے ہوئے ہیں ۱۱

صفیہ ۲۷ ہاے یاؤں میں لرزہ پڑتا ہے ۱۱

صفیہ ۲۸ بڑا غضب ہوا۔ اے ہے یہ سب باتیں کھڑے سن رہے ہوئے زینب بنتے

مجھے کہیں کا نہ رکھا ۱۱

زینب ۲۹ اچھا میں نے بُرا کیا یا بھلا۔ تم اب جلدی جاؤ ۱۱

صفیہ ۳۰ کہاں جاؤں؟ چوتھے میں؟ ساری داستان وہ خود میری زبان سے

سن چکے ہاے تقدیر! ۱۱

زینب کے ساتھ ایک کوٹھری میں چلی جاتی ہو ۱۱

زینب ۳۱ (بے ہوش یوسف کی طرف دیکھ کر) افسوس؟ اب تک ہوش نہیں آیا ۱۱

قاضی ابو یحییٰ کو کمرے سے نکال لاتی ہے ۱۱

قاضی صاحب دیکھو یوسف کا یہ حال ہے۔ آتے ہی ہانگ برگر لڑے اور

گرتے ہی ہوش۔ اب کوئی ایسی تدبیر بتائیے کہ انھیں جلدی ہوش آئے ۱۱

قاضی ابو یحییٰ ۳۲ خون زیادہ نکل گیا ہے۔ اسوجہ سے غصہ آ گیا۔ اب مجھ خوشبودی

چیزیں اتنے پاس لاکے رکھ دو۔ اور حقوڑی دیر بیٹھ کے آہستہ آہستہ ہانگ جھلو اور

متح کر دو کہ کوئی بونے جائے نہیں۔ بس ایک کوٹھری بھر میں انھیں ہوش آ جائیگا ۱۱

زینب پکٹھا جھٹنے لگتی ہے در قاضی صاحب خوشبو شگھٹا ہے ۱۱

قاضی ابوبھائی: ”(آہستہ سے) دیکھو اتنی ہی دیر کی راحت میں اتنا ہوا کر گروٹ ملتی ہے اب ہوش بھی آیا جاتا ہے۔“

زینبؑ: آپ کے آجانے سے اتنا غمی ہوا اور نہ میرے اور صفیہؑ

(ہستہ جکے سے) میرے منہ سے نام نکلیا۔ کہیں شش بیا ہو گا تو لڑکی آفت کو دیگی۔
قاضی بوختی۔ اب تو مجھے سب حال معلوم ہو چکا۔ اور میں کچھ اس پر ناراض ہی
نہیں ہوں۔ کچھ صفیہ کیوں استفادہ چھپاتی ہے، میں سچ کہتا ہوں کہ تجھے یہ سن گئے
خوشی ہوئی میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو لڑکیوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اور میں نے
تو شاید خود صفیہ کو اس کے نکاح کا اختیار دیدیا تھا؟

زمینیت، مگر مصیبت کو رسم عرب کیے، جو بے شرم آتی ہے کہ آب کے سامنے اس شخص کے ساتھ عقید کی درخواست کرے جو قبل نکاح اس پر عاشق ہو چکا تھا،

قاضی بوکھی دیندین دہر دوستی کی رسم تھی۔ اور میں اسے خلاف ہوں۔ اچھا تم
صفہ کو سنان لے آؤ۔ میں اسے سمجھا دوں گا اور اس کی تسلی کروں گا۔

زمین کا میرے لانے سے تو وہ بیان نہ آئیں گی۔ آپ خود سچیت کر کے اُدھر چلے جائیے دیکھیے اس کو ٹھری میں تھیں بے سمجھا بوجھائے راضی کر دیجیے۔ میں اب اتنی ہی کسر ہے۔ کہ ایک تو صفیہ کو آپ کا خوف نہ رہے دوسرے خدا کرے کہ یوسف جلد اچھے ہو جائیں۔“

فاضل ابوبکریؓ اس کو شہری کے دروازے پر جاتے ہیں جس میں صفیہ ہے
(محبت کی آواز سے) صفیہ صفیہ
جوابے مزار دے

(پھر) "صفیہ ابیسی صفیہ!"
 صفیہ! تمہیں بھی کر کے لائیتی ہوئی نہیں آتی ہے؟
 (دہائی کے ساتھ) لائیتی میں کچھ سے خطا نہیں ہوں۔ ڈرنے کی کون بات ہے
 میں نے تو خود کچھ اس امر میں مختار کر دیا تھا!

عرب میں مشہور تھا کہ ان باب اس شخص کے ساتھ فری لا کھاج کرنا جو پہلے سے عاشق ہو باعت ذلت و برہان میاں کرتے تھے۔

صغیمہ (خوف و اندام کی آواز) ابابان! میں بڑی گندگار ہوں۔ آپکو کیوں کر منہ دکھاؤں۔ تم نے نہیں میرے مالاتق دل سے مجھے اس قابل پوچھا کہ اپنی ذلیل صورت انکھ دکھاؤں ۛ

قاضی ابوبکھی ۛ اب نہیں صغیمہ! میں تجھ سے ہر طرح خوش ہوں۔ تو نے کسی ذلیل آدمی کو دل نہیں دیا یوسف غنا کا مشہور اور نامور نوجوان ہے اس کے گزرنے پر مجھے فخر ہوگا۔ اور اسکی شرافت آج شہر بھر میں ہر دل پر نقش ہے۔

صغیمہ قاضی صاحب کے قدموں پر گر پڑتی ہے اور زار و مظلوم نے لگتی ہے ۛ

صغیمہ ۛ ابابان! میں باپ کے نام پر وصیہ لگا دیا۔ میں نے خاندان بھر کو ذلیل کیا بھڑکی ٹرکیاں اس قابل ہیں کہ جاہلیت عرب کی رسم کے بموجب اپنے ان باپ کے ہاتھ سے نسل کر ڈالی جائیں ۛ

قاضی ابوبکھی صغیمہ کو اٹھا کے سینہ سے لگاتے ہیں اور انسو پونچھتے ہیں قاضی ابوبکھی ۛ بیٹی تجھے بالکل گندگار نہیں سمجھتا۔ میں تجھے نہایت ہی پاکیزہ خیال تصور کرتا ہوں اگر بالفرض تجھ سے

صغیمہ اب کوئی رونے دھونے کی بات نہیں ہے اٹھ اور چلے زینب کے پاس بیٹھ زینب ۛ ذرا پکار کے قاضی صاحب آئے دیکھے یوسف کو ہوش آیا ۛ قاضی صاحب یوسف کے پاس جاتے ہیں اور صغیمہ زینب کے قریب بیٹھ جاتی ہے ۛ

قاضی ابوبکھی ۛ (یوسف سے) یوسف کو اب طبیعت کیسی ہے۔ یوسف ۛ قاضی صاحب کی صورت دیکھ کے تجھ پر ہوتا ہے اور میرے بوجہ جواب دیتا ہے۔

ۛ بچا ہوں مگر ناتوانی بہت ہے ۛ

قاضی ابوبکھی ۛ از غم کی تکلیف کچھ کم ہے ۛ یوسف جی ہاں اب بہت کم ہے ۛ

زینب ۛ یوسف خوش ہو۔ قاضی صاحب کی تدبیر دن سے ہوش آیا اور قاضی صاحب کو تنہائی تکلیف کا بہت بڑا دردہ تھا۔ تنہائی آرزو پوری کرنے کو قاضی صاحب

دل و جان سے راضی ہیں تھاری طبیعت ذرا بھی رد یا صلاح ہوئی اور عقد ہو جائے
یوسف ندامت سے آنکھیں میچ کر لیتا ہے ۛ

قاضی ابوبکی ۛ ہاں یوسف اب انکے متعلق تم کوئی فکر اپنے دل میں نہ رکھو میں نے
صفیہ سے بھی تمہارا اور تم سے بھی کہہ دیا ہوں کہ مجھے اس عقد میں کسی طرح کا اختلاف
نہیں جس وقت کہ تم دونوں کا عقد کر دیا جائے خدا ہی نے تم دونوں کو ایک دوسرے
کے لئے پیدا کیا ہے میں کون مخالفت کرنے والا ہوں۔

یوسف اور صفیہ دونوں خاموش رہتے ہیں
تریب ۛ یوسف اب تو انشاء اللہ اچھے ہی ہیں کوئی ہفتہ بھر میں قوت آجائے گی آج
کون دن ہے۔ اتوار۔ اُس اتوار کو پورا ہفتہ ہو جائیگا ایس اور اسکے بعد جمعہ کے روز
ان دونوں کا عقد کر دیجئے دونوں کی بیٹیوں اور بیٹوں کی اب اتنا ہو چکی اس خوشی
میں یوسف کی طبیعت بہت اچھی ہو جائے گی ۛ

قاضی ابوبکی ۛ مجھے کھلی نظر انہیں۔ مجھ سے جو قوت کو سامان کروں خدا کا شکر کرنا
چاہیے کہ یہ دونوں اس مقام سے سرخرو آئے جہاں سے واپس آئی کسی کو امید نہ
ہو سکتی اب یوسف کی طبیعت اچھی ہے میں بھی رخصت ہوتا ہوں بیٹی صفیہ تم اپنے
دل میں جھوار نہ بھرانائیں سچ کہتا ہوں کہ مجھے تھاری کوئی شکایت میان تھاری
والدہ تھاری ہونگی اب تم اپنے گھر آؤ گی جلد آنا۔

صفیہ۔ (رو کر) ابا جان میں کیونکر آؤں۔ اماں جان نے اسکے متعلق کچھ پوچھا تو
کہا جواب دوں گی اور سب کے سامنے مجھ سے کس طرح چار آنکھیں کھائی گئی۔
قاضی ابوبکی (تسلی دیکر) صفیہ تھاری والدہ بھی سیری طرح تم سے خوش ہیں
انکو بھی کچھ شکایت نہن انکا خیال نہ کرو باقی رہے اور لوگ گھر میں سو تھاری ان
کے اور کسی کو خبری نہن انکے سامنے شرط لے گی کون بات بیٹی تم اسی طرح ہو چکی
اپنے گھر میں آنا۔

تریب۔ آپ چلے میں تھوڑی دیر میں انھیں وہاں خود آکے ہو چکا ہو گا۔
قاضی ابوبکی ۛ بہتر تو میں جاتا ہوں۔
قاضی صاحب چلے جاتے ہیں ۛ

زینب ۛ صفیہ! تراضی صاحب گئے۔ وہ اب کھل کے بچھو۔
 صفیہ ۛ تے غضب کر دیا۔ انکو میرے پاس بھیج دیا گیا کہ سوت میرا کیا
 عالم تھا اب تک میرے دل سے کھٹکا نہیں گیا ۛ
 زینب ۛ اب یہ تمہارا جنون ہے سب طرح سے انھوں نے تمہاری تسلی و شفای کر دی
 اس جمعہ کو تمہارا نکاح کر دینے کا بھی وعدہ کر لیا۔ ان ناحق کی ہولوں سے فائدہ ۛ
 یوسف۔ (تو ان آواز سے) کیا قاضی صاحب نے وعدہ کر لیا ۛ
 زینب ۛ تمہیں سے تو کہا تھا کیا تم بھول گئے ۛ
 یوسف ۛ ہاں مجھے خیال نہیں رہا خیر اگر اللہ کبریٰ آرزو نہ کا بہت اچھا فیصلہ ہو گیا مگر
 زینب ۛ مگر کیا۔

یوسف ۛ پھر کہہ دوں گا ۛ
 صفیہ ۛ نہیں یہ بتا دو کہ تے لڑکھا ۛ
 یوسف ۛ اسوقت مجھ میں زیادہ باتیں کرنے کی طاقت نہیں ہے مجھے بڑا خوف ہے کہ پشیمانی نہ آجائے
 غش کے خوف سے زینب اور صفیہ ساکت ہو جاتی ہیں اور پردہ کرتا ہے۔

تیسرا سین

غزناطہ کی ایک شرک

یوسف ۛ آہستہ آہستہ جا رہا ہے
 یوسف ۛ (آپ ہی آپ) آج جمعہ ہے شادی کا روز اسکی لوگوں کو تمنا ہوتی ہے خصوص
 مجھ سے عاشق کو لوگ میرے منتظر بیٹھے ہونگے۔ صفیہ بھی راہ دیکھ رہی ہوگی۔
 گرواہ کیا اچھی قسمت ہے! عجیب و غریب نہ دیکھی نہ سنی! ان تمام بھروسوں کے ٹکڑے
 کے لئے اہل کدیل کی فوجوں میں گھس گیا وہاں سے زندہ بچ کے چلا آیا۔
 خیال تھا کہ یہ زخم ان کی پیٹھ و کافیا کر دیں گے مگر اب اچھا خاصہ ہوں۔
 ان زخموں سے بھی نجات مل گئی دنیا میں اور کوئی پوتا۔ تو ان باتوں سے خوش ہوتا
 مگر اب یہ حال ہے کہ اور زیادہ حیران و سرگردان ہوں یہ کتنی بڑی غوسی
 موقع ہے کہ میری صفیہ گویا اب میری ہو گئی اس نے وفاداری ۛ

کاجڑا دیکھو۔ ساتھ بائیں دیکھو پر یاد ہو گئی۔ میرے عشق کی بود کی۔ اس کے والد نے بھی یہ خوشی ظاہر کی کہ میرے ساتھ اس کا عقد ہو جائے۔ اب اس سے زیادہ کون خوش بھی رہے گا کسی وفادار و عاشق کو حاصل ہو۔ لیکن انھوں نے یہ سب خوشیاں بیکھریاں کر دی ہیں جو بگڑتی گزرتی جاتی ہے مجھے دینے سے نفرت ہوتی جاتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ میں نہیں دیکھنے کے قابل نہیں رہا۔ اہ کیا کروں شادی تو کروں مگر وہی سالانہ نہیں ایک پسیم میرے اسکان میں نہیں شادی کے لئے روپہ کی ضرورت ہے زیادہ نہیں بچھو تو ہو۔ گھر میری جیسی جانی ہے اگر اس کے سہارے پر شادی کروں گا

دو ایک منہم کلات دیکھ کر میں شادی کی فکر میں ہوں اور غرناطہ میری گزری سی ہے
کیسے مل والے کھڑے عالیشان عمارات کو کھسکا رہا ہے ہن گھر گھر تباہی آگئی۔
سلطان خاندان بریلو پر ہے میں آہ میں جو کل ان لوگوں سے نظر ہاتھ آج اس کے ظلم کی
سیر دیکھ رہا ہوں انا اسے غرناطہ سے دوستو کہاں ہوں تیار کے پیار سے وطن پرست
منہم کلات پر ہے

اسکی غارتیں خون کے آئینہ بیاہی ہیں۔ اس کی ناز و روش پر محال لڑکیاں جو کل کسک
خوشی کے کھیل میں رہی تھیں اس جیسا کیوں کی لڑکیاں ہیں اس سے شہ
اور غریبی فصل کے پتے ہوئے جو منہ دم پونے واسے تیار ہوا زوہ گھروں سے بلک
کر رونے لگتے ہیں اور دروازہ پر غلام کینل والوئی جگتی ہوئی تلواروں سے سم سم
ہیں۔ اسے بیارے غلام زوہ و مرمت کیا ہوا تیرا زوہ و بدبہ کسان لایا تیرے

[illegible]

افسوس آج وہ نینیں باہر آتا۔ صبرِ حرامِ ایتیرے عاشقِ خاکِ مین بہن اور حنہ۔
 آج کل تیری رونقِ بقی الخون نے زلت کے ساتھ تیری عرا لوں سے باہر قدم نکالا ہے
 سنسان چھوڑ گئے اور تیری قسمت دشمنوں کے سپرد کر دی آہ اسے غوناٹہ

تو خود بھی دلیل ہوا۔ اور تیسرے ساتھ تیرا اسلام بھی قبول ہوا۔
 یہ ذلت کیونکر دیکھوں۔ شام ہو گئی۔ اور آج آخر میں ان عشر کون پر کوئی چراغ نہ رہا
 بھی نہیں۔ عیسائیوں کے گروہ سیر کرتے پھرتے ہیں۔ کچھ کب تک یہ عام رہے۔
 کوئی نہیں کہ ظالم عیسائیوں کو غرناطہ سے اڑے گا۔ موسیٰ بن ہارون موسیٰ بن خوجہ کے
 گیا تھا یہ وہی وقت ہے جبکہ تو نے خبر دی تھی کہ کان بن وہ لوگ جھڑپ کے کوئی
 کی تقریریں کے ذلت سے سر جھکا لیا تھا۔ موسیٰ بن ہارون کے بعد قحط کی آبرائی کے
 بعد غرناطہ کی تباہی کے بعد میں کیونکر ان لوگوں کو خوش رکھوں۔ صغیرہ اپنی باری صغیرہ
 تو مجھے اڑا کر دیتی تو اچھا تھا۔ میں بھی موسیٰ کا ساتھ دیتا اور لوگوں کے مرجاتا۔
 ایک جگہ ٹھہرے روئے لگتا ہے۔

وہ آہ یہ تباہی و بربادی کن آنکھوں سے دیکھیں۔ شرف گھرانوں کی عورتوں سے کہو
 کہ بے برقع و پردہ باہر نکلیں کیونکہ اب وہ نصاریٰ کی فوجیان ہیں معزز خاندانوں کا
 ہو بیٹھوں سے کہو کہ سوگواروں کی گالیاس پھینکیں کیونکہ ان کے روتہ تیغ ہو گا و اب بے
 والی دارت اور بیوہ ہیں۔

دسانے سے عیسائیوں کے کچھ سوار آتے ہیں کہ تو بڑے ہی تو ہیں کیا کریں گے ان پر ظلم
 کر کے دل کا جوش نہ نکال ڈالوں۔ اگر مارا گیا تو یہ بھی بہت ہو گا اور ان کو بھگا دیا تو غور
 بہت مال اسباب فرور ہوا گیا جس کی ضرورت ہے یہ لوگ شہر سے دھار کے بہت
 کچھ سے اسے ہوں گے۔ کیونکہ دیکھ سب لہے پھندے سے آئے ہیں۔ ان اس حریفانہ
 آزمائی کا یہی موقع ہے صغیرہ اگر یہ جھم سے اجازت نہیں دی۔ لیکن اگر ان کے
 ضرورت اور دل کا جوش دونوں مجبور کر رہے ہیں۔ علاوہ برین جھم سے تو یہ عمدہ ہے
 کہ جب سرنے کے تیار ہی کرونگا تو تجھے خبر دے دوں گا۔ اور یہ قحطی سے ہیں اٹھیں
 تو میں مار کے بھگا دوں گا۔ یہ میرا کچھ نہیں کر کے پس تاخیر نہ کرنا چاہیے یہ تو
 بہت قریب آگے۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر!

حکمہ کر دیتا ہے

ایک عیسائی سوار اس نو عرب کو لو۔ دیکھو تو لڑائی کے پیر چھپا ہے شاید اپنی
 زندگی سے سیر ہو گیا ہے آخر تم نے کسی کی کو وہ تم ہی پر پڑا

اسکی نوعی اور خوش اندازی پر ترس آتا ہے۔ مگر یہ تو بڑا بہادر معلوم ہوتا ہے کس سردانی سے طرز پا ہے۔ ہوشیاری سے اپنے کو بچائے ہوئے ایہ کوئی معمولی شخص نہیں اس کے حملوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ درجہ کا سپاہی ہے اہاہ۔ ہمارے چار آدمی مار ڈالے گئے اور اسکو ایک زخم بھی نہ آیا اچھا بڑی زخمی کر کے گرفتار کر دیو یوں ہاتھ نہ آئے گا وہ تو چھری پر چھپٹ پڑا تھا

دوسرا سوار۔ دیکھئے حضور ہوشیار یہ اب آپ پر اتلے بڑا بہادر ہے ۛ
(یوسف سے) اے بہادر فوجان کیا خوب ہوتا اگر تم ہتھیار دیدیتے تو تم کو اپنے سردار کے پاس بھیج دیتے جو سپاہی کا بڑا قد روان ہے ۛ
یوسف۔ کا فزاہین اور اسکی تھاری سپہ و کردون اسی عورت سے کہا ہوتا دیکھو یہ اسے تیارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں بس اب ہوشیا ہو اور اپنے تئیں بچاؤ۔
میں تم سب کو پرہیز تمام کرونگا اس زمین کو دیکھ رکھو اسی پر تھاری لاشیں پڑی ہوئی ۛ

عیسائیوں کا سردار ۛ بہت ہوشیاری مقابلہ کرو بیشک یہ فوجان بڑا بہادر ہے اسکی گرفتاری بہت دشوار معلوم ہوتی ہے اب قتل ہی کی کوشش کرو مگر دیکھو وہ تھاری نقصان کرتا جاتا ہے سب ملا کے دس آدمی ہوئے جو تھارے گردہ میں سے مارے گئے ۛ

ایک عیسائی سوار۔ حضور اس فوجان کے مقابلہ میں ہمارا دل ہارا جاتا ہے ہم لوگ اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے میرے نزدیک تو اسے یونہی چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ اب مقابلہ میں ہمارا نقصان ہے۔

یوسف ڈیپٹ کر گیا اب تم جان بچاؤ جاؤ تو کہتا میں ان کو کوئین نہیں ہوں جنھوں نے اطاعت قبول کرنی اور تھارے آگے ذلت سے سر جھکا دیا تو میرے اس حملہ کو روکو پس اسی پر تم سب کا خاتمہ ہے ۛ
پھر زور سے حملہ کرتا ہے

ایک عیسائی۔ افسوس ہمارے بندہ سولہ آدمی ہفت مارے گئے (اپنے سردار) اگر ہماری مدد نہ آئی تو بیشک ہمیں بھاننا پڑے گا آپ اڑائی کا رنگ نہیں دیکھتے۔

افسوس! کیلئے ایک شخص سے۔ ایک تنفس کے سانسے پورے دل سے
 سیکری کا نام لیتے ہوا چھانوٹھاری مدد بھی آگئی اور بہت کافی مدد
 کپٹل ولون کا ایک رسالہ جاتا ہے۔

یوسف (آپ ہی آپ) افسوس! اب خیریت نہیں بیشک صفیہ کے دل کو صدمہ
 پہنچا نہیں اسکی جان پرین گئی۔ آہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ اب ہزاروں کے مقابل میں
 مجھے موت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ آہ۔ اسے صفیہ میری محبت کا بھی اختتام ہے
 خدا مجھے صبر دے شاید اب خیال کو تیری طرف متوجہ نہ ہو سکی ہلت نہ ملے امداد بھی سے
 رخصت ہو کر لیتا ہوں

پھر عیسیٰ کیونکر حملہ کرتا ہے
 کپٹل رسالہ دار۔ بہادر! اس شخص کو زندہ گرفتار کرو۔ تاکہ معلوم ہو کہ یہ کون
 شخص ہے اور کیوں جان دینے پر آمادہ ہو گیا ہے؟
 سخت لڑائی سے یوسف زخمی ہوتا ہے

شاباش خوب زخمی کیا کیا اچھا ہاتھ لڑا ہے ایسے ہی تین ہاتھ اور خیر وار باد شہزادہ اکتا
 ابھی ہمیں اسکی دلیری کی داد دینا ہے ہاں خوب بس اب کام پورا ہو گیا یہ دوسرا ہاتھ
 اچھا لڑا اب کیا ہے انگھ یہ نیزہ بھرا لڑا۔ سرنہ جائے گرفتاری بڑا ہے اور ہے۔ اس ہاتھ
 پر بھی لڑے جاتا ہے بس اب کند کند اس سے مطلب پورا ہو گا۔

جارون طرف سے کندین بڑی ہیں اور یوسف گرفتار ہو جاتا ہے
 اور سب اسے باندھ کر لے جاتے ہیں

یوسف (افسوس) آہ! سب آذر کو میں خاک میں لگائیں گے یا کوئی قتلہ میں
 جتنی ہی نہیں اب میرے دل میں پیاری صفیہ کی تمنا نہیں رہی ہاں اگر حسرت ہے تو
 اس بات کی کہ اسکے نازک دل کو صدمہ پہنچے گا افسوس اسکے دل میں کتنی بڑی جوت
 لگے گی جب سنے گی کہ عیسیٰ کیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو کے مارا گیا مگر وہ سنے ہی کیوں
 لگی تو بھی میری مفقود لہجری کا صدمہ کیا کم ہو گا چاہے کچھ ہو مگر آج کی غیر حاضری سے
 وہ اپنے دل میں مجھے سونالکے گی اور حقیقت میں نے بیوفائی کی جو جان اسکی تیر
 کر چکا تھا اور سکو بے پوچھے خود اپنے ہاتھوں میں نے عیسیٰ کیوں کے سپرد

کر دیا یوسف ابودینا کو چھوڑتا ہے کچھ نہ کو یا کر دیا ان باتوں سے گزر کر سہی سپاری
 غنیمت کا خیال کرتے وقت تک میرے دل میں رہے گا۔ شاعر یا دکر لین کہ نہ رہا دوسری
 کی طرح میں بھی ایک شہید ناز ہوں۔ اور مجھے بھی ان کے عاشقانہ خیالوں میں بند
 پانے کی صلاحیت حاصل ہوگی افشوش ساری دنیا آج مجھ سے رخصت ہوتی ہے
 اور میں بھی سب کو ۛ

عیسائیوں کا سرور ۛ اے نوجوان مسلمان تمھاری بہادری کی بین تعریف کر رہا ہوں
 اتنا تباہ و کھم کس شریف گھر نے سے ہو تمھاری جان بازی پر مجھے حیرت ہے ۛ
 یوسف (ابو دینہ جو کس) میں ایک معمولی سپاہی ہوں اور اس سے زیادہ میرے حال
 نہیں ۛ میرے عزیز جان دینے کے لئے تمھارے پاس آیا ہوں۔ بس اب جلدی بچے
 فتنہ ترک کرنا ۛ

عیسائیوں کا سرور ۛ تم موت کے اس قدر منتظر کیوں ہو۔

یوسف ۛ شہید تو اب مجھے بھی نہیں معلوم ۛ
 عیسائیوں کا سرور ۛ (دو تین کی طرف اشارہ کر کے) اچھا اسی وقت اس نوجوان
 کو مجھ سے سیر سالار صاحب کے پاس بے جاؤ۔ وہ خود دریافت کر لیں اسکی بات
 و سرور ۛ کا سرور حال بیان کر دینا ایسا ہو کہ تم اپنی بدنامی کے نہال رہے حال
 نہ بیان کرو۔ اچھا میں خود ہیوں گا۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔
 سب کے سب چلے جاتے ہیں۔

چوتھا سین

اہل کھل کے سپہ سالار کا حنیہ

یوسف یا زنجیر کھال ہے اور سچی سپاہی گھیرے ہوئے ہوا ۛ

سیالام ۛ تو یہ شخص بلا شجاعت ہے بہت سے سپاہی اس کے ہاتھوں نذر اجل ہوئے
 ۛ اگر تمھاری بھی ہمت کی بات ہے ۛ

بھلا تباہ تو کسی کے ہاتھوں سے چارے کے کشید سپاہی قتل ہوئے ہوں گے۔
 یوسف ۛ میں نے بھی شہادہ کرنے کا قصد نہیں کیا۔ ہزاروں بار سے گئے ہوں گے۔
 اس لئے کہ ابتدا اکثر مراد ہو میں بھی شریک تھا اور میں نے جب حملہ کیا سیکڑوں کا

خاتمہ کر دیا۔

سید سالار علی شاہ باوجود اس بہادری کے تم کیونکر گرفتار ہو گئے۔
لو مشفق قسمت اور کس کا نام یوں۔ آپ ہی خیال کریجئے کہ جب ایک شخص قتل تھا
ہزاروں سواروں کے گروہ میں پھنس جانے کے معنی کون صورت ہو سکتی ہے انیسویں
ایک آہ سرد کہ جیتی ہے

سید سالار علی شاہ کیونکر تم ایسی ہی بہادر ہو جیسا کہ میں منتشا ہوں تو اس قدر پریشانی
مشترک یوں ہوا تم سے بہادر کو موت سے تو پر زہم و زنا پایا ہے۔ اگرچہ قتلاری تو بوجہ تھی
بھی انیسویں آتا ہے

یوسف۔ نہیں موت سے نہیں ڈرتا ہوں۔
سید سالار علی شاہ کیا حال تو بناؤ کہ تم کون ہو یہ تو یقین ہے کہ تم کسی عورت سے ہو
قوم و ملک کے نامور لوگوں میں ہو مگر یہ تو نہ معلوم ہو کہ کون کون شخص ہو سکتے
ہم کے پرانے ہوتے۔

یوسف۔ بس اسی قدر کہ عیسائیوں کا جانی دشمن ہوں اور کیشلر یا یوں کہے
حق میں کبھی ملک الوداع کا شریک تھا اسلامی افواج شراب کا ایک پہاڑی ہوں اس
سوال اور کچھ نہیں مگر انیسویں شہادت دے زندگی بخلائی تاروں میں مبتلا تھا کہ میرا ہوجا
پر چاہیے مجھے مرنے نہ آئے لیکن آج میرے سو گوارا و پر ہر ایک کو ترس آئیگا۔
سید سالار علی شاہ نہیں یہ کیا تو کہہ سکتے ہیں ہو۔ اور کس عہد سے پرانے ہو رہے اور یاں یہ
بھی ہو کہ تاروں کی حرکت تھیں کتاب کے ہونے سے تعاری و خج و در تعاری کے
لباس سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ کس سفر زائل سے ہو۔

یوسف۔ نہیں ہو سکتا کہ آپ ساقی میں اپنے خاندان کو بھی بدنام کر دیں اور میری
حرفوں سے ان کو گون کو کیا علاقہ جو ظالم ہیں اور جھین ہمارے صاحب کا کوئی
خاندان میں پس میں ہی ہوں جو ہوں۔ زیادہ پوچھنا بیفائدہ ہے ہاں عین حق اس
قدر خوش ہو کہ ایک عمدہ شکار ہاتھ لگا۔
روئے لگتا ہے۔

سید سالار علی شاہ تو چڑا تعاری شجاعت اور تعاری اعلاقیہ ات یہ سب پر تعاری

سفارش کرتی ہیں تھیں قتل کر کے شاید پریم کو گولیوں کی فوجی ہوگی جتنا کہ مدد ہوگا
اور یہ تجھارے بھائی اوصاف اسے ہیں کہ بار بار میرا جی چاہتا ہے کہ تجھارے حالات خود
تجھاری زبان سے سنوں کاش تھیں میرے قول کا اعتبار ہو جاتا تو میں کیا کہہ لیتا
تجھاری زبان سے نکلیں گے وہ اور کس کے کان تک نہ پہنچیں گے اگر یہ یہ مسلم ہے کہ
تجھاری یہ گردانی اس عزت کے ساتھ ہوئی ہے کہ اس سے تجھارا خاندان اور عینک نام
ہوگا۔ مگر میری اگر تھیں اسکی بدنامی کا خوف ہے تو میں اقرار کرتا ہوں کہ اور کسی
کو خبر نہ ہوگی

یوسفؑ در دے کہ بے بین ماضی مشہور ہے۔ افسردہ دل افسردہ کنہ بخشہ میری
داستان غمناک میں کہ کوئی سنے اور اوسکا دل پاش پاش نہ ہو جائے۔ اگر آپراجل
سین کے نوپ کے دن کو بھی مدد ہوگا اور میں نہیں چاہتا کہ جان دیتے وقت ایک
اور دل کو حشر شدہ بناؤں گا

سیدہ سالارہ۔ میں نہیں تم بیان کرو۔ مجھے تجھاری داستان سننے کا بہت شوق
اسی اشیاء میں سے زیادہ نہ پریشان کرو۔

یوسفؑ۔ میں غمناک کے ایک قاضی کا بیٹا ہوں اگر یہ میری سیدہ کی کی قیام
میں کم مرت ہو اگر عی خون اور قہر میں شل نے مجھ میں شجاعت کا مادہ ضرور پیدا
کر دیا غمناک ہی کے ایک اور شریف قاضی کی بیٹی پر میں عاشق ہوا اس لڑکی کا نام
صفیہ ہے آہ ایساری صفیہ تیری حسرت اور تیری آرزو میں بیاد نگاہت اور قیامت
تک میرے دل سے نہ نکلتی ہے۔ پھر اُس لڑکی نے میری انعت کا بالکل خیال نہ کیا
اور آخر یہ شہر کی کہ تھاری اور اہل کسٹیل کے مقابلہ میں ہامودی دکھاؤں۔
مجھے پہلا عشق کا سابق ہی ملا اور میری

سیدہ نری کی تعلیم کو گویا یہی اجماع تھی۔ میں نے اسی ناز میں کیا وہی حور و ش کے
کتنے۔ یہ تلواریان علی اور اسلمی جنگ سے آراستہ ہو کر تم لوگوں کا مقابلہ مشعر
کی بہت سے سیدہ انور میں بیٹے عیسا بنوں کو قاش زکین دین اور سیکڑوں اہل
کیش کو خود اپنے ہاتھوں سے قتل کیا مگر تقدیر ہی بڑی ہوتی تھی میں کیا نہ لیتا
سیدہ سالارہ۔۔۔ تجھارا نام یوسف ہے گا

یوسف - ہاں میری نام یوسف ہے غرناطہ میں مین اندون بہت مشہور ہوں۔
 سیم سالار - ادوہ اتھاری جرات و شجاعت کی تو میں بھی تیرے سچکاموں میں
 ہوا بڑے شخص ہو۔ پھر کیوں نہ ایسی شجاعت ظہر ہو ہاں پھر آئے کیا ہو۔
 یوسف - سردار سوئی کے بارے جانے کے بعد میرے دل میں بھی قوی وطن کی محبت
 کا ایسا جوش پیدا ہوا کہ میں نے اداہ کیا کہ تم ہی کو کون سے رلکے رجاؤں - آہ پیاری
 مفیہ اب مجھ سے زیادہ میری شہد ہے وہ میدان جنگ میں تلی اور زبردستی
 مجھے پھرے گئی۔ لیکن اس رتبہ میں سخت زخمی ہوا تھا۔ واپس آنے کے بعد مفیہ
 کے والد نے۔

بھی منظور کر دیا کہ اپنی بیٹی میرے عقد میں دیدین اہ بہر طرف سے اسد آواز و فز
 معلوم ہوتی تھی گمراہ فوس میرے پاس روپیہ نہ تھا کہ میں شادی کا کچھ سامان کر سکتا
 میں پریشان ہو کے گھر سے نکلا اور اسی فکر میں تھا کہ سسٹنہ تمہارے شوار نظر آئے
 جو غرناطہ کی دولت لوٹے آتے تھے میں اپنے حلقہ کر دیا تاکہ ان کو پیار و دل اور
 جو کچھ دولت ان کے پاس ہوا سکو چھین کے اپنے کام میں لاؤں گا
 آہ! مفیہ سے میں نے وعدہ کیا تھا کہ اب اگر عیال کیوں کے مقابلہ کو جاؤں گا
 تو اس سے اجازت لے کے گمراہ فوس سے گرفتار ہو گیا اور اسے خبر نہیں کہ میری
 مصیبت پر دو آنسو بھی بہائے۔ ہائے! آج کی تلمذ تاریخ بلکہ یہی وقت نکاح
 کیلئے مقرر ہے۔

وہاں لوگ جمع ہو گئے اور میرا اثر ظہر کر رہا ہے ہوں گے
 پیاری صفیہ وصل کی خوشیوں میں ہو گی منتظر ہو گی اور اسکا دل گواہی دے
 رہا ہو گا کہ میں آیا چاہتا ہوں۔ گمراہ فوس میں مار ڈالا جاؤں تو شاید میری روح ازاد
 پاکے اسکی زیارت کو جلتے پس اب آپ عنایت کریں۔
 اور حکم دین کہ میں جلدی قتل کیا جاؤں آپ کو ہر تہ ہو گی کہ میں باوجود اس کے کہ
 آپ بہادر شخص ہوں ہر بات پر دمے کیوں دیتا ہوں اسکی وجہ یہ ہے کہ انوس
 پیاری صفیہ کے ولی کو بڑا صدمہ پہونچے گا جب وہ میرے رستے خبر سنے گی اور
 اسی سبب لایون کا خیال کر کے میں بیتاب ہو جاؤں گا۔

ہری گھوڑن سے بے اختیار اونٹوں کی طرح تیرے ہیں ۛ
 ہمسالار ایک بے شک تمہاری داستان غمیب تر خاک داستان ہے مگر یہ تو
 تے ہو کہ تم سے جاوہر شخص کو پا کے چھوڑ دینا حراقت ہی نہیں اپنے بادشاہ کی
 باہمی ہے یہ تو کسی طرح کہن نہیں کہ تم کو چھوڑ دیں۔

مع - میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جس سے ڈرتے ہیں آپ مجھے بیشک قتل
 لگے اور جلد قتل کیجیے سنا کر مجھے ہی ان غداہوں سے نجات دے۔ میں رہائی کی
 سے درخواست بھی نہیں کرتا ہوں۔

ہمسالار - جب یہ فیصل ہو گیا کہ تم کو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتے تو تمہیں بتاؤ
 دو کیا تدبیر کی جائے۔

حش - تدبیر نہیں اور میں تو کہہ چکا کہ موت سب سے اچھا تو میرے ۛ
 ہمسالار - تم میں جی اور شرفیہ شباغت ہے جس سے یقین ہے کہ تم قول کے
 نیچے ہو گے اگر تم پھر بیان چلے آئے اور خود اپنے تئیں گرفتار کر دینے کا وعدہ کرو
 ہو سکتا ہے کہ ہم آج رات بھر کے لئے چھوڑ دیں کہ جاؤ اور جا کے اپنی مشورت سے
 تہاؤ لیکن تمہیں مضبوط اقرار کرنا ہو گا کہ غالب۔
 دجاؤ گے۔

مع - اگر آپ میرے نائب ہو جانے کا اندیشہ ہے آپ مجھ چھوڑ کر ہی کیوں دیتے ہیں
 ہمسالار بیشک اندیشہ ہے مگر اس صورت میں یہ اندیشہ نہ رہے گا جب تم وہی
 نزار کر جاؤ گے کیونکہ ہمارے خیال میں شاہجہاں اور شریف آدمی جھوٹا اور بد مذہب ہیں
 مع - سر

کچھ سوچنے لگتا ہے۔
 ہمسالار - غور اور فکر کسی اترم وعدہ کرو گے تو تم کو بھی رہا کرینگے اگر صرف ایک سیلے
 مع - اچھا میں غم نہ کرتا ہوں ضرور جلاؤں گا۔
 ہمسالار - اب میں تمہارے رہا کر دینے میں کوئی عذر نہیں جاؤ اور اپنی مشورت سے
 اور صبح کو رخصت ہو کے پیٹے آؤ۔
 دست چھوڑ لیا جاتا ہے اور ایک طرف چلا جاتا ہے ۛ

انجوان سین

نصیب کارکان - بیرونی حصہ

قاضی ابوجی - مروان بن عثمان - نریدین ہرشمہ محمد بن زکریا ایک وقت طبع میں محمد بن زکریا (قاضی ابوجی سے) شاید آپ بھی وقت سے کسی قدر پہلے ملاقات یوسف کا اسی بچہ تک نہیں آخر ہلو کو نکو کب تک استفا کرنا پڑیگا۔ ابوجی نے اس وقت تک نہ آئے پر مجھے خود حیرت ہے نہیں معلوم کیا اتفاق ہوا کہ وقت معین سے دو گھنٹے زیادہ زندگی نہ آئے ہیں جانتا ہوں کہ کسی ایسے ہی کام میں پھنس گئے درہم انکو تو کوئی معمول چیز نہیں روک سکتی تھی۔

مروان بن عثمان - قاضی صاحب آپ بڑے خوش نصیب شخص ہیں۔ خدا اس عقیدین برکت دے یوسف کی ناموری اب ہسپانیہ غلطے کے حدہ دے باہر نکل گئی۔

نریدین ہرشمہ - مجھے تو حیرت ہے معاملہ کیوں منعکس ہوا۔ اور اہل اسلام ہر ذوال کیوں آیا اس سے کہ یوسف ایسے اولوالعزم شخص کے لئے اندیس ہی کی۔ سرزمین جولان گاہ نہیں رہ سکتی ایسے شخص کو مالک فرخ کی تمام سرزمین مل کر ناپا پ خدا جانے ہماری کیا شامت اعمال ہے کہ اس غر غرناطہ کا غرناطہ کیواروں سے باہر قدم نہیں نکل سکتا۔

محمد بن زکریا - ہاں یوسف کی سہگاری کا حال میں نے سنا ہے کہ اس نے سرزمین ہسپانیہ کو افریقیوں کے ہاتھ سے بیانیہ میں بڑی سرگرمی سے داو شجاعت ی نریدین ہرشمہ - جب سولانا میں قواثر اڑا کیوں میں یوسف کی شجاعت کا کٹا شہ دیکھ چکا ہوں حقیقت میں ایسی شجاعت نہ دیکھی ہے اور نہ ہی ہے ایک نوجوان ناخبرہ کاری کے دام الہام کے ساتھ ایسا جاہل اور شجاع ہو طری جرت کی بات ہے آپ ملاحظہ فرمائیے کہ یوسف نے جب دشمنوں پر حملہ کیا ہے انکی زمین ان کی ہیں اور وہ بجلی کی طرح اون کے افسر کے۔

خیر تک اس تیزی سے پورچ گیا ہے کہ کیا موافق اور کیا مخالف سب
عشق عشق کر گئے۔ ایک بار یوسف نے کچھ ایسی ساڑن پھرتی سے دشمنوں
کے سردار فوج کا سر کاٹ لیا ہے کہ شکست کھا چکے پر سلمان غالب ہو گئے اور
دم زون میں تمام عیسائیوں کو کاٹ کے ڈال دیا اس قسم کی شجاعت تو قصہ کہانیوں
میں بھی کم کئی ہے۔

یوحنا زکریا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔
مروان بن عثمان۔ اہلین اوصاف کے خیال سے میں تو قافی صاحب کو
مبارک باد دیتا ہوں ابکی صاحبزادی سے زیادہ کون خوش قسمت ہوگا جسکو ایسا
نامور نوجوان اپنے عقد میں قبول کرے۔

نیریدین ہرثمہ (مردان کے کان میں جھپکے) گزیر نے تو سننا ہے کہ یوسف کی
اور لڑکی پر عاشق تھا اور اس لڑکی ہی نے یوسف کو لڑائی پر آمادہ کیا یوسف
قافی صاحب کی بیٹی سے عقد کرنے پر کوئی کراہی ہو گیا ہے۔
مروان۔ تم اس لڑکی کو جانتے ہو چہرہ یوسف عاشق تھا اگر یوسف نے اس لڑکی

سے اب بدخمدی کی تو بیشک وہ بیوفا شخص ہے۔
نیرید۔ اس لڑکی کو تو میں نہیں جانتا مگر یہ تو اپنے بھی سنا ہوگا کہ یوسف کو غلامہ کی
کسی دوشیزہ ہی نے لڑائی پر آمادہ کیا ہے۔

مردان۔ ہاں۔ یہ تو میں نے بھی سنا تھا مگر یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ کوئی
اور لڑکی تھی کیا عجب کہ قافی صاحب کی صاحبزادی پر عاشق ہو اور اسی نے یہ
شریفانہ اہتمام لیا ہو۔

نیرید۔ لیکن اگر ہی لڑکی ہوتی تو یوسف آنے میں انتظار نہ دکھلاتا ظاہر ہے
کہ مشوقہ کا شوق عاشق کو ہر طرفی بیتاب رکھتا ہے۔

مردان۔ ہاں تمہاری یہ خیال صحیح ہے اور کیا عجب کہ یوسف ڈال جائے اور
آئے۔ شاید قافی صاحب نے دلاس آدمے کے اور پھسلا کے
لو سے راہی کر لیا ہوگا اور عین وقت پر یوسف۔
بدلتا چاہتا ہے۔

محمد بن زکریا۔ آپ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں بادشاہ نے لکھو گئے کہ ہماری بھی دیکھی ہو
سیرت میں۔ کچھ نہیں سی ذکر تھا کہ غناظہ پر کسی تباہی آئی اور غام طور پر لوگ کس غلطی سے
خاتمان پر یاد ہوئے جاتے ہیں ۹
محمد بن زکریا۔ جی ہاں یہ ہم لوگوں کی شامت اعلیٰ ہے۔

جب ہم لوگوں میں عیش و عشرت کا بازار
گرم ہوا اور ہماری نیتوں سے وہ خلوص دینی نکل گیا تو خدا نے بھی وعدہ پورا کیا
اور ہمارے ساتھ وہی کیا جو پروردگار عالم ہر عشرت پسند قوم کے ساتھ کرتا۔
یہاں ہے۔

قاضی ابوبکر۔ جناب ہم لوگوں کو تو کچھ معلوم ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اپنے گھروں
میں بچے بیٹے ہیں اور شاید شرافت کے پاس سے یا کسی مصلحت سے ہٹے چند ان
توفیق میں نہیں کیا جاتا اگر کسی وقت آپ شہر کی دو ایک سڑکوں کی سیر کریں تو معلوم
ہو کہ ہر طرف کہیں تباہی برس گئی ہے آج میں گھڑی بھر کو باہر نکلا تھا افسوس کہ میں
بھی دھوکا ہوتا تھا کہ یہ دی ہمارا غلام ہے یا کوئی اور شہر ہے۔

محمد بن زکریا۔ افسوس صد ہزار افسوس! غناظہ پر قیامت آگئی نہ ہاتھ اٹھا کر خدا
اپنے بند و پیر رحم کرالین سب خرابیاں ہیں ناشکرے گندگار ہیں۔ گمراہ
مرد ہیں کہ سب مسلمان اور سب پیری و جمہور کی شہادت دیتے ہیں اب انکے
سب لوگ ملے نہ باؤا و زبند آئیں آئیں۔

محمد بن زکریا۔ یہ بہت برا ہوا دیکھ کر انجام ہوتا ہے عیسائی لوگ مسلمان کے قیدم
دشمن ہیں اب ان کو اپنی از رو میں پوری کرنیکا موقع ہے مسلمانوں سے وہ بہت بری طرح انتقام
لین گئے تیریدہ جی ہاں۔ اب ہم افغانی روایا ہیں جیسا تیراؤ پیا ہیں ہمارے ساتھ کہوں
جائیں سب کو قتل کروالین اور چاہیں فیاضی زور و جہد سے کام لیکر چھوڑ دیں

قاضی ابوبکر۔ مگر میری حکومت کے زمانہ میں عیسائیوں کے ساتھ بہت
اچھا برتاؤ کیا وہ ہمارا کوئی ظلم نہیں ثابت کر سکتے یہ اور بات ہے کہ وہ ان کے لیے عیب
ہم حدود و فرانس پر چلائے گئے تو ہم نے ان کے سپاہیوں کو بیدار قتل کیا تو ان کی
کے وقت سب ہی ایسا کرتے ہیں۔

کرتے ہیں دیکھنا تو اس امر کا ہے کہ جب ان کے ملک پر ہم حاکم ہو گئے اور رعایا کو
کو امان دیدی گئی اس کے بعد ہم نے ظلم نہیں کئے

محمد بن زکریا ؑ اب تو جو وہ کہیں وہی سچ ہے اگر نہ کوئی ظلم نہ بھی کیا تو بھی اگر
وہ ہمیں تو ہم ہر طرح ظالم ہیں ؑ

یہ یہ ہے سید سے نزدیک تو ہوسکی را کے صحیح تھی سب مسلمان کو را کے بچانا
چاہئے تھا ؑ

مروان ؑ اب تو سب کہیں گئے مگر جس وقت ہوسکی نے یہ تقریر کر کے قمر حرا
میں چاروں طرف دیکھا تھا اس وقت سب کے سر جھکے ہوئے تھے اور ایک بھی نہ تھا
جو اس کا ساتھ دینے پر آمادہ ہوا ہو ؑ

محمد بن زکریا ؑ (اٹا کر) اب تو بہت دیر ہوئی قاضی صاحب مجھے اس وقت
خودت بھی ہے اور یہ زمانہ ایسا بھی نہیں ہے کہ ہم لوگ گھر سے زیادہ دیر باٹ لب
میں تمام شہر لٹ رہا ہے پھر سو اگر اس وقت مجھے آپ اجازت دین۔ اور وعدہ کرنا ہو
کہ آپ جس وقت بلائیں گے پھر حاضر ہو جاؤں گا ؑ

مروان سپاہ میں سے نزدیک بھی ہی سنا سب ہے ہم لوگ بیٹھے تو یہاں ہیں مگر
خوف لگا ہے کہ کہیں ہمارے گھر نہ لٹ گئے ہوں اب اس وقت آپ سب ساجو کو
رخصت کر دیجئے اگر یوسف آجائیں تو پھر بلا لیجئے گا ؑ

قاضی ابو بکر ؑ یہ تو بڑی دیر انتظار کر لیجئے کہ میں ایک ہی دفعہ تکلیف دینے
سے زیادہ نادم ہوں دو بارہ قدم پھر کی تکلیف دے دو اور۔
زیادہ گستاخی ہوئی

محمد بن زکریا ؑ ہم لوگ آپ کے خادم ہیں جب فرمائیے گا حاضر ہونے تکلیف کیسی
آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہمارے لئے موجب غرے

یوسف آجاتا ہے مگر سست دلوں ہے اور چہرہ اُترا ہوا ہے۔
محمد بن زکریا ؑ سر جاپا ہے تاج بیت انتظار دکھایا۔ مزاج تو اچھا ہے ؟
یوسف ۔ بڑا لڑکھا

محمد بن زکریا ؑ پس آپ عقد رفسرہ اور مول کیوں ہیں ۱۹ کا چہرہ اُترا ہوا ہے

جو حیرت برسر رہی ہے افرامیے تو کیا ہوا کیا۔ آخر آپ کو مردہ کس بات کا ہے سرور
یوحی کے آپ کی شادی کا وقت ہے۔ اس وقت انسان کو خستہ پوشی اور سرور
رہنا چاہیے ۛ

یوسف ۛ اس کو کیا کروں کہ قیمت برسر عداوت ہے۔ انوس آپ کو بیٹا لڑکھ
ہوئی۔ اور پھر میرے انتظار میں اور زیادہ وقت غافل ہوا۔ مگر اب میں نہایت مذلت
سے گذارش کرتا ہوں کہ انوس اس وقت میں مہذور ہوں۔ آج عقد نہیں ہو
سکتا کل یا بیرون پھر دیکھا جائیگا ۛ

قاضی ابو کحی اس عرصے کیونکہ معلوم تو ہو کہ کون الیہا سبب مان ہے۔
ہم لوگ اسے دفعہ کی کوشش کر چکے ۛ

یوسف ۛ (آہ سرد کھینچ کے) اپنی کوشش سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ تقدیر سے ہٹنے
میں جس طرح میں بنے ہوں وہاں آپ بھی ہیں ۛ

قاضی ابو کحی ۛ اچھا تو پہلے اندر آؤ۔ پھر جو مناسب ہو کرنا ۛ

یوسف ۛ جناب تافی صاحب۔ یہاں وہاں سب جگہ برابر ہے آپ سب مہاجر کو
اب بیکار تکلیف دینے سے کیا نالارہ! یہ میں عرض کرتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد
جب میں اصل حال عرض کرونگا۔ تو آپ بھی تسلیم کر دیں گے کہ اس وقت نہ ہونا ہی
فوری تھا۔ بلکہ آپ خوش ہونے کے خوب ہوا جو نکاح نہ ہوا۔ اب آپ سب
مہاجر کو فرصت کر دیجیے بیکار تکلیف دینے سے کیا نالارہ ۛ

مردان ۛ (نیرید کے کان میں) میں نے نہ تھا نہ۔ یوسف کسی اور روٹی پر عاشق
ہے تافی صاحب صاحب باندھے۔ یا نہ ہے کہ اپنی بیٹی اس کے گلے
باندھ دیں ۛ

نیرید ۛ وہاں شاکر۔ مگر یوسف کی افسردگی سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور
مضمون ہے۔ اب اسے جاننے کی بات ہے کچھ کچھ میں نہیں آیا۔ جو کچھ ہو گا وہ چار
روز میں معلوم ہی ہو جائیگا ۛ

قاضی صاحب ۛ اچھا آپ لوگوں کو تکلیف دینے پر میں نام نہاد ہوں مگر چونکہ
میان کوئی کام نہیں رہا نہ لارہ آپ چاہیں تشریف لے جائیں ۛ

قاتلہ صاحب :- (دل میں) کیا بات ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا یوسف
 اکلہ ہے؟ مگر اسکا تو یقین نہیں آتا۔ عشق میں ایسا نہیں ہوتا۔ مگر ہاں شاید
 اسکی طبیعت بدگئی ہو۔ افسوس میری صغیم پر بڑا اظہار ہوا۔ جس وقت وہ سینگلی
 کہ یہ ب لوگ پھر دے گئے تو اسکے دل پر کتنی بڑی چوٹ لگے گی میں بھی اندر چلوں
 شاید معلوم ہو کہ یوسف نے کیوں انکار کر دیا مگر ابھی جانا مناسب نہیں صغیم
 خود یوسف سے پوچھے گی۔ اور میرے سامنے اس سے پوچھانہ جائیگا۔
 اچھا ذرا میں مگر ہواؤں صغیم کی ماں کو زبردستی میں نے مہینہ رٹھا۔ وہ بھی
 گھرائی ہوئی۔ منتظر ہوئی کہ میں اور عفت میں مبارکبادوں اور صغیم کے نکاح کی
 خوشخبری سناؤں اگرچہ میں اصف میں ایک مدرسہ
 ہی ہوناؤں گا۔

مگر جانا چاہیے کہ کیٹیل والوں نے ٹوٹ نہ لیا ہو۔
 اٹھ کے چلے جاتے ہیں

پچھٹائیں

زینب کا ماں اندر رونی تھہ
 زینب اور صغیم ٹھٹھی دیا

زینب :- (صغیم سے) بیٹی کوئی گہرنے کی بات نہیں۔ یوسف اب آئے
 ہونگے کسی کام میں پھنس گئے ہونگے۔ وہ خود ویر نہ لگاتے گا
 صغیم :- یہ تو میں جانتی ہوں کہ اُن سے جہان تک بنے گا جلدی ہی آج
 مگر ایسا انویہ لوگ بیٹھے بیٹھے اکٹا کے چلے جائیں گے کبھی اور کا خوف نہیں
 اپنی قسمت سے ڈرتی ہوں۔ سب طرف سے آرزو پوری ہونے کی ایہ
 نیر یوسف بھی مجھ سے موافق ہے۔ مگر مجھے اُسی قسمت سے ڈر معلوم ہوتا
 کیونکہ زینب وہ نہ آئے تو کیا ہوگا؟
زینب :- کیسی باتیں کرتی ہو۔ اور اپنے سلفہ مجھے بھی سڑن بنا دیتی ہو۔

نہ کیوں آئیں گے یہیں رہنے ہیں۔ یہی مکان ہے نہ آئیں گے تو جائیں گے کہاں؟
صفیقہ ۛ اچھلو پھر دیر کیونگی۔ میں نہ مانو گی۔ میری قسمت نے کوئی
 شگون نہ چھوڑا ۛ

زنوب ۛ میں تھیں اتنا خفقانی نہیں جانتی تھی۔ ہزار سچا کو سیر طرہ تھم
 ہی میں نہیں آتا۔ وہ انسان کیا جس میں ذرا غل نہ ہو۔ اب تم ایسی نہیں ہو
 بڑا بھلا نہ سمجھو۔ کہہ رہا آتے ہو گئے۔ کسی دوست کے یہاں باتوں میں دیر نہ لگے
 (کان لگا کر) ہاں آگئے۔ باہر لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں۔ وہ کیا آواز آرہی ہے۔
صفیقہ ۛ (دل میں خوش ہو کر) اب جان میں جان آگئی۔ زنوب سنو دیکھو کیا بات
 کرتے ہیں ۛ

زنوب ۛ اب شرمیلی بن کے بیٹھو۔ تھوڑی دیر میں لوگ پوچھے آئیں گے دیکھا جائیگا
صفیقہ ۛ تو قدری کے لیے بے شرم بنا دیا۔ اب شرم کہاں جب آئیں گے دیکھا جائیگا
زنوب ۛ چلو وہاں چلے بیٹھو۔ اب یہاں ٹھہرنا تھیں نہ مناسب نہیں تمہارے ابا
 جان ہی آجائیک تو اپنے دل میں کیا کہیں گے ۛ
صفیقہ ۛ پر بچا۔ چلو۔ مگر مجھ سے تو پچھلا نہ بیٹھا جلے گا۔ جب تک کوئی مارے باز نہ
 بٹھی رہو گی ۛ

زنوب ۛ نہیں تھیں شرم کی ادا سے بیٹھنا چاہیے ۛ
صفیقہ ۛ ہاں بیٹھی رہو گی۔ مگر کہیں وہ آئیں تو ۛ
زنوب ۛ تم چپ رہو اب زیادہ باتیں نہ کرو ۛ
زنوب ۛ صفیقہ کو ایک مقام پر خاموش بیٹھاتی ہے اور وہ صفیقہ
 گروں جھکا کے بیٹھتی ہے ۛ

صفیقہ ۛ زنوب ابھی تک کوئی نہیں آیا۔ اب کب تک تمہیں نہ کے بیٹھی رہوں ۛ
زنوب ۛ آتے آتے آئیں گے۔ آخر وہاں ہی تو تھوڑا بہت کام ہے پھر آؤ نہیں ۛ
صفیقہ ۛ تم کسی تدبیر سے بلاؤ کہ جلدی آئیں ۛ
زنوب ۛ اب آئی ہی سمجھو۔ باہر سلام علیک کی لگی آواز میں آئیں گی۔ ہاں اور کوئی آ
 ہوگا۔ (کچھ اسٹپا کر) صفیقہ بیٹھو دیکھو تم نہ پوچھنے شاید کوئی

ہنیں وہ تو غور یوسفؑ (حیرت سے) یوسف تم کیوں چلے آئے۔ نکاح سے
 فراغت ہو لیتی تو آتےؑ

یوسفؑ یہ افسوس از نیب اب نکاح نہیں ہو سکتا۔ ایسی قسمت کہاں آجیگا!
 سیری آرزو اور پوری ہوئیؑ

صفیہؑ یہ کیا۔ آخر کیا ہوا؟ ہائے میں تو پہلے ہی جگر لڑی تھی۔ خدا کے لئے۔
 جلدی کہو۔ زیادہ جگر کی طاقت نہیں ہےؑ

زینبؑ یہ اور ہاں تمھاری یہ حالت کیا ہو رہی ہے۔ چہرے پر ہوا کیان چھپ رہی
 ہیں تمھے ذرا سا نکل آیا ہے۔

یوسفؑ یہ آہ۔ اس کا حال نہ پوچھو۔ قسمت نے ترس کھایا جو اتنی اجازت
 دیدی کہ تم سے ملنے آیا ہوں یہی غنیمت سمجھو۔ بس رخصت۔ اور مجھے یہ خیال
 کر کے رخصت کرو کہ اب کبھی نہ ملوں گاؑ

زینبؑ یہ کیا کہتے ہو۔ کچھ اس طرح کہو کہ سمجھ میں آجائے۔ سیری سمجھ میں تو کچھ نہیں
 آتا۔ آخر کیا ہوا کیوں اس قدر افسوس ہو؟

یوسفؑ یہ پیاری صفیہ! تم دونوں سٹن لو کہ اب میں آزاد شخص نہیں ہوں
 بچہ راب سیر اختیار نہیں۔ جین عیسائیوں کے ہاتھ میں قید ہوں۔ اب ان کا غلام
 ہوں افسوس! اب اللہ زادی کہاںؑ

صفیہؑ (بیٹاب ہو کر) یوسف! میرے یوسف! کیا ہوا کیا! عیسائیوں سے
 تم سے کیا تعلق ان ظالموں سے کیا علاقہ! میری کچھ میں خاک بھی نہیں آیا کہ تم
 کیونکر عیسائیوں کے غلام ہو گئے؟

یوسفؑ یہ پیاری صفیہ! طے نے مجھے خراب کیا۔ غرناطہ کی سڑکوں پر میں
 سیر کرتا چلا جاتا تھا ایک طرف تو میری حسرت غرناطہ کی تباہی و بربادی دیکھ دیکھ
 کے بڑھتی جاتی تھی دوسری طرف یہ خیال مجھے اور پریشان کئے ہوئے تھا کہ آج
 شادی کا دن ہے اور میرے پاس ایک ہمسہ نہیں۔ اُنھیں خیالات
 میں تھا کہ سانسے سے کیٹیل والوں کے کچھ سوار غنم لے آئے۔ جو لوٹ مار کا
 بہت سال لے چلے آتے تھے۔ میں نے یہ خیال کر کے کہ یہ اسباب ان۔

لوگوں سے لوٹ مار کے چھین لوں گا۔ اُن پر حملہ کر دیا میں نے کئی سواروں کو قتل کیا اور قریب تھا کہ وہ لوگ بھاگ جائیں کہ اتنے نین لائن کا ایک پورا سالہ لگیا۔ مجبور میں نے سب سے مقابلہ کیا اور بڑی دیر تک اُن لوگوں کو قتل کرتا رہا۔ آخر زخمی بھی ہوا۔ اور عیسائیوں نے کند ڈال کے مجھے گرفتار بھی کر لیا۔ پیاری صفیہ اتنی خطا تو فرور ہے کہ بے تحاشے پوچھے میں نے اُن پر حملہ کر دیا۔ مگر اب تو جو نعمت میں تھا وہ ہوا۔ صفیہ۔ اس طرح میں گرفتار ہوا۔ اور میری آزادی یونہی چھینی گئی۔ اور اس طرح میں عیسائیوں کا قیدی بنا۔ اور میرے گلے میں غلامی کی رسی ڈال دی گئی اُن سواروں نے مجھے عیسائیوں کے سپہ سالار کے۔

سلطنت پیش کیا وہ شخص بڑا رحمدل تھا۔ میرا حال سُنکے اسے غم برترس لگیا اور نہایت رحمی سے مجھے اجازت دی کہ پیاری صفیہ میں تمھاری زیارت کر آؤں اور تم سے رخصت ہو لوں۔ اُس نے صاف صاف کہہ دیا کہ تم ٹکونڈہ بنیں چھوڑ سکتے کیونکہ تم نے ہمارے صدا ہا آدمیوں کو قتل کیا۔ لیکن ہاں اتنا ہو سکتا ہے کہ ایک رات کے لئے ٹکونڈی بہت دیدی جائے کہ اپنی معشوقہ سے جا کے رخصت ہواؤ۔

رتیب دو تو اُن لوگوں کے سوار حراست کے لئے تمھارے ساتھ آئے ہونگے۔ پوچھتے ہیں میں تمہارا ہوں۔ عیسائیوں کے سردار نے میری بڑی قدر کی۔ اُس نے کہا چونکہ تم میں شجاعت ہے لہذا راستبازی بھی ہوگی۔ حراست کی کوئی ضرورت نہیں اگر تم وعدہ کر لو کہ پھر یہاں اس کے اپنے تئیں قید کر دو گے تو میں ٹکونڈہ ہواؤ۔ آخر اس کے کہنے کے بموجب میں نے واپسی کا عہد کیا اور عہد کر کے پیاری صفیہ۔

تمھاری زیارت کو آیا ہوں۔

صفیہ (کا بیتی ہوئی آواز سے) پھر اب کیا ہو گا؟ شاید میری اور تمھاری موت اسی جگہ سے ہے۔ یوسف کیا اب اُن غلاموں کے ہاتھ سے فاجت پائی کوئی صورت نہیں؟ دیکھو اگر کوئی تدبیر ہو تو بہتر ورنہ صاف کہہ دو کہ میں اس شہادت کے لئے تیار ہو جاؤں۔ جو میرے یوسف کو نصیب ہوگی۔ آہ تقدیر نے کس وقت تکرار دینے

خاک میں غلامی میں۔

رتیب میرے نزدیک تو تم اب نہ جاؤ وہ لوگ کیا کر لیں گے۔ لڑائی میں

بہا ہی فریب اور حیلہ کرتے ہیں۔ دشمن کے ہاتھ سے نجات مل گئی تو اس کے فردِ
ہم جان بوجھ کے موت کے منہ میں پہلے جاؤ تم میں چھپ کے بیٹھ رہو۔

یوسف دوزیب وہ بائیں تبا کو جو کسی سفرِ آزادی کے کرنیکی ہوں۔ ہاں یہ سچ ہے
کہ اڑائی فریب ہی کا نام ہے اور دشمن کے مقابلہ میں اس قسم کے معاملات جائز ہو جاتے
ہیں مگر یہ بدعہدی اور تول سے بچھ جانا۔ کسی حالت میں نہیں جائز ہے۔ یہ نہیں۔

اب میں سچ کو نہ جاؤں غرور جاؤں گا۔ یہ جانتا ہوں کہ جلتے ہی قتل
ہو گا مگر جاؤں گا فردِ

صغیر (یوسف سے پیش کر) اپانے دیکھو قسمت نے میرے اور تمہارے ساتھ

کیسی دشمنی کی! مجھے معلوم تھا کہ دروازہ علاج ہے۔ مگر زبان پر لاتے۔ ڈرتی تھی۔

آہ! جب کبھی کوئی ایسا جملہ میری زبان سے نکلا زینب نے مجھے سٹر بنایا۔ اسباب

کو معلوم ہو گیا ہے! اب تو کوئی تدبیر نہیں دہن میں آتی۔ یوسف میں یہ نہیں

نہیں کہتم میرے لیے بدعہد بنو اور اپنے دامن میں عمر دشمنی کا دھبا لگاؤ۔

لیکن ہاں یہ فردِ کون کی کہ مجھ کو مجھے بھی اپنے ساتھ لئے چلو۔ آہ جو میرے

یوسف کا قتل ہو گا۔

یوسف دو صغیر اسیر کے لیے تم اس قدر جان کیوں ہوتی ہو تمہارے والد تمہاری

والدہ تمہارے عزیز واقارب اور سب زیادہ ہی زینب سب تمہارا دل بدلانیکو کافی ہیں

میری قسمت بُری تھی۔ میں تمہارے قابل نہ تھا۔ اب میرے خیال کو اپنے دل سے بھلاؤ

تم تو مصدوق ہو۔ اور تم نے سسٹا ہو گا کہ حسین اپنے دلداروں کے خیال کو ہمیشہ

دل سے رٹا دیتے ہیں میری آواز ہے کہ تم بھی دبی کرو جو تمہارے حسن و جمال اور

تمہاری اس دلربا صورت کے شلیان ہے۔

صغیر بھلاؤ! وہ تمہارے خیال کو دل سے بھلاؤ! وہ! کیونکر بھلاؤ! وہ یا کسی

کو کوئی ایسی تدبیر معلوم ہو تو لنگر بنادے یوسف میں تمہاری عاشقی ہوں۔

تمہاری صورت بلکہ اس سے زیادہ تمہارے اوصاف پر فدا ہوں۔ اور اہ! تم چاہو

نہ دیکھو لوگ دیکھ لینگے کہ میں تم پر فدا ہو گئی۔

یوسف دو صغیر ہم تم مسلمان ہیں۔ خدا کے وعدہ دہن پر ہمارے دلوں کو تقویت دیتی ہے

میں ہی ان سے وعدہ کیا کہ اگر اس کے پیچھے رہوں تو وہ بوقت القلوب سے
 میں ہمارے ساتھ ہو گا۔ اُس روز مل جائیگا۔ اب اس وقت تم صبر کرو اور
 مجھے جا دو کہ عیسائیوں کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤں گا۔
 صغیرہ مجھ سے تو یہ نہ ہو گا کہ یہاں دنیا میں تمہارا ساتھ چھوڑ دوں۔ خدا نے مجھے
 دل ہی ایسا بے صبر دیا ہے اسکو کیا کروں۔ آخر تم کیوں زیادہ اصرار کرتے ہو مجھے
 کچھ ہی عرصہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے بعد میں بھی بیویوں کے ہاتھ سے قتل کر ڈالی
 جاؤں گی۔

یوسف روزِ زینب: کچھ تھیں، انھیں بھی لکھا
 رقیب نے میں کیا خاک سمجھاؤں۔ صغیرہ کی طبیعت سے تم بخوبی واقف ہو جب
 تمہاری کھانا بنی ماتی تو میرا کھانا کیوں ماننے لگی۔ اگر تھیں صغیرہ کے ساتھ ہمدردی
 ہے تو وہی کام کرو جو میں نے کیا کہ اب نہ جاؤ۔ آخر وہ کی کر رہی ہے۔
 یوسف نے نہیں یہ تو نہ ہو گا۔ جو زبان سے کہہ آیا ہوں اس کے خلاف
 نہ کروں گا۔

صغیرہ نے ہاں ہاں میں ہی کہتی ہوں کہ خلاف نہ کرو۔ میں بھی اپنی زندگی سے
 اب عاجز ہو گئی ہوں۔ سخت نے ٹھہری پھر بھی چین سے نہ بیٹھ دیا۔
 صبح کو تم چلو اور مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔
 یوسف یہ مجھے ہو سکیگا کہ تم کو لے چل کر ایسے ظالموں کے بعد میں پہنچنا
 دوں جو ترس کھانا کیسا کسی کی محبت کا بھی اندازہ نہیں کر سکتے۔

صغیرہ نے پھر یہ تو ہوتا ہی ہے کہ تمہارے بعد میں بھی زندگی سے دست بردار ہو جاؤں گی
 یہ کبھی خیال میں بھی نہ لانا تمہاری صغیرہ تمہارے بعد زندہ بیٹھی رہے گی۔ اور جب یہی
 ہو گا تو میں بھی انھیں ظالموں کے ہاتھ سے جامِ شہادت کیوں نہ قبول کروں جو
 تمہیں مجھ سے جدا کرے۔ ہاں اگر میرا قتل ہونا تم سے نہ دیکھا جائے تو میں اقرار
 کرتی ہوں کہ تمہارے بعد اپنی جان دوں گی۔ مگر اللہ یوسف مجھے اپنے ساتھ ہی لے چلو
 آہ اتم میری التجاؤں کا خیال نہیں کرتے ہو اور رات گزری جاتی ہے۔ پھر ہی پھر
 اور باقی ہے (ہاتھ جوڑ کے) خدا کے لیے یہ درخواست قبول کرو میں تم سے وعدہ۔

کرتی ہوں اور اس کا وعدہ غالباً ٹکوی بھی یقین ہو گا کہ اسکے بعد پھر میں تم سے کسی بات کی درخواست نہ کروں گی بلکہ

یوسفؑ (زینب سے) زینب دیکھتی ہو یہ کس قدر پریشان کر رہی ہیں ہمارے اس اڑکھین کیونکہ گوارا کر رہی ہیں کہ خدا کا وعدہ اس سے ان کے ساتھ بھی اسی قسم کا سلوک کیا جائے جیسا سلوک میرے ساتھ کیا جاتا ہے ۛ

زینبؑ اور افسوس۔ میں تم دونوں کو ہان جاتے سے منع کرتی ہوں۔ لیکن ہان اسکا کچھ بھی یقین ہے کہ تمہارے بعد ضعیفہ ایک گھڑی بھر بھی دنیا میں نہیں رہ سکتی۔ میں اسکی محبت کا خوب اندازہ کر چکی ہوں۔ میں یہ کہتی ہوں کہ تم کو اسکی محبت اور اسکی بیباکانہ عشق کی قدر میں۔ جتنی محبت اسے تمہارے ساتھ ہے اسکی عشر عشیر بھی تمہارے دل میں نہیں ملے

یوسفؑ (جھجھلا کر) تم بھی اُسے بھی کوا لازم دیتی ہو۔ یہ میری قیمت اسیاری ضعیفہ کی محبت کا قدردان میں جب ہوتا جبکہ اسے قتل گاہ میں لے جا کے گھڑا کر دیتا ہاں ایسی محبت مجھے نہیں ہے اور خدا نہ کرے ہو۔ چلے کچھ ہو کچھ سے تو یہ نہ ہو گا ۛ

زینبؑ (سین میں یہ کہتی۔ آخر تم ہی کیوں جلتے ہو؟ جان بچانے کے لیے انسان کیا کچھ نہیں کرتا۔ آسان ترکیب ہے نہ تم جیسا کہ یہ جانیں بکیرا کلا اور ٹکڑا اپنی جان اور زیادہ عزیز ہونا چاہیے۔ کیونکہ ایک نازنین اور شریفہ لڑکی کی جان بھی اس کے ساتھ وابستہ ہے ۛ

یوسفؑ (یہ کہتی ہو؟) مسلمانوں کی جرأت اور چھگری تو خاک میں مل چکی اب تم چاہتی ہو کہ وفاداری اور اپنے عہد پر قائم رہنے کا جو وصف اب تک اُن میں۔ باقی تسلیم کیا جاتا ہے وہ مٹ جائے ۛ اگرچہ اب دوبارہ کے ہاتھوں ٹکڑا کے بھی سیکڑوں نمونے نظر آجائیں گے۔ اور ایسے وعدہ فراموش اور پھوٹے مسلمان بہت جلدی غرناطہ میں پانگوں گے۔ مگر میں چاہتا کہ اسکی ابتدا مجھ سے ہو۔

میں یہ کہتا ہوں کہ اپنے قول سے ہرگز نہ پھر ونگا۔ عیسائیوں کے سوا اسے جو وعدہ کیا ہوں اس کو فوراً پورا کر دے گا ۛ

ترتیب ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے پھر مجھ سے کیا مطلب۔ تم جانو اور صغیمہ مجھے تاحق
بچہ میں بیٹھنے سے فائدہ ہو مجھے تم دونوں سے ایک محبت ہو گئی ہے۔ اسکی وجہ سے
دل نہیں رانتا اور بے ہوش بھی نہیں رہا جاتا۔ لیکن اب مجھے کوئی عذر نہیں
جو تمہارے دل میں آئے کرو۔

صغیمہ نے رزبب اینین یہ میں بھی نہیں پسند کرتی کہ اُنکے قول میں خدا خواستہ
کوئی فرق آئے۔

ترتیب ہے پھر کیا ہے صبح کو اُنکے ساتھ تم ہی چلی جاؤ۔
صغیمہ نے آہ یہ تو اتنی ہوں۔ مگر افسوس یہ نہیں کہ میں انہیں راضی کروں
ترتیب یہ تم ہی کو۔ میری بھلاؤ کیون سننے لگے۔

یوسف نے رزبب پر لمانتے کی بات نہیں۔ یہ میری زندگی کی آغوشی سب ہے
اب اس وقت خدا کے لیے خفانو۔ مگر ہاں اس میں زیادہ الزام کرو کہ میں غنا
میں بد عہدی کی بنیاد ڈالوں۔ میں تمہارا انتہا سے زیادہ ممنون ہوں۔

مجھ تمہارے بہت بڑے بڑے احسان ہیں۔ خدا کے لیے میری صغیمہ کو سبھاؤ کہ
اس اذہب سے باز آئیں۔ آہ! اچکی رات کس قدر چھوٹی ہے۔ صبح کو اب ایک
ہی گھنٹہ باقی رہ گیا۔

صغیمہ نے ہائے اسی سے تو کہتی ہوں کہ جلدی اجازت دیدو۔ تاکہ وہاں جب توں
تو بے تمہاری رضا مندی کے نہ آؤں۔

یوسف نے کیا مصیبت کی بات ہے ایک دیکر اور کس دل سے اجازت دونوں
صغیمہ نے اچھا اوقات خوش ہو گئے جب میں تمہاری اجازت کے بغیر چلی
آؤں گی۔

یوسف نے مجھے یہ نہ ہو گا کہ نکو ایسے ہلاکت کے مقام پر ہیں اپنے ساتھ چلوں
میرے بعد نکو اختیار ہو گا۔ چاہتا چلی آنا اور چاہتا یا ان ترتیب سے دل
بہلا لینا۔

صغیمہ نے افسوس! میں یہ پانچویں ہی کہرتے وقت میرے دل میں خیال نہوٹا۔
کہ میں نے اپنے یوسف کو ہلاکت کی اور مجھے حکم کی مخالفت تھی۔ مگر آہ یہ بھی۔

قبولت میں نہیں۔ یوسف اگر تم چاہو تو میں اس میں سلطان ہو سکتی ہوں اگر چاہے
کیا کرو ان تقدیر نے تحقیق بھی مخالفت کر دیا ہے

یوسف: صفیہ بخاری یہ باتیں جلد کی خوشخوار ہلواری سے زیادہ میرے دل میں
دھم دھم کرتی ہیں۔ دیکھو میں نہیں، اجازت دیجئے ہوں کہ میرے بعد تم جلی آنا، میرے
ساتھ نہ چلو۔ آہ باب زحمت۔ صبح ہو گئی۔ زحمت تم سے آپ میں ہمیشہ کے لیے
ہو رہی ہوں۔ پیاری صفیہ! ایک قسم کا گناہ ہو گیا ہے۔ ہاں اچھاری داستان
دینا گویا دیکھ گئی اور یہ تم سے ہو رہا ہے۔

روئے گناہ ہے

صفیہ: (آہ سے دیکھنے لگی) اتنی جلدی بھی ہو گئی! آسمان بھی دشمن ہو آہ
عاشقوں کو اس در آسمان پر کہیں گہری در سوتے نہیں ملتا۔ پیار سے چسٹ
(دیکھتے ہیں باہر کی طرف) چوب تم نے اپنے اوپر فانی ہوئے کی اجازت دی ہے تو اتنا اور
اور شکر کرو کہ میں تمہارے ساتھ ہی چلوں۔ یہ زندہ گری کی چند گھڑیاں جو باقی بچی
ہیں جلدی ہو کر کیوں گذریں گی

یوسف: غصہ نہیں، صفیہ! یہ نہ ہو گا! اس اب جانے دو۔ پیاری صفیہ! اب زندگی کی
اب اس میں خاک میں اتنی ہیں مجھے امید ہے کہ میری اس وقت کی غمناکیوں اور سہمہ غموں کی
تبدیل کر دوں گی (ایک نہایت گر جوشی کا بوسہ دیکر) زندگی بھر میں یہ پہلی خطا ہے۔
اور آہ پیچھل بھی خطا ہے۔ اسے معاف کر دینا۔ اس سے زیادہ کی جرات نہیں کر سکتا
صفیہ: (خندہ ہو کر) آگے بھی گزرتی ہے اور وہ
خسارے بھگ جائیں جن پر اسو جادیاں ہیں۔

اب اجازت دو وقت آگیا۔ جانا ہوں

صفیہ: (دشمن کا اس کے کا کچھ بھی سہیتہ)

میں صفیہ مجھے استقلال اور صبر سے زحمت کر رہی تھی کہ وہ میری جان دیتے وقت
ماستقل کی مسلمان کو دکھانا چاہے۔ ابھی استقلال سے تم بھی کام لو۔ آہ! افسوس
اپنا حکم میری بات لگا دیا۔ پیاری! یہ تمہارے لیے ہے۔ کہہ دینا کہ سکتی ہو
میں نے اس وقت کوئی مسئلہ اور جو مسئلہ ہو گا جو اس کے چلنے میں آئے ہو

زینبؓ نے دیکھ کر دیر ستائے میں اپنے لیے بے بسی مہینہ اچانتی ہوں کہ اس وقت
تھار اداں تھارے قابو میں نہیں۔ مگر کب تک جب صبر کرو بھی خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق
(آنسو پونچھ کر) بس اب رو چکیں ۛ

صفیہؓ نے زینبؓ۔ اب میں دو تین گھڑی کی عمارت ہوں۔ تمھاری باتوں سے بیادوں
اور بھٹکتا ہے۔ لہٰذا مجھے نہ سناؤ۔ اب میں کیا کروں اہاے اہاے! ۛ
قافیہ ابو بکرؓ آجالتہ میں اور صفیہؓ کو اس بیتابی سے
روستے دیکھ کر تعجب ہوتے ہیں۔

قافیہ ابو بکرؓ نے صفیہؓ پر ایسی ہنس مسکرائی کہ خدا کے لیے تباؤ بڑی تیرے لیے میں
میں اپنی جان تڑاؤنگا اور تیری آرزو پوری کرونگا۔ ہاے اچھے بھائیوں سے تو کہہ! ۛ
تجھے روتے دیکھ کر یہ کلمہ بولنا جانتا ہے ۛ

صفیہؓ نے اباجانؓ کو کہہ دیا کہ آپ ہی کے اسکان میں ہوتا تو میں یوں نہ رہتی ۛ
تو کہہ میں یہ کہتا آہ کیا کروں ۛ

قافیہ ابو بکرؓ نے زینبؓ کے لیے کچھ محبتیں تباؤ بھگے تو نقصان ہوا جانتا ہے ۛ
زینبؓ نے قافیہؓ صاحب حقیقت میں آپ کچھ نہیں کر سکتے ہیں بھی بھٹکتے بھرتے ہوتے
بیتابی ہوں۔ اور اب آخر مجھے یہ ہوشیار ہونے کی تعلیم دے کر دی۔
ہوتی ہے ۛ

قافیہ ابو بکرؓ (جھلا کر) اہو! میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تم مجھے تبیر تباؤ اپنی اپنی
راے سے جڑو خدا کے لیے یہ تباؤ کہہ دیا۔ آخر ماجرا کیا ہے ۛ

زینبؓ نے قافیہؓ صاحبؓ سے یہ کہنا کہ بیان کر دوں گی۔ اچھا سنو
یوسفؑ اس وقت رات کو کسی شکر پر جا رہے تھے کہ عیسائی سواروں نے گھریا انھوں کو
مقابلہ کر کے ہتھوں کو مار ڈالا اور قریب تھا کہ سب کو بھاگادیں۔

اسنے میں عیسائیوں کا ایک پورا رسالہ لایا۔ اور دم بھر میں یوسفؑ کو گرفتار کر لیا۔
کیسل والوں کے سوار نے یوسفؑ کا زخمی ہونا دیکھا انھوں نے بین کیا تو اسکو
تڑپس آیا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تم پھر اسے اپنے شہر میں قتل کر لو گے گا اتر کر دو تو میں
رات بھر کے لیے تمکو چھوڑ دوں کہ جاؤ اپنی معشوقہ سے رخصت ہوا۔

اس اقرار پر یوسف اُسے کہے۔ اور اسی وجہ سے آتے ہی سب لوگوں کو پھر دیا رات
 بھر میں بھی قید رہی۔ مگر اُن پہنچت نہ کارگر ہوئی۔ آخر اس وقت صغیم کو رستے
 چوڑ کر چلے گئے۔ اور وہیں گئے ہیں۔ جہاں یقیناً مار ڈالے۔
 جا میں تے ۛ

قاضی صاحب جرت زدہ رہ جاتے ہیں ۛ

قاضی ابو کجی ۛ (کچھ دیر کے بعد) آخر انھیں جانا ہی کیا فرود تھا۔ اب اُن ظالموں
 کے ہاتھ سے نجات مل گئی تھی تو خبر کیوں چلے گئے ۛ ۛ ۛ
 رنیب ۛ رات بھر یہی ہی بکاکی۔ مگر وہ کیوں مٹنے لگے تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ
 میں وہ وہ غلٹی ہو کر نہ کر سکتا ۛ

قاضی ابو کجی ۛ پھر کیا کیا جائے اُن لوگوں کے ہاتھ سے نہایت منہایت دخول ہے
 اور یوسف کے اسے شخص کا جس نے ہزاروں سیویں کو خاک خون میں
 ملا ہوا۔ اب اُنکے بعد زندگی بیکار ہے۔ میں وہیں جاتا ہوں۔ دیکھو
 کیا ہوتا ہے ۛ

قاضی ابو کجی چلے جاتے ہیں۔

صغیم ۛ رنیب اب میرے چلنے کا وقت بھی آگیا۔ آہ ٹکوں اپنی مان بکھی تھی۔
 میرے مرنے کا قبر اُتار دیا ہو گا مگر کسی نہ کسی طرح صبر نہی جائیگا۔
 تم میری امان جان کی دلہی کرتا۔ اور وہ تمھاری دلہی گریں گی ۛ
 رنیب چلا چلا کے رونے لگی ہے ۛ

رنیب ۛ (دیکھ کر ان کے رونے کے) صغیم! اس ارادے سے باز آؤ۔ آہ کیا کہوں ۛ
 تو سچا سچا اُسے کابل کی ہوش نہیں دہا ۛ

صغیم ۛ رنیب پھر یہ کہتے ہیں بیوقوفانہ ہوں۔ سارے غلطیوں نے اور تمام نقصا
 نے جس طرح یوسف کو جوش میں لاتے اور جہاد کرتے دیکھا وہی سب آج دیکھ رہے ہیں
 کہ صغیم بھی ویسی ہی ہونا دار ہے جیسا کہ اس کا عاشق راستہ باز تھا۔

بس اب جاتی ہوں۔ کلمہ نے کاموقع نہیں ہے ۛ
 صغیم روانے لبا اس راستہ ہو کر اور نہایت خوشنالی سے عربی

عالم باہر مگر طرے نکلتی ہے۔ زیب او سیکے پیچے روانہ ہوتی ہے۔

غزل کے باہر سپہ سالار افواج کی ٹیل کا ٹیگاہ

سپہ سالار چند افسران فوج کے پیچ میں بیٹھا ہے اور دل میں سوچ رہا ہے
سپہ سالار دو (خود بخود) ہاں اس کا کیا نام تھا یہ یوسف حقیقت میں بڑا بہادر شخص
اپنی جرأت بہت کم دیکھی گئی ہے۔ اور پھر لطف یہ کہ ابھی نوجوان ہے۔

بادری کے علاوہ اسکی صورت بھی دل فریب ہے۔ اسوقت آنے کا وعدہ کر گیا ہے
میرے نزدیک تو وہ فرور تے گا۔ مگر نہ آتا تو اچھا تھا۔ واقعی دنیا میں بڑے بڑے
شکل دین۔ وہ لوگ بھی ہیں۔ جھین اسکی حالت اور صورت پر ذرا بھی حیرت
نہ آیا۔ بلکہ میری رحمدلی دیکھ کے بادشاہ کی خدمت میں دوڑے گئے۔ اور وہاں
دربار میں جڑواں کی کہ میں اس کا طرز پر ہوں۔ (ایک کاغذ ہاتھ میں ادا نکھا کر۔ یہ
شاہی حکمنامہ آیا ہے کہ اس عجب نوجوان کی فورا گردن ماری جائے۔ ورنہ سور
دعبل شاہی قرار پاؤں گا۔ کیا کروں۔ اگر وہ آگیا۔ تو بڑا غضب ہو جائیگا۔
اب تو میرے نزدیک اسکی رہائی کی کوئی صورت نہیں ہے۔

خادم آتا ہے

خادم دو حضور وہ عربی نوجوان یوسف جو کل خود حاضر ہو گیا کا وعدہ کر گیا تھا حاضر ہوا ہے
سپہ سالار افسوس اچھا اُسے میرے سامنے لاؤ

(خود بخود) بڑا غضب ہوا۔ اب اس نوجوان کو کسی طرح نجات نہیں
مل سکتی۔ سیرا تو ارادہ تھا کہ اسکی راستبازی کا امتحان کر کے چھوڑ دوں گا۔ بیان
تقدیر سننے اور مضمون پیش کر دیا۔

خادم یوسف کو لے آتا ہے

یوسف دو حسب وعدہ میں حاضر ہوں اب جو حکم میرے حق میں نافذ کیا جائے

اسکی پاشدری کے لئے تیار ہوں ۛ

سید سالار دیر تک یوسف کی صورت دیکھتا ہے ۛ

سید سالار (کچھ دیر کے بعد) یوسف اکیا حقیقت میں تم اپنی زندگی سے بیزار ہوا اور کیا کوئی تمھارا ایسا دوست نہ تھا جو تمھیں بیان آنے سے منع کرتا۔ انوس تم نے بیان آنے کی اپنی جان سے ہاتھ دھوئے۔ اگر یہ بیان بہت سے لوگ بیٹھے ہیں مگر اب میں صاف صاف کہہ دیتا ہوں۔ یوسف اسیر کے نزدیک تمھارے قتل کرنے سے زیادہ کوئی ظلم نہیں۔ میں نے تمھارے ساتھ سجدہ کی کارادہ کیا تھا۔

ٹھیکرئی حق کہ تمھاری راستہ بازی کا امتحان ہے کے تمھیں رہا کر دینگا ۛ

لیکن اسکو کیا کروں کہ تمھاری موت کا وقت آجی گیا تھا۔ اب میرا کچھ زور نہیں چل سکتا۔ خدا جلنے میرے قصہ سے کون اٹا ہو گیا کہ اس نے حضور زیاد شاہ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ اور وہاں سے ابھی حکم نہ آیا ہے کہ ملک کو بے مال قتل کر ڈالوں۔ اب تمھیں بتاؤ کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ آہ! اس ظلم کا مجھے زندگی

بھر صدمہ رہیگا ۛ

یوسف ۛ آجی اس سجدہ کی کامین شکور ہوں۔ مگر اس کو آپ کیا کیجے کہ میری قسمت ہی میں یہ حسرت ناک موت کھی جتی۔ اور رہا یہ کہ میں کیو یا میرے نزدیک قتل ہو جانا آسان ہے اور مردے سے انحراف کرنا ناممکن ہے اب آپ میرے لیے زیادہ مول نہ ہو جائے میرے سوگواروں کا رونا میرے لیے کافی ہے بلکہ اصل تویہ ہے ان کی آہ و زاری میری موت سے بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی ہے اب آپ جلدی کریں اندر حکم دیں کہ میرے قتل کا بندوبست کیا جائے۔ نہیں اب اپنے نہیں سرگز الزام نہ بیجیے ۛ

سید سالار ۛ اے شریف نوجوان یہ مرنے تمھاری فوجی کا نتیجہ تھا جو تم چلے آئے کوئی تجربہ کار سپاہی ہونا تو ہرگز نہ آتا۔ آخر زندگی سے کیوں اسقدر بیزار ہو۔ ہاں تم اپنی معشوقہ سے جب اسوت رخصت ہوئے تو آئے کیونکہ رخصت کیا اور کہا۔ شاید اس کے آنکھوں میں تو دنیا اندھیر ہوگی مجھے فوج سے کہ تمھیں اس نے بیان آنے کیوں دیا ۛ

یوسفؑ وہ تو کسی طرح نہیں آتے دیتی تھی۔ میں زبردستی گئے تو پتہ پھوڑ کے
لا آیا۔ کیا عرض کروں کہ اوسکی کیا حالت ہے ۛ

یہ سالار نے افسوس اتم نے بڑی سنگدلی کی اور آہ۔ تم سے زیادہ سنگدلی
میرے ہاتھوں ظاہر ہوگی۔ یوسفؑ میں معذوریوں۔ اب تمہارے چھوڑ لیگی
کی تدبیر میرے اسکان میں نہیں ہے ۛ

یوسفؑ آپ نے تو میرے حال پر ہزار رحم کیا۔ میری تقدیر میں یہ کبھی تھا۔
میں ایک بات کی التجا کرتا ہوں۔ اگر آپ اسکا وعدہ کریں تو میں بڑی خوشی سے
ان دونوں ۛ

یہ سالار نے وہ کیا۔ بلا تامل بیان کرو۔ تم جو کچھ کہو گئے اسکو خوشی خاطر پورا کر دیا
یوسفؑ کوئی تعجب نہیں کہ میری مشق یہی تھی کہ میں بیان آئے وجود
ہو جائے۔ کیونکہ میرے بعد وہ بھی اپنی جان دینے پر آمادہ ہے۔ میں آپ سے
مقدور عرض کرتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے آپ اوسکے بدلے کی کوشش کریں
میں آپ کا روزہ چلے گا ۛ

تم آپ اسے بچاؤں تو بعد مرنے کی بھی سزا ہو گا ۛ

یہ سالار نے اس پر بھروسہ نہ کیا۔ میں اسے بچاؤں۔ مگر یوسفؑ اگر وہ
نہ تو تمہاری موت پر ہر شخص کے آئینہ کیسے ہیں گئے۔ اور جو تمہاری موت
کو دیکھ لیگا۔ پھر اس کے دل سے حسرت نہ بکھری ۛ

ایک فوجی افسر سے ۛ جائز۔ انتظام کرو کہ پانچ سو سوار آگے حاضر ہوں اور
مركز بھر کے فاصلہ پر کھڑے ہو کے حلقہ باندھ دیں تاکہ اہل غناطہ میں سے کسی
لو حملہ کرنے کی جرات نہ ہو۔ اور جلاؤ کو حکم دو کہ تدارک کے حاضر ہو ۛ

فوجی افسر نے (ربادب) اعلیٰ انتظام ہوا جاتا ہے ۛ

یہ سالار نے (یوسفؑ) کو صند فیر سناٹ کر دیا۔ عرفت شاہی حکم نے پھوڑ
کر دیا۔ افسوس ۛ

یوسفؑ آپ ناہم نہ کریں۔ بس اب غفلت سے کام لیجئے۔ تقدیر کا فیصلہ
جو کچھ ہو جائے ظاہر ہو ۛ

سید سالارؒ اچھا یوسفؑ تم کو کسی بات کی تمنا ہے ؟ اگر دل میں کوئی آرزو ہو تو مات مات بیان کرو۔ رہائی یا زندگی کے سوا اور جس بات کی آرزو ہوگی میں بسر و چشم پوری کر دوں گا۔

یوسفؑ یوں تو دل میں آرزوئیں بھری ہیں۔ مگر بچے کسی بات کی تمنا یا آرزو نہ کیا یا آرزو جو کچھ ہے وہ اسی قدر ہے کہ براہ عنایت آپ میرے قتل میں جلدی کریں۔

سید سالارؒ اچھا تم کسی کو کچھ وصیت کرنا چاہتے ہو؟

یوسفؑ کچھ نہیں۔

سید سالارؒ تو اب چلو۔

سید سالارؒ کی زبان سے یہ جملہ نکلتے ہی لوگ اسے یوسفؑ کو زندہ سمجھنے لگے اور تلگاہ میں جو وہاں سے کچھ دور تھے کے یہاں تین بیسیاں سیاہی انگلی نواریں لئے چاروں طرف کھڑے ہیں اور ان کے بعد کچھ فاصلے پر ترشائی کھڑے ہیں جن میں سے اکثر انہو بارہ ہیں۔

سید سالارؒ (تلگاہ میں پہنچ کے) یوسفؑ بھائی زندگی کی آخری ہے لیکن بڑی یرت کی بات ہے کہ تمہارے چہرے سے کوئی علامت خرن و دلال کی نہیں ظاہر ہوتی۔ ایسا استقلال کبھی میری نظر سے نہیں گذرا۔

یوسفؑ مجھے کس بات کا ملال ہو۔ جیسا یون کے ہاتھ تھک ہو یا بے بیے ملامت خور ہے۔ موت مسلمان کے لئے اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہے۔ ہمارے ہادی بڑی کا قول ہے۔

بسی ہی سے خیال کرو کہ مسلمان کو دنیا چھوڑتے کا کیا غم ہو سکتا ہے۔ میں اس قالبِ شہری کو چھوڑتے ہی جامِ شہادت پیونگا۔ اور زندگی ابدی و سرمدی حاصل ہوگی اور خدا کے فضل و کرم سے ابد ہے کہ اس کی رحمت اور مغفرت بیشواری کر کے مجھے جنت میں لے جائیگی۔

آہ پیاری معشوقہ سے چھوٹے کاظمؑ ایہ غم مجھے بیتاب کئے دیتا ہے۔ مگر خدا کی ذات سے امید ہے کہ اس زندگی میں خدا یہ غم کھودے گا۔ پیاری صغیہ میں تم کو خدا سے ملن کا۔

سب سالار۔ بیشک ان ہی خیالات کی وجہ سے ایک مسلمان کو جان دینے کی زیادہ
جرات ہوتی ہے مگر یوسف تھا رالعین اور لوگوں سے بڑھا ہوا ہے کسی اور مسلمان
کو اس استقلال سے جان دیتے نہیں دیکھا۔ افسوس کس دل سے کون یوسف
اب وقت آگیا، دو ایک اونچی پٹائی کی طرف جواگے رکھی تھی اشارہ کر کے اس
پٹائی پر سر رکھ دو۔

یوسف۔ ایک بات کا میں آرزو مند ہوں۔

سب سالار۔ وہ کیا ہے؟
یوسف۔ کہیں سے تھوڑا پانی منگوا دیا جائے کہ وضو کروں اور دو رکعت نماز
پڑھنے کی اجازت دیدی جائے۔
سب سالار بہتر۔

سب سالار کے خدام دوڑ کے پانی لاتے ہیں اور یوسف
وضو کر کے نہایت خلوص سے دو رکعت نماز پڑھتا ہے

یوسف نماز سے فارغ ہو کر، اب میں خدا کی راہ میں جان دینے پر آمادہ ہوں۔
اس وقت جتنے لوگ کھڑے ہیں اگر میں انکا کوئی قصور کیا ہو تو مجھے معاف کر دیں۔
جہاں میں میرے ہاتھ سے عسایا کیونچر جو زیادتی ہوئی میرے نزدیک وہ گناہ
نہیں ہے

اس کے سوا اور کوئی کیا گناہ ہو تو سعادتی کا خواستگار ہوں (چاروں طرف دیکھ کر
دینار تو انسان کو بہت پیاری معلوم ہوتی ہے اور تری جدائی سیکوناگوار ہوتی ہے
مگر چونکہ خدا کی راہ میں زندگی سے ہاتھ دھوٹا ہوں لہذا مجھ سے رخصت ہوتے وقت
نہایت اطمینان اور استقلال سے کام لیتا ہوں۔

سب سے رخصت) آسمان کی طرف دیکھ کر اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھا کر) رب العالمین
ساری آرزوئیں اس حیرت بندوں کو چھوڑ کر ترے پاس آتی ہیں اسکا تو یقین ہے
کہ ان کے ساتھ تو اچھا سلوک کرے گا۔ مگر اس زندگی کی بھی ٹھہری میں مجھے استقلال
کا خواستگار ہوں۔ مجھے ہمت دے کہ نہایت اطمینان اور استقلال
سے کام لوں۔

جھک جاتا ہے اور گھٹنے ٹیک کے تباہی پر سر رکھ دیتا ہے جیلا دانی
برہنہ شہر کو پورے زور سے بلند کرتا ہے ناگمان غماشاہیوں کے
ہجوم سے ایک ضعیف الم شخص انسان و خیران جلا تا ہوا آتا ہے

ضعیف الم۔ ٹھیرو! ٹھیرو! ذرا بچھ آئیے دو! یہ
سہ سالار۔ یہ کون شخص ہے؟ (اپنے ہمراہیوں کی طرف خطاب کر کے) کوئی
جانتا ہے۔

دو چار آدمی۔ حضور! ہم لوگوں نے تو اس کی صورت آج تک کبھی نہیں
دیکھی۔

ضعیف الم۔ دو فریب اگر، کیا ہو سکتا ہے کہ اس نوجوان کے عوض تم لوگ
مجھے قتل کر ڈالو!

سہ سالار۔ نہیں کیوں ہو سکتا ہے۔ کسی بے جرم کو یکے ہم ایک مجرم کو نہیں
بہا کر سکتے۔

ضعیف الم۔ مجرم کون نہیں؟ غنا ظہین جو سلمان ہے وہ تمہاری ایمری ہے
سہ سالار۔ اس نوجوان نے ہمارے باورسہاہیہ کو قتل کیا ہے جن کے خون
کا تھوڑا حصہ اس شخص کے قتل کرنے کے سوا نہ کوئی دوسرا طرح نہیں ملا سکتا۔

ضعیف الم۔ کیا یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اس نوجوان کے عوض ہم جس قدر
چاہو زرفدیہ لے کو۔

سہ سالار۔ اس بارہ میں تحریک ہو چکی اور مجھے معلوم ہے کہ حضور شاہ کیل کو
منقول نہیں اس نوجوان سے ہمارے سپاہیوں کو ایسا مدہ نہیں پہونچا کہ روپہ
ہے ان کے انوکھ سکین!

ضعیف الم۔ وہ آہ! ظالمو! اگرچہ دو دونوں باتیں نہیں منظور ہیں تو یہ تو ہو سکتا ہے
تو مجھے اس کے ساتھ قتل کر ڈالو!

سہ سالار۔ نہیں یہ بھی نہیں ہو سکتا ہم ایک بے گناہ کے خون سے اپنی تلوار کو
انگھٹیں نہیں کر سکتے!

ضعیف الم۔ ہزاروں بیگناہ قتل ہو گئے ہزاروں بچے یتیم ہو گئے نہ ہر دن عورتیں

بیوہ ہو گئیں نرون خاندان کی عصمت شعلہ خانوئین بے دانی وارث ہو گئیں
اور تھاری تنوار و عین بیگناہ کا خون زمین لگا اشرار اس خدا سے جو حقین جہنم
نوجوان کا قتل کوئی معمولی ظلم نہیں ہے گھر گھر میں اسکا ماتم ہوگا۔ اور انوس ابھی
ظناظمین کسی کو خبر نہیں۔ اگر معلوم ہو جائے تو سب لوگ آگے حملہ کروں یا تو اسے
چھڑا دیجائیں یا سب کے سب قتل ہو جائیں۔

سید سالار۔ تھاری ان بیباکیوں سے یہ ہوگا کہ یہ نوجوان رہا کر دیا جائے
اور تم بھی اس کے ساتھ قتل کئے جاؤ۔

ضعیف البوی قبل کے داس سے ایک برس ہنہ تلوار نکالتا ہے
اور سید سالار پر حملہ کرتا ہے۔

ہتے عیسائی یہ گہرا کہے "نینا! نینا! کون ہے تھاس کے سر پہی کھیل
رہی ہے۔"

سید سالار زخمی ہوتا ہے۔ جلا د مارا جاتا ہے۔ اور

ضعیف البوی گرفتار کر لیا جاتا ہے۔

سید سالار۔ (یوسف سے) یوسف! ذرا سرائٹھاؤ۔

یوسف۔ زمین میں اب دنیا کی محسوس صورت نہ دیکھو ن گا۔ جس خیر کو چھوڑ دیا
پھر اسکی طرف متوجہ ہوتے سے کیا فائدہ!

سید سالار۔ دیکھو یہ تمھارے پاس کون آیا ہے۔

یوسف سرائٹھا کے دیکھتا ہے اور ضعیف البوی

کے سننے اور سے جھک جاتا ہے

یوسف۔ قاضی صاحب اپ کمان! اپنے اس ضعیفی پر یہ کیا ظلم کیا؟

قاضی ابویکے۔ یوسف! تمھارے بد بیتی انجامی ہے۔ اس عمر تمھارے مدد سے

بھیجی اچھا معلوم ہوا کہ تمھارے ساتھ ہی میں بھی دنیا کو خیر باد کہوں۔

یوسف۔ اہ! میں کیا الفت جان ہوں کہ ایسے ایسے سامان حسرت دیکھتا ہوں

اور زندہ ہوں انوس! یہ بھی ایک وقت ہے کہ آپ شہید کیوں کے ہاتھ میں۔

گرفتار ہیں اور میں کھڑا سیر دیکھ رہا ہوں جلاو کو اپنی قتل کیا!

قاضی ابویکے - ہاں میں ہی نے قتل کیا۔

یوسف - مجھے تو نیک تھا کہ پیاری صفیہ کا مدہ مرتے وقت دل میں بیجاؤں گا اب دوسرے ہو گئے! افسوس! کیا اردن بے بس ہوں

سیہ سالار علی یوسف یہ کون شخص میں اس ضیفی میں افسوس نے بڑی۔

جرات کی۔

یوسف - یہ شہر غوطہ کے شہور قاضی ہیں۔ قاضی ابویکے! افسوس میری حالت نے ان کے ساتھ بھی دشمنی کی

ایک دوسرا جلاو بلوایا جاتا ہے

سیہ سالار علی یوسف اور قاضی صاحب سے اب تم دونوں کی مٹا ایک ساتھ پوری ہو گئی۔ دونوں پٹائی پر اپنے سر رکھ دو

یوسف - قاضی صاحب سے، قاضی صاحب اپنے مجھے بت بڑا مدہ دیا خیر گراب مجھے پہلے قتل ہو لیتے دیکھ کہ آپ کی موت مجھے نظر نہ آئے۔

قاضی ابویکے - نہیں یوسف مجھے بھی ساتھ ہی قتل ہونے دو

قاضی صاحب اور یوسف دونوں گھٹنے ٹیک کے

پٹائی پر برابر سر رکھ دیتے ہیں۔

جلاو - بتلو اس کے کہ تمام اہل کشتی کو اہر ہو کہ ان دونوں کو میں سیہ سالار علی یوسف

کلیں کے حکم سے قتل کرتا ہوں اگر نہ خرم ہوں تو ان کے قتل کا مواخذہ میری نوینہ میں

اور حضور سیہ سالار علی کی طرف دیکھ کر آپ پھر اجازت دین تاکہ میں سری الزم ہو جاؤں

سیہ سالار علی ہاں میں اجازت دیتا ہوں۔ بلکہ حسب فرمان شہابی تم کو مہم دیتا ہوں کہ ان کو فوراً قتل کر دو۔

جلاو ایک ہی تلوار میں دونوں کا کام تمام کر دیتا ہے۔ یوسف اور ابویکے

سکڑ کے پٹائی کے نیچے گر پڑتے ہیں اور دھڑک رہے ہوتے ہیں

چلو ہن وطن ایک سکوت ہو جاتا ہے اور اسی سکوت کے عالم

میں تماشہ ہونے لگتا ہے جو زمین سے روشنی اواز میں جاتی ہیں

سپہ سالار کے حسرت کے لمحے میں نوجوان کے مارے جانے کا صحیح بھی بہت صدمہ
 ہوا اگرچہ ہی دبدبہ قائم کرنے کے لئے ضرور ہے کہ وہ لوگ قتل کئے جائیں جن کے
 ذمہ غور اہی جرم بناوٹ ثابت ہو مگر ایسے شریف راستہ باز اور خوش رو نوجوان کو بیا
 دنیا چاہیے عام فتوحات کے وقت قاعدہ ہے کہ کامیاب فریق کے لوگ بڑا علم کرے
 ہیں اور انکا وہ ظلم جائز خیال کیا جاتا ہے لیکن انہیں دو چار ہی خون ایسے ہوتے ہیں
 اس فریق کامیابی پر خاک ڈال دیتے ہیں اور قیامت تک کیلئے اس سے ذیل کرتے ہیں
 یوسف کا مارا جانا ایسا واقعہ ہے کہ قیامت تک لوگ یاد کریں گے اور ہلو گون کو ظالم
 کہیں گے تاریخ ہمارے اس ظلم کو انکار کے دکھا سکی۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے جو
 ہونا تھا ہو چکا۔

تاشائیون کے پھوم سے ایک نوجوان نمایاں ہوتا ہے۔
 ہور آتے ہی سپہ سالار پر حملہ کرتا ہے مگر سپہ سالار کے وار کو
 خالی دیتا ہے اور جو لوگ اسے انود کرنا چاہتے ہیں انہیں سے
 لٹی اس کے ہاتھ سے مارے جاتے ہیں۔

نوجوان۔ ہائے ظالم نعرانیو مجھے تم سے لڑنا اور مقابلہ کرنا نہیں منظور ہے اور
 یہ ممکن نہیں کہ تم مجھے زندہ گرفتار کر سکو۔ اس لئے کہ میں جان دینے کیلئے آیا ہوں
 زیادہ احبنا ہوتا ہے مجھے بھرے رہو کہ میں تبس کلام کے لئے آیا ہوں وہ پورا
 ہو جائے۔

سپہ سالار۔ (اپنے لوگوں سے) اچھا چھوڑ دو دیکھو یہ شخص کیا کرتا ہے
 مگر گھرے رہنا خبردار نکل کے جلتے نہ پائے۔

نوجوان قافی بلوئی اور یوسف کی لاشوں کے پاس جاتا ہے
 دونوں کے سر جو دور پر پڑے ہوئے تھے ان کو لاس کے
 جھون سے جوڑ کے رکھتا ہے ۷

نوجوان۔ یوسف کی لاش کی طرف خطاب کر کے آہ اتم وفادار تھے دونوں
 اپنے دل کو مجھے اور ارادے کے چرے تھے دونوں نے وفاداری راستہ بازی
 اور نیکبانی کے ساتھ جان دی تم دونوں کو خدا نے اپنے پاس بلایا تھے خدا کے

نام پرانی جانوں کی قربانی چڑھائی اور خدا نے قبول کی آہ سیری آواز دیکھیں
جلد تازہ ہو جائیں ان دونوں جسموں میں پھر جان آجاتی۔ پیارے یوسف
شیری صورت دلیلی دلربا ہے مرنے کے بعد بھی تیرے حسن کی شواہد میں
دل کی آنکھوں کو خبرہ کے دیتی ہیں آہ اخلاقی جنت نہیب کو کہتے تھے اچھا
گیا اور اپنے چاہنے والوں کو بہت بڑے امتحان میں چھوڑ گیا۔ آہ ابا شک
رودن۔ اب تو آنسو خشک ہو گئے اور خون جو محبت کی گری میں پھرتا تھا گون
میں خشک ہو کے بالکل ختم ہو گیا۔ پیارے یوسف بند کرنا تم فیکھتے کہ تھکے
سر ملنے کون کھڑا ہے آہ! تمھاری صفیہ اتنی ہے ۛ

اتنا کہہ کے نوجوان بکڑی سرسری پھینک دیتا ہے اور غبا
سار کے ڈالتا ہے زنا نہ ریشمی عیش نگے میں اور طلائی کام
کی خمار سر پر ڈالتا ہے اور لیے لیے بال چارون طرف
شانوں پر بکھر جاتے ہیں ۛ

دونوں گرنے ہیانا ہو تو توبہ بیان نوا آہ اب تم سے یوں ملاقات نہیں ہو سکتی
کہ میرے تم آنکھیں کھولو بلکہ اگر میں تم سے ملنا چاہوں تو خود مجھے آنکھیں
بند کر کے تمھارے برابر لیٹ جانا چاہیے۔ پیارے یوسف۔ تمھیں بہت دیر
بے انتظار کرنا پڑا۔ مگر کوہنہیں۔ بس اب آتی ہوں ۛ

صفیہ نسو پونچھ ڈالتی ہے اور تمام جاغیریں کی طرف متوجہ ہوتی ہے
اے ظالم کافرو۔ اور اسے وہ لوگو جو ان ظالموں کا قاتل دیکھ رہے ہو تم کو شاید
نہ معلوم ہو گا کہ یہ ظلم کون کیا۔ اور میں کون ہوں۔ اور وہ ضعیف العمر
شخص کون تھا جس نے خود اپنی جان دی۔ سنو ویوسف جسکی
جرات نے عیسائیوں کو مد ہاشک کشین دین اور جسکی تلوار دیکھ کر عیشیان
کے دل میں دہشت سما جا مکی جسکو غزالہ کی کسی روکی نے جہاز پر بھیجا تھا۔

اور جس کے نام سے غزالہ کا ہر بچہ اور ہر عورت واقف ہے آہ انیلا ظالم وہ
خوشرو لو جو ان جسکی لاش سے بھی عجب حسن دار اسے کھونے کا پھر ہونے میں
وہی یوسف تھا یوسف کی معشوقہ جو پردہ کی بیٹھنے والی بھی اسے ۛ

آج بے پردہ دیکھ لو! وہ کہ بخت صغیفہ میں ہی مومن جس نے یوسف کو
 لڑائی پر بھیجا تھا۔ ہاے میرا قدر دان اور میرا پردہ دار خاک پر پڑا ہے اور
 میں تم سب کے سامنے کھڑی انو باری ہوں۔ اس زمانہ کو یاد کرو جب
 تم کیسے خود امیر المومنین میری صورت دیکھنے کے مشتاق تھے اور ہمیں دیکھ
 سکتے تھے۔ آہ! ابھی میں آج بے تنگ و ناموس ہو کے اس میدان
 میں آئی ہوں۔

اے اہل غنا! میرے کئے سے اور میرے عشق کے جوش میں یوسف نے
 جیسی ببادری دکھائی اس کے تم سب گواہ رہو۔ اور تم تین سے انزوں نے
 یوسف کی جنگ آزمائیوں کا تماشا بھی دیکھا ہو گا
 آئندہ پوچھنے والوں کو تمھاری ہی زبانی سلوم ہو گا کہ یوسف کا عشق
 کیسا رنجنا تھا اور اس نے پاکیزگی سے غنا طہ کی ایک لڑکی کی شرط
 پوری کی۔ تم ہی اب یہ بھی دیکھو کہ اسکی معشوقہ صغیفہ کیسی دغا دار تھی اور اس
 نے اس استقلال سے اپنے عاشق پر اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ یہ
 یون کہو کہ اس کا ساتھ دیا یوسف کی داستان جس کسی سے بیان کرتا
 اس کے سامنے میری اس وفاداری کا حال بھی بیان کر دینا۔
 بس اب رخصت ۛ

اسکے بعد صغیفہ تھکتی ہے
 اور یوسف کی لاش سے
 لپٹ کے پیشانی کا ایک بوسہ لیتی ہے
 صغیفہ! اس گرجوئی کے بوسہ کا جواب ہے جس نے مجھے شرمایا
 تھا۔ یوسف کی لاش کے برابر بیٹھ کے اور اس کے سینہ کی طرف جھک گئے
 آرزو پوری کرنے والی چھری ۛ

چھری نکال کر دو دفعہ سینہ میں بھونک لیتی
 ہے اور یوسف کے سینے پر گر پڑتی ہے ۛ
 سپہ لار۔ (گھر کے) افسوس! اس لڑکی کی تقدیر نے مجھے بخود بنادیا کہ مجھے

خیال ہی نہ رہا اور اس نے اپنا کام تمام کر دیا آہ! یوسف کی وصیت کا خیال بھی نہ رہا۔
اپنے خادم سے ۱۱ دیکھو اس لڑکی میں کچھ جان ہو تو جلدی اٹھاؤ افسوس! یوسف
نے مجھ سے ایسی راست بازی کا برتاؤ کیا اور میں نے ایسی غفلت ظاہر کی!
بلدی اٹھاؤ دیکھو زندہ ہے یا مر گئی۔

سپہ سالار کے خادم دیکھتے ہیں اور بالکل بیجان پاتے ہیں
ایک خادم ۱۱ حضور کچھ نہیں رہا ہاتھ پاؤں میں ذرا یونہی سی گرمی باقی ہے
اور ایک سنٹ لیں یہ بھی نہوگی ۱۱

سپہ سالار۔ یہ غمناک حادثہ ہماری کابی کو خاک میں ملائے دیتا ہے ۱۱
فناشایوں سے نکل کے زنیب آتی ہے
اور ڈاڑھیں مار مار کے روتی ہے

زنیب۔ آہ! بس عشق کے راز دار و غنیمت اسلی میں ہی باقی رہ گئی۔ خدا عالموں سے
بدلہ لے مجھ میں اتنی جرات نہیں کہ اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالوں۔ یوسف
شہید و فاتح آہ و فاداری نے اسکی جان لی۔ نہیں یوسف ہی نہیں۔ صفیہ
یہ شہید و فاطمہ ۱۱

سپہ سالار بشک یہ دونوں شہید و فاتح ۱۱
خوش الم میں سب دیکھنے والے رونے لگتے ہیں اور عیسائی

اور مسلمان دونوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں
زنیب ۱۱ لوگو جو کچھ ہونا چاہو۔ اب دونوں شہیدان و فاطمہ کے حق میں دعا کے
سفرت کرو ۱۱

سب لوگ۔ ہم بے لگ گواہ ہیں کہ یہ دونوں عاشق و معشوق شہیدان و فاطمہ
ہیں خدا و دونوں کی مغفرت کرے اور اس عالم میں و دونوں ایک دوسرے کے وصل
سے کامران رہیں۔ ۱۱

تازہ ترین ناول

قصائین مرزا فاضل علی صاحب خیر کھنڈوی

انقلاب کلکتہ

اس کتاب میں ہندوستان کے ہولناک مظالم کی
تشریح کی گئی ہے جس کا اثر شکوہ راج اور اثرات سنگین
کی بدترین شکل سے تشریح اور ایک جوان ہندو کی لڑکا
زندگی پر گہرے غم کے اثرات کی عکاسی کیا اور جو اہم
پیشہ برہمنوں کے ہمالیہ کا پڑھنا کی ایک بہرہ

وطن پرست

میں بھول آج ایک ہر جوش ملیح قلم کی تاریخ
کا ایک عجیبہ کو جو ہندوؤں کی صدیوں کی آغا
ملکت فرس کی گزری ہوئی حالت سدھارنے کے لیے
مل پذیر ہوئے تھے۔ ہندوؤں کی نہایت غریبی اور
دور پیچ حصوں سے بیان کیا گیا ہے جو حقیقت ہے

خونی بیوی

جاسوس کی کہانی ہے جس میں ایک ہندو کی جڑ کا گھر
چاہا کی ہولناکیوں سے بھرا ہوا ہے اور اس کی زندگی
کے ہر لمحہ جاسوس کی ہولناکیوں سے بھرا ہوا ہے اور اس کی
اور قاتل کی کہانی ہے کہ ہندوؤں کے سینہ میں بڑا ایسا
اس طرح سے بیان کیا ہے کہ پوری کتاب خونی بیوی
میں انسانی ہمدردی سے بھری ہوئی ہے

خونی داؤد

جس میں ایک لڑکے کی کہانی ہے اور اس کی زندگی
بیشمار آوازوں سے بھری ہوئی ہے اور اس کی زندگی
کہ ایک اور شخص داؤد کو شمع جلنے سے خونی کے بیوی کی
خون پرانے کی ایک شکل کی صورت کی ایک لڑکا ہے
صوفیہ کی ایک لڑکا ہے اور اس کی زندگی بھری ہوئی ہے
سائنس کی ایک لڑکا ہے اور اس کی زندگی بھری ہوئی ہے
کاؤنٹی کی ایک لڑکا ہے اور اس کی زندگی بھری ہوئی ہے
بیان کیا گیا ہے جو حقیقت ہے

مظلوم پارس

ایک جوان شخص کی کہانی ہے جس کی زندگی
کی ہولناکیوں میں بھری ہوئی ہے اور اس کی زندگی
جاسوس کے ساتھ خونی بیوی کی زندگی بھری ہوئی ہے
چھوٹا ہوتا ہے جو حقیقت ہے

شوقین لڑکا

ایک لڑکے کی کہانی ہے جس کی زندگی
نیکو بہ اثرات کی زندگی بھری ہوئی ہے اور اس کی زندگی
خونی سے بھری ہوئی ہے اور اس کی زندگی بھری ہوئی ہے
ہے جو حقیقت ہے